١١٨٣

تقديس القران
عن
تلبيس الشيطان

680
عالمی

سلسلۂ تنقید کا سلسلہ

ولن یجعل اللّٰہ للکافرین علی المؤمنین سبیلا

تقدیس القرآن

عن

۱۱۸۳

تلبیس الشیطان

حصہ دوم

جسمین آریون کے مشہور اخبار مسافر آگرہ کے اون اعتراضونکا جواب دیا گیا ہی جسکے جواب سی تمامی علماے اہلسنت پنجاب عاجز تھے۔ اخبار مسلمان نے کچھ جواب بھی دینا چاہا تو عاجز آکر بہت سے نمبرونکو لاجواب چھوڑ دیا مگر خدانے وہ سامان کیا کہ الشمس نے اس خوبی اور تحقیق سے جواب دیا کہ خود مسافر کو اسکی تہذیب ومتانت کا اقرار کرنا پڑا مورخہ ۱۶ اگست مین لکھتا ہے "ناظرین مسافر یہ سنکر ضرور خوش ہونگے کہ آخر اسلامی پریس کی عزت رکھنے کیلئے ایک شیعہ عالم نے قلم اوٹھایا ہی اور اس سلسلہ مضمون کا جواب اپنے معزز رسالہ الشمس مین تہذیب وشائستگی سے لکھنا شروع کیا ہے"

مولوی ثناء اللّٰہ صاحب اپنے اخبار مسلمان مورخہ ۱۸ رجب ۲۵ھ مین لکھتے ہین۔

"ہمارے ایک شیعہ مہربان نے بھی اپنے رسالہ الشمس مین مسافر کی نسبت کچھ لکھنا شروع کیا ہے۔ اسلئے بقیہ نمبر اون کیلئے چھوڑ دیتے ہین"

ان دونو تحریر سے معلوم ہوسکتا ہے کہ تقدیس القرآن کس عظمت کی کتاب ہے۔

در مطبع اصلاح کجھوہ ضلع سارن طبع شد

سید نظیر حسین پرنٹر پبلشر

۱۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد یہ دوسرا حصہ ہے تقدیس القرآن کا جسمین اخبار مسافر آگرہ کے بقیہ نمبرونکا جواب متعلق بہ قرآن مجید نہایت تہذیب و متانت و تحقیق سے دیا جاتا ہے خدا کرے باعث ہدایت ہو۔

آپکو یاد ہوگا کہ ہمنے تقدیس القرآن حصہ اول صفحہ ۱۷۲ مین لکھا تھا "ہم اس جلد کو یہین تمام کرتے ہین کیونکہ مسافر نے ۱۴۸ و ۱۴۹ کو غلطی سے یا کسی وجہ سے نہ لکھا۔ بلکہ تنقید قرآن کا ۱۵۰ شروع کیا جس سے ہم آیندہ جلد شروع کرینگے"

پھر صفحہ ۱۰۷ مین لکھا تقدیس القرآن حصہ دوم مسافر ۴۳ کے تنقید ۱۵۰ سے شروع ہوگا انشاء اللہ

اس تحریر سے معلوم ہوا کہ اڈیٹر مسافر سے نمبر دینے مین غلطی ہوگئی تھی جسکا اسلئے اشارہ کیا گیا کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ ہمنے ۱۴۸ و ۱۴۹ کا جواب نہین دیا۔ مگر مولوی ثناء اللہ صاحب اڈیٹر مسلمان نے مسافر کے اس غلطی کو ایسا وزنی بنایا کہ لکھتے ہین۔

مسافر کا سفید جھوٹ ۔ جگہ کس کس کو دون دلمین تیرے ہاتھونسے ای قاتل ۔ اکڈاہی کو چھری کو بانک کو خنجر کو پیکان کو۔

مسافر کی ہر ایک بات نرالی اور ہر ایک ادا معشوقانہ ہے ۔ بات بات مین جھوٹ بولنا اسکا شیوہ ہے جھوٹ بولنا ہر ایک مذہب مین برا ہے جس سے ہر ایک اہل مذہب کو پرہیز کرنا لازمی ہے۔ مگر مسافر کو یہ سب کچھ جائز ہے ۔ اگر ہم اپنی اس بات کا ثبوت نہ دین تو غالباً ہمارا اور مسافر کا زبانی دعوون مین کوئی فرق نہوگا اسلئے ہم واقعات سے اسکا ثبوت دیتے ہین کہ مسافر کیسا سفید جھوٹ بولتا ہے ۲۳ دسمبر سنہ ۱۹۱۶ء کے پرچہ مین تنقید کا ۱۴۷ لکھتا ہے اور آیندہ ہفتہ ۳۱ دسمبر کی تعطیل کا اعلان کرتا ہے پھر ۶ اور ۱۳ جنوری

مین بھی تنقید بند۔ باوجود اسکے ۱۰ جنوری کے پرچہ مین صفحہ ۳ کالم ۲ لکھتا ہے "قرآن مجید پر تنقید کا سلسلہ بوجہ عدم گنجایش جگہ دو ہفتہ سے نہین نکلا مگر اگلے ہفتے اس کا سولہوان نمبر ضرور نکلیگا۔

ناظرین ۱۱ کے بعد ۱۶ لکھنے والا بھی کسی محاورہ مین سچا کہلا سکتا ہے نہین معلوم مسافر کو نمبر پر ہونے کا کیا شوق ہے" مسلمان ۲ جلد ۴

اس تحریر کو دیکھکر ناظرین اندازہ کر سکتے ہین کہ آپکی تحریر کیسی متین اور مہذب ہوتی ہے کہ ۱۲ کے بعد ۱۶ لکھنے سے مسافر جھوٹا ہوگیا اور وہ بھی سفید جھوٹ اب آپ ہی بتائے ایسی تحریر پر مسافر اگر کچھ لکھے تو حق بجانب ہوگا یا نہین۔

اب ان سے یہ کون پوچھے کہ ۱۲ کے بعد مسافر کا ۱۳ کیون نہ نظر آیا یا اوسکو جو آپنے ہضم کر ڈالا تو کیا ہوئے۔ کیا ممبر انجمن صادقین ایسا سفید جھوٹ بول سکتا ہے۔ اسکو بھی جانے دو ۱۲ کا تو اقرار ہے اوس کا جواب کیون نہین دیا ۱۲ او ۱۳ کیونکر ہضم ہوگیا جو آپ ۱۸ پر پہونچے۔ کیا مسافر بھی کو وہ احد ہے جسپر کسی کی مشابہت مین ۱۶ کو ہی بنکر اوچک جائے۔

اڈیٹر مسلمان اگر تجھے جواب دینے نہین آتا سکوت کر خدا و رسول سے شرم کر۔ ایسی ترکیب نہ کر جس سے اسلام ذلیل ہو۔ بخدا ان روبہ بازیون پر آریہ ہنستے ہین اور اہل اسلام شرم سے گڑے جاتے ہین کیونکہ آپکو اپنی علمیت کا دعوی تمامی اہلحدیث سے بڑھا ہوا ہے جب ایسے علم علامہ کے یہ اعمال ہونگے۔ تو انجم ایسے جھٹ بھیو نا گیا شکایت ہو۔ اسلیئے تو انجم نے آجتک اسکا مقابلہ نہ کیا۔ کیونکہ وہ پھر بھی سمجھدار ہے۔ اوسکو خلیفہ اول کا حال معلوم ہے کہ جب حصول خلافت کے بعد باغیان خلافت سے لڑنے چلے تو پہلے ہی انکو وہ شکست ہوئی کہ اگر ایک جھاڑی مین نہ چھپتے تو پھر خاتمہ تھا جسکے بعد پھر کبھی بھولے سے بھی جنگ کا نام نہ لیا۔

بہرحال مسافر ۳۵ مورخہ ۲۷ جنوری سنہ ۱۹۱۱ع لکھتا ہے۔

قرآن مجید پر تنقید

نمبر ۱۶

قرآن مجید کی ابتدائی بناوٹ

(از عابر اکبر آبادی)

عثمانی قرآن | اس وقت تک اس سلسلہ مضامین کے متعلق جسقدر نمبر نکلے ہین ان مین بوضاحت

بڑی مضبوط شہادتوں سے یہ دکھلایا گیا ہے کہ یہ قرآن جو آج مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے یعنی عثمانی قرآن کس طرح بنا ہے اور کس طرح خلفاء اسلام نے عوام الناس کی سنی سنائی آیتوں کو ایک جگہ بصورت کتاب جمع کرکے اس کتاب کو بطور خدائی کتاب دنیا سے بچوایا ہے۔ اب اسکے بعد جیسا کہ ظاہر کیا جا چکا تھا ہمارا ارادہ تھا کہ قرآن پر آیت وار تنقید شروع کردیں لیکن ہمیں بعد کو خیال آیا کہ جبتک ہم ناظرین تک اس اصل قرآن کی بناوٹ۔ نزول و فصاحت وغیرہ کا جس کا مسلمان لوگ حضرت محمدؐ پر نازل ہونا بیان کرتے ہیں مفصل قصہ نہ پہنچا دیں تب تک قرآن پر جنرل ریویو مکمل نہیں ہو سکتا۔ پس اس نمبر سے پہلے ہم اصل قرآن کے ضروری پہلوؤں پر نظر ڈالنا شروع کرتے ہیں اسکے بعد سور توں پر عام تنقید پیش کرینگے پھر آیت وار تنقید شروع ہوگی۔ ناظرین صبر کیساتھ باقاعدہ اس دلچسپ سلسلہ کا مطالعہ کرتے جائیں۔ کیونکہ یہ سلسلہ روز بروز دلچسپی و مفید معلومات میں بڑھتا ہی چلا جائیگا۔ اور آگے چلکر اس میں قرآن پر وہ برقی روشنی ڈالی جائیگی کہ جسکی بدولت دنیا کو قرآن کی اصلی صورت نظر آجائیگی۔

آسمانی قرآن | اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ اصل قرآن اللہ میاں کے پاس ایک تختی پر لکھا ہوا ابتدائے آفرینش ہی سے موجود ہے اور اللہ میاں نے اسی کی نقل حضرت محمد صاحب پر نازل فرمائی تھی کسطرح نازل فرمائی کس مقام پر نازل فرمائی۔ کیوں نازل فرمائی۔ اور لوح محفوظ کیا ہے؟

یہ عجیب و غریب عقیدہ آگے چلکر کھلینگے اور اہل اسلام کے اس عقیدہ کی اچھی طرح چھان بین کیجائیگی لیکن فی الحال ہم ان توہمات باطلہ کو نظر انداز کرکے یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ دراصل محمد صاحب نے قرآن کسطرح بنایا اور یہ مصالحہ کہاں سے جمع کیا۔ جہانتک تحقیقات سے پتہ چلتا ہے اسکے چار مخرج ہیں

پہلی صورت | جو باتیں محمد صاحب اپنے یار دوستوں یا اپنے وقت کے عالموں و عقلمند آدمیوں سے سنتے تھے ان میں سے جو بات آپکو غیر معمولی طور پر اچھی لگتی تھی اور جسکی نسبت آپ کو مجھ ہوجاتا تھا کہ تمام لوگ اسے بہت پسند کرینگے اس بات کو آپ یاد کرلیتے تھے اور ایک دو دن بعد موقع پاکر جھٹ کہدیتے تھے کہ یہ وحی اللہ میاں کی طرف سے مجھ پر نازل ہوئی ہے۔ یہانتک کہ بعض اوقات جب کوئی اچھی بات کسی دوست سے سنتے تھے تو ذرا کچھ عرصہ بعد کہدیتے تھے کہ یہی بات اللہ نے مجھپر نازل فرمادی ہے۔

دوستوں کی زبان پر قرآن | چنانچہ علامہ سیوطی اتقان کی نوع عاشر میں لکھتے ہیں کہ النوع

العاشر فیما نزل من القران علی لسان بعض الصحابة هو فی الحقیقة نوع من اسباب النزول۔ ترجمہ۔ دسوین قسم مین ان آیتون کا بیان ہے جو حضرت کے بعض دوستون کی زبان پر نازل ہوئی ہین۔ گویا قرآن کی آیتین اکیلے حضرت محمد صاحب ہی پر نازل نہین ہوتی تھین بلکہ آپکے دوستون کو بھی یہ فخر حاصل تھا چنانچہ اس ہی اتقان مین اس امر واقعہ کی شہادت بھی موجود ہے اور لکھا ہے کہ اخرج الترمذی عن ابن عمر ان رسول اللہ صلعم قال ان اللہ جعل الحق علی لسان عمر وقلبه قال ابن عمر ما نزل بالناس امر قط فقالوا وقال الا نزل القران علی نحو ما قال عمر۔ ترمذی نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ سے یون کہا کہ عمر کے دل اور زبان پر اللہ نے حق بات کو رکھا ہے۔ ابن عمر نے کہا کہ کبھی کسی اور آدمی پر تو کوئی بات نازل نہین ہوئی ہے۔ اصحاب نے کہا کہ کیا عمر کے کہنے کے مطابق قرآن نازل نہین ہوا ہے یعنی ہوا ہے۔ پھر لکھا ہے کہ اخرج ابن مردویه عن مجاهد قال عمر یری الرای فینزل به القران۔ ترجمہ ابن مردویہ نے مجاہد سے روایت کی ہے کہ جو راے عمر خلیفہ نکالتا تھا اوسی کے موافق قرآن نازل ہو جاتا تھا یعنی جو اچھی بات حضرت عمر کہتے تھے حضرت محمد اوس ہی کو خدا کی طرف سے نازل ہوئی بتلا کر قرآن مین شامل کر لیتے تھے۔

مثال اخرج البخاری وغیرہ عن انس قال عمر وافقت ربی فی ثلاث قلت یا رسول اللہ اتخذنا من مقام ابراهیم مصلی فنزلت واتخذوا من مقام ابراهیم مصلی وقلت یا رسول اللہ ان نسائك یدخل علیهن البر والفاجر فلو امرتهن ان یحتجبن فنزلت آیة الحجاب واجتمع علی رسول اللہ نساؤه فی الغیرة فقلت لهن عسی ربه ان طلقکن ان یبدله ازواجا خیرا منکن فنزلت کذلك۔ ترجمہ بخاری وغیرہ نے انس سے روایت کی ہے کہ عمر نے یون کہا کہ تین باتون مین میری اور خدا کی مرضی موافق ہو گئی مین نے کہا تھا کہ مقام ابراہیم کو (ایک جگہ ہے کعبہ مین) مصلی بنا دین۔ پس اوسوقت یہ آیت نازل ہوئی (واتخذوا من مقام ابراهیم مصلی) پھر مین نے کہا تھا کہ اے رسول اللہ تیری عورتین بے پردہ ہین ان کے پاس بھلے برے سب ہی آتے ہین اگر پردہ مین رہین تو بہتر ہے پس فوراً میرے کہنے کے مطابق پردہ کی آیت جو سورہ احزاب مین ہے نازل ہوئی۔ جو یہ ہے (دقرن

فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاهلیة الاولی) ترجمہ بیٹھی رہو اپنے گھرون مین اور مت دکھاتی
پھرو زمانہ جاہلیت کے مانند پھر محمد صاحب کی عورتین جمع ہوئین تکرار کرنے کو اس بات پر کہ پردہ کی
آیت کیون اوتاری ہے حضرت عمر کہتے ہین کہ مین نے کہا کیون جھگڑا کرتی ہو اگر خدا چاہے تو تمھین
طلاق دلوا دے اور تم سے اچھی عورتین محمد صاحب کیلئے بدل لاوے اور جس وقت مین یہہ
کہہ رہا تھا اوسی وقت وہی مضمون انہی الفاظ مین محمد صاحب پر نازل ہو گیا جو سورہ تحریم مین یون ہے
عسی ربه ان طلقکن ان یبدله ازواجا خیرا منکن مسلمات مومنات قانتات تائبات
عابدات سائحات ثیبات وابکارا - ترجمہ بہی اگر نبی تمکو چھوڑ دے تو خدا اسکو تم سے اچھی
عورتین بدل دیگا - جو فرمانبردار یقین والیان - نمازین توبہ کرنے والیان - بندگی بجا لانے والیان -
صحبت کی ہوئین کنواریان بھی ہونگی -

پھر ایک روایت ہے کہ اخرج مسلم عن ابن عمر قال وافقت ربی فی ثلاث فی الحجاب
وفی اساری بدر وفی مقام ابراهیم ترجمہ مسلم نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ عمر نے کہا کہ خدا
کی اور میری مرضی تین باتون مین موافق ہو گئی پردہ کے بابت جنگ بدر کے قیدیون کی بابت
اور مقام ابراہیم کی بابت -

اخرج ابن ابی حاتم عن انس قال قال عمر وافقت او وافقنی ربی فی اربع نزلت
هذه الآیة ولقد خلقنا الانسان من سلالة من طین الآیة فلما نزلت قلت فتبارک
الله احسن الخالقین فنزلت فتبارک الله احسن الخالقین - ترجمہ ابن ابی حاتم نے
انس سے روایت کی ہے کہ عمر نے کہا کہ چار باتون مین مین خدا کی مرضی کے موافق ہو گیا یا خدا میری
مرضی کے موافق ہو گیا - جب یہ آیت اتری (لقد خلقنا الانسان من سلالة من طین) یعنی ہمنے
بنایا آدم کو چنی ہوئی مٹی سے - اسوقت مین بولا (فتبارک الله احسن الخالقین) یعنی مبارک ہے
اللہ سب پیدا کرنے والون مین اچھا پیدا کرنے والا ہے - حضرت عمر کی یہ پھڑکتی ہوئی تک بندی دیکھکر
حضرت جھٹ بول اوٹھے کہ بس اس میرے فقرہ سے آگے اللہ تعالی نے یہی فقرہ نازل فرمایا ہے جو تمنے
بنایا ہے - معزز ناظرین یہ ہین طریقے جس طرح اصل قرآن تیار ہوا!

حضرت عمر کا ہاتھ	اخرج عبد الرحمن بن ابی لیلی ان یہودیا لقی عمر بن الخطاب

فقال ان جبریل الذی یذکرہ صاحبکم عدونا فقال عمر من کان عدو للہ وملئکتہ ورسلہ وجبریل ومیکائیل فان اللہ عدو للکافرین فنزلت علی لسان عمر۔ ترجمہ عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ روایت کرتا ہے کہ عمر کو کوئی یہودی ملا اور کہا تمھارا یار محمد جس جبرئیل کا ذکر کیا کرتا ہے وہ تو ہمارا دشمن ہے۔ عمر نے کہا جو کوئی اللہ اور فرشتوں اور رسولوں اور جبرائیل اور میکائیل کا دشمن ہو اللہ اوس کافر کا دشمن ہے۔

محمد صاحب کو عمر کا یہ فصیح اور پر معنی فقرہ بہت پسند آیا اور آپنے اسے بھی خدا کی طرف سے نازل شدہ بتلا کر قرآن کی سورہ مین جمع کر دیا۔ اب ان تمام مستند روایتون سے ایک بات تو مصمم طور پر پایہ ثبوت تک پہنچ گئی ہے اور وہ یہ کہ جیسا کہ پہلی روایت مین دعوی کیا گیا ہے اصل قرآن مین نہ صرف حضرت عمر کے خیالات ہی موجود ہین بلکہ یہ وثوق کیساتھ کہا جاسکتا ہے کہ اصلی قرآن کی بناوٹ مین حضرت عمر کا زبردست ہاتھ رہا ہے۔ اور چونکہ محمد صاحب تو بالکل پڑھے لکھے تھے ہی نہین اور حضرت عمر ایک عالم تھے اسلئے کیا عجب ہے کہ اصل قرآن کی بناوٹ مین بمقابلہ محمد صاحب حضرت عمر کا دماغ زیادہ خرچ ہوا ہو!!

تقدیس القرآن۔ ہم مدت تک اس امید مین رہے کہ مسلمان جو تمام مسلمانون مین اکیلا مسافر کے جواب کیلئے کھڑا ہوا ہے کوئی معقول جواب دیگا مگر افسوس یہ آرزو نہ بر آئی اور جواب دیا تو ایسا ہے جو آیندہ مذکور ہوگا۔

بہرحال یہ کہنا کہ یہ قرآن عثمانی ہے اصولاً غلط ہے۔ کیونکہ صرف اہلسنت اسکو مصحف عثمانی کہتے ہین جسکی وجہ یہ ہے کہ وہ خلافت و حکمرانی مین بدنام ہوے لہذا چاہا کہ اس طرح عزت دین ورنہ اگر محض لکھنے یا لکھوانے سے وہ قرآن عثمانی ہوجائے۔ تو پھر چھاپہ خانہ کی نسبت بھی قرآن کی نسبت ہوسکتی ہے۔

۲۷ جنوری سنہ ۱۹۱۱ء سے آج ۲۷ جنوری سنہ ۱۹۱۲ء تک پورے ایک سال ہوچکے مگر نہ آیت وار تنقید آپ سے ہوسکی نہ سورہ وار پھر آیندہ کیا امید ہے مگر جس طرح آپ چاہین چلین یہ فقیر بھی اظہار حق کیلئے حاضر ہے۔

قرآن آسمانی کے نسبت اگر یہ خیال ہے کہ قرآن کوئی ایسی چیز تھی کہ خدا کے پاس کسی تختی پر لکھی ہوئی

بھی ازلی وابدی ہے تو محض غلط ہے ہان علم خدا جو صفت ذات ہے اوس مین کل معلومات داخل ہین قرآن بہی اوسمین شامل ہے۔ مگر یہ عقیدہ اہل اسلام نہین ہے کہ قرآن ازلی ابدی ہے بلکہ وہ حادث ہے جسے خدا نے اپنے نبی رسول اشرف الانبیاء پر مختلف اوقات مین نازل کیا۔

پہلی صورت تو بالکل لغو ہے جسکا آجتک کوئی بھی اگرچہ وہ مخالف اسلام ہی کیون نہو نہین مدعی ہوا۔ کیونکہ آپکا مطلب تو اس عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سارے قرآن کی یہ حالت تھی۔ حالانکہ روایتین جو آپنے لکھی ہین اون سے بعض آیات کی نسبت یہ بیان ہوا ہے کہ بعض صحابہ کی زبان پر وہ کلمات جاری ہوے تھے۔ یا یہی خیال آیا تھا۔

ہم جانتے ہین کہ آپ مخالف اسلام ہین مگر مخالف عقل و دلیل و برہان نہین ہوسکتے پہر کیونکر ایسی تحریر لکھتے ہین جسمین آپکا دعوی آپکی دلیل سے نہ ثابت ہوسکے۔

دوستون کی زبان پر قرآن تو اور بہی لغو ہے کیونکہ خود اوسی اتقان مین ہے والاصل فیه موافقات عمر وقد افردها جماعة بالتصنیف صـ۳۵

کہ اصل اس باب مین عمر کی موافقتین ہین جسمین ایک جماعت نے خاص خاص تصنیفین کی ہین۔ جس سے معلوم ہوا کہ اصل مقصود انکا یہی ہے کہ کسی طرح عمر کو ہمسر خدا بنائین تو ایسی روایتون کے جواب دہی اہل اسلام پر کب ہوسکتی ہے۔

خدا سمجھے اون لوگون سے جو محض ہوا خواہی خلیفہ دوم مین نہ قرآن کو درست رہنے دیتے ہین نہ خدا کو نہ رسول صلعم کو بھلا اہلحدیث اسکا کیا جواب دیسکتا ہے اسیوجہ سے وہ سارا نبری ہضم کر گئے

دلائل اعجاز قرآن سے ایک بدیہی دلیل یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلعم ہی کے ذریعہ سے ہمکو قرآن بھی پہونچا۔ اور آپکی حدیثین بھی۔ مگر دونون مین ایسا واضح فرق دکھا دیا گیا ہے کہ اگر آپ تمامی احادیث کو جمع کر کے ایک طرف اون فقرات احادیث کو رکھئے اور دوسری طرف آیات قرآنی کو تو ایک معمولی شخص کو بھی اسکا شبہہ نہین ہوسکتا کہ دونو کلام کا قائل ایک شخص ہے۔ بلکہ دونون مین ایسا فرق مین نمایان ہے جیسے نمک اور چینی کہ :: ان کے ذائقہ مین کسیکو شک نہین ہوسکتا۔

یہ بھی خدا داد بات ہے کہ جو روایتین موضوع ہوتی ہین اون مین خود ایسی علامتین ہین مع جو

رہتی ہے کہ ادنی تامل پر اوسکی وضعیت کھل جایا کریگی کیونکہ اگر یہی روایت کسی دوسرے باوفا صاحب صدق وصفا صحابی کے بارے مین ہوتی تو شاید کچھ وزن رکھتی مگر عمر کیلئے یہ کہنا جعل الحق علے لسانہ ایسا جملہ ہے کہ اسکی تصدیق کے بعد ممکن نہین کوئی شخص رسول اللہ کو رسول صادق مان سکے کیونکہ جس شخص کی فطرت۔ نیت۔ طبیعت۔ رفتار گفتار تمامتر حق کے خلاف ہو کہ کبھی کلمہ حق کا اوسنے اقرار ہی نہین کیا اوسکے نسبت کب ممکن ہے کہ رسول اللہ یہ فرمائین جعل الحق علے لسانہ۔

طرہ تو یہ ہے کہ اس روایت کے تخریج کرنیوالے ترمذی ہین جنکو خود ابن حزم مجہول کہتے ہین جیسا کہ اخبار اہلحدیث مین مذکور ہے ملاحظہ ہو اہلحدیث مورخہ ۱۰۔ دسمبر ۱۹۰۹ء۔

ان روایات مین ہم مسافر پر کوئی الزام نہین دے سکتے کیونکہ اونسے جو کچھ لکھا ہے وہ اتقان سیوطی سے جسکو تمامی اہل سنت معتمد مانتے ہین اور سیوطی نے بھی جو کچھ لکھا ہے وہ ترمذی۔ صحیح بخاری۔ صحیح مسلم سے لہذا خاص مسلمانون کا تو یہ جواب ہو کہ ہم ان کتابون کو آپ کے پرانون سے بھی بدتر جانتے ہین کیونکہ ان کتابون کی تصنیف ہی اس غرض سے ہوئی ہے کہ اسلام خالص مٹ جائے اور اسلام عمر رائج ہو اسیوجہ سے اہلحدیث نے بالکل سکوت کیا کہ کوئی جواب نہ بنا۔

روایت ابن عمر کے ترجمہ مین غلطی ہوئی ہے جسکی وجہ نہین معلوم ہوتی کیونکہ اصل روایت یہ ہے قال ابن عمر ما نزل بالناس امر قط فقالوا وقال الا نزل القران علی نحو ما قال عمر یعنی نہین نازل ہوئی کوئی بات آدمیون پر کبھی کہ کہا ہم لوگون نے اور کہا ہو عمر نے مگر قرآن نازل ہوا مطابق اوسکے کہ کہا تھا عمر نے۔

یہ نہ حدیث رسول ہے نہ کسی اور صحابی کا بیان بلکہ ابن عمر اپنے باپ کی تعریف کر رہے ہین جس سے کوئی التجب نہ ہونا چاہئے کیونکہ یہ حق فرزندی اونہون نے ادا کیا ہے اگرچہ ایمان اس سے جاتا رہے۔

مگر نہ معلوم مسافر کو اس سے کیا فایدہ ہوا کیونکہ عقلی بات ہو کہ جب دو شخصون مین باہمی جھگڑے مین نزاع ہوا تو ہے تو حق ان دونون مین ایک ہی ہوتا ہے پھر اگر حاکم یا فیصلہ کرنے والا ان نزاعات مین

اگرچہ یقینی ہے کہ عمر کی کوئی رائے نہ کبھی رسول اللہ کو پسند آئی نہ خدا کو مگر بہ فرض محال کسی موقع پر اگر ایسا ہوا بھی تو یہ نہین کہہ سکتے کہ عمر کے رای کے مطابق قرآن نازل ہوا۔ نہ **مسافر** اوس سے یہ نتیجہ نکال سکتا ہو "جو اچھی بات حضرت عمر کہتے تھے حضرت عمر اوس ہی کو خدا کی طرف سے نازل ہوئی بتلاکر قرآن مین شامل کر لیتے تھے"

کیونکہ قیاس کو تو بڑی وسعت ہو مگر مذہب پر حملہ اوسی قدر ہو سکتا ہو جو اوسکے مذہبی روایات صریحی سے نکل سکتی ہون نہ کہ قیاسی باتون سے جو یقینی اور سراسر اتہام ہے اگر نتیجہ نکلتا ہو تو صرف اسی قدر کہ قرآن کی آیت اوسکے مطابق نازل ہوئی نہ یہ کہ اوسی کو خدا کی طرف سے آنا بتا کر قرآن مین شامل کر لیتے۔

اگرچہ بوجہ مخالفت اسلام آپ ہر طرح آزاد ہین اور نتیجہ جو نکالا ہے وہ خلاف قیاس بھی نہین ہے مگر چونکہ آپکا مخاطب تمامی اہل اسلام ہے لہذا ایسی روایتون سے استدلال کسی طرح مناسب نہین کیونکہ آپ کو خوب معلوم ہے کہ حضرات اہل سنت نے خلافت حاصل ہونے پر بھی اپنے خلفاء کو اس درجہ بلند کرنا چاہا ہے کہ جس کے بعد وہ لوگ پھر مسلمان نہین رہ سکتے بلکہ ہر عاقل انکو بھی آپکے حوالہ کر دینے پر تیار ہے۔

غرض جتنی روایتین آپ نے لکھی ہین اون سب مین صرف عمر کا نام ہے اور سیوطی پہلے لکھ چکے ہین والاصل فیہ موافقات عمر جس سے معلوم ہوا کہ یہ سب جو کچھ ہے یہ سر پرستی عمر صاحب ہو ورنہ اور بھی تو بہت سے صحابہ تھے اونکا نام لیا جاتا خصوصاً حضرت سلمان فارسی اور ابوالدرداء کا جو حکمائے صحابہ تھے۔

جو اعتراض آج آریہ کر رہے ہین کفار قریش نے بھی اسی قسم کا اعتراض اوسی وقت کیا تھا جسکی رد خود قرآن مین کیگئی سورہ نحل مین ہے ولقد نعلم انہم یقولون انما یعلمہ بشر لسان الذی یلحدون الیہ اعجمی وھذا لسان عربی مبین ان الذین لا یومنون بایات اللہ لا یھدیھم اللہ ولھم عذاب الیم انما یفتری الکذب الذین لا یومنون بایات اللہ واولئک ھم الکاذبون اور ہم جانتے ہین کہ کافر کہتے ہین کہ اوسکو ایک شخص سکھاتا ہو مگر جسکی طرف اسکی نسبت کرتے ہین اسکی زبان تو عجمی ہے اور یہ زبان فصیح عربی صاف

ہے جو لوگ ایمان نہین لاتے آیات خدا پر اونکی ہدایت نہین کرتا اور امکے لئے عذاب الیم ہے جہوٹے افترا تو وہ لوگ کرتے ہین جو ایمان نہین لاتے آیات خدا پر اور وہی کاذب ہین

اہل سنت نے اس آیہ میں ئے کے لئے عمر صاحب کو تجویز کیا کہ جو عجمی نہ تھے بلکہ عربی تھے تاکہ قرآن کی صداقت مین بھی دھبہ نہ آئے اور کام بھی نکلے کہ عمر صاحب کو رسول اللہ کا اتالیق قرار دین مگر اونکی آیتہ رجم الشیخ والشیخۃ اذا زنیا فارجموھما ایسی فصیح و بلیغ آیت ہی کہ پھر اوس کے بعد کسی کو اس مین شبہ ہی نہین رہ سکتا کہ ایسے شخص کا کوئی کلام اس قابل نہین ہو سکتا کہ اہل فصاحت اسکو پسند کرین۔

صحیح بخاری کی روایت مین تو صرف تین واقعہ کی نسبت دعوی کیا گیا کہ عمر صاحب نے کہا خدا نے تین واقعہ مین ہماری موافقت کی مگر ابن حجر کی اس سے سیری نہین ہوتی فرماتے ہین ولیس فی تخصیصہ العدد بالثلاث ما ینفی الزیادۃ دیہ لانہ حصلت لہ الموافقۃ فی اشیاء فیہ من مشہودھا قصۃ اساری بدر وقصۃ الصلوۃ علی المنافقین وھذا دال علی کثرۃ موافقتہ واکثر ما وقفنا منہا بالتعیین علی خمسۃ عشر لکن بحسب المنقول فتح الباری جلد اول صفحہ ۲۵۱ مطبوعہ انصاری دہلی

یعنی حدیث بخاری مین جو تین کی عدد ہی کہ خدا نے تین بات مین عمر کی موافقت کی اس عدد کو حصر نہ سمجہنا چاہئے کہ اس سے زیادہ نہین ہوا کیونکہ اس تین کے علاوہ عمر کی کئی باتون مین خدا نے موافقت کی ہے۔ اکثر جس پر ہمکو اطلاع ہے پندرہ کی تعداد ہے۔ یہ بھی بہ حسب منقول۔

ایڈیٹر مسلمان تو مسافر کے تین ہی عدد پر روپوش تھا کہ کوئی جواب اوس سے نہ بن پڑا مگر جب یہ معلوم ہوگا کہ ابن حجر نے اوسکی تعداد پندرہ بتائی ہے جسمین خدا نے عمر کی رائے کے مطابق قرآن نازل کیا تو نہ معلوم اونکی کیا حالت ہوگی۔

یہ اعتراض اگرچہ بہت سخت تھا کہ صحیح بخاری مین تین ہی عدد ہے اور دعوی ہے پندرہ کا پھر کیونکر بنے تو اس کا جواب عینی یہ دیتے ہین قیل یحتمل انہ ذکر ذالک قبل ان یوافق فی اساری بدر وما زاد فیہ یعنی اسکا جواب یہ ہے کہ ممکن ہے یہ حدیث اوسوقت کی ہو جبکہ تین

ہی امر مین موافقت ہوئی تھی اوس سے زیادہ نہین ہوا تھا۔

مگر شکر خدا کہ خود علامہ عینی اسکو یون رد کرتے ہین وفیہ نظر لان عمر اخبر بہذا بعد موت النبی فلا ینتجہ ما ذکر من ذلک ویقال یحتمل ان الراوی اعتنی بذکر الثلاث دون ما سواہا لغرض لہ صفحہ ۳۱۹ جلد ۲۔

کہ عمر نے اسکی خبر بعد موت نبی دی ہے پھر یہ کیونکر کہہ سکتے ہین کہ اوسوقت تک تین ہی امر مین موافقت ہوئی تھی ہان یہ جواب ہو سکتا ہے کہ راوی نے صرف تین ہی بات کیطرف اعتنا کیا کسی خاص غرض سے۔ ماسوا کو نہین بیان کیا۔

مگر یہ بھی باطل ہے کیونکہ راوی اسکے انس ہین جن سے خود عمر صاحب کہہ رہے ہین کہ خدا نے تین امر مین ہماری موافقت کی تو پھر راوی کے سر یہ الزام کیون دیا جائے اور جب صحابہ مین اس قدر خود غرضی تھی کہ تین کو تو لیا اور بارہ کو چھوڑ دیا تو پھر یہ کیون نہین کہا جاتا کہ یہ تین تو افترا ہے خود عمر صاحب کا اور بارہ افترا ہے سر بہتان عمر صاحب کا کہ پیران نمی پرند مریدان می پرانند۔

اب اہل سنت پر لازم ہے کہ اس فقرہ کا جواب دین "مسافر" داخل قران مین صرف حضرت عمر کے خیالات موجود ہین بلکہ بوثوق کے ساتھ کہا جا سکتا ہو کہ اصلی قران کی بناوٹ مین حضرت عمر کا زبردست ہاتھ رہا ہے"

کیونکہ بروایت بخاری تو صرف تین امر مین خدا نے عمر کی موافقت کی تھی اور بتصریح ابن حجر و عینی کم سے کم پندرہ بات مین تو پھر تصدیق اعتراض مسافر مین کیا عذر ہے الله الله یہ ادنے نتیجہ ہے متابعت عمر و اقرار صحت بخاری کا کہ قران ہاتھ سے گیا قران کلام خدا نہین ٹھہرا۔ کلام رسول نہین ٹھہرا بلکہ مجموعہ خیالات ٹھہرا بلکہ خود عمر صاحب کا نفس کلام داخل قران ثابت ہوا کیونکہ شاہ ولی الله صاحب ازالۃ الخفا مین فرماتے ہین کنا نری ان فی القران کلامہ کلامہ وداریا من رایہ۔ صفحہ ۱۶۵ مقصد دوم۔

یعنی ہماری رائے مین قرآن مین عمر کا کلام ہے اور اونکی رائے بھی پھر تائے مسافر کا دعوی غلط ہے یا کیا۔

یہین سے اسکی وجہ بھی معلوم ہوتی ہے کہ عمر صاحب نے قرآن کو جسے دس برس تک بہ قول اڈیٹر النجم وہ درست کرتے رہے حفصہ کو کیون دیا اور مروان نے زبردستی اوسے کیون جلوایا اسی وجہ سے کہ عمر نے اپنا کلام اور اپنی رائے کو نہایت بیموقع گھسیڑ داخل قران کیا ہوگا جس سے مروان نے اوسے جلوا دیا کہ اگر رہیگا تو عمر اور بھی فضیحت ہون گے۔

بخاری۔ ابن حجر۔ عینی وغیرہ سمجھے تھے کہ اسلام کی حکومت بزور شمشیر ہمیشہ یون ہی قایم رہیگی جیسا کہ شاہ ولی اللہ صاحب قول جمیل مین فرماتے ہین وکانت بیعۃ الاسلام متنوعۃ فی زمن الخلفاء اما فی زمن الراشدین منھم فلان دخول الاسلام فی ایامھم کان غالبا بالقھر والسیف لابالتالیف واظھار البرھان ولا طوعا ورغبۃ واما فی غیرھم کانوا فی اکثر الامر ظلمۃ فسقۃ لایھتمون باقامۃ السنن۔

یعنی بیعت اسلام جو زمانہ رسالت مین لیجاتی تھی وہ زمانہ خلفا مین متروک تھی خلفائے راشدین مین تو اسوجہ سے کہ اونکے زمانہ مین جو لوگ مسلمان ہوتے تھے وہ زیادہ تر قہر اور تلوار سے نہ تالیف قلوب یا دلیل و براہین سے یا شوق و رغبت سے اور غیر زمانہ خلفاء راشدین مین اکثر خلفا فاسق ظالم تھے جن کو کوئی اہتمام نہ تھا اقامت سنن مین۔

اسی بنیاد پر وہ لوگ سب روایتین بناتے چلے آئے کہ کسکو مجال مخالفت ہی اسکی خبر ہی نہ تھی کہ ایسا زمانہ بھی آئیگا جس مین گورنمنٹ انگلشیہ کی بدولت سبکو آزادی مذہبی حاصل ہے اور آریہ ایسا زبردست فرقہ پیدا ہوگا جسکو بے اصل بات گڑھنے مین تو عذر ہی نہین ہے چہ جائیکہ اوسکے ہاتھ مین اتنے آلات حرب صحیح بخاری سے ملین گے اور وہ چھوڑ دیگا۔

ابن حجر نے تو یہ دعوی کردیا کہ نماز جنازہ منافق مین خدا نے انکی موافقت کی مگر کشف ظلمات مین اصل روایت کی موضوعیت حسب نقل ابن حجر دکھا دی گئی۔ پھر ایسی روایت موضوع سے استدلال ہی کرنا طرفہ ماجرا ہے۔

قیدیان اسارائے بدر مین عمر صاحب کی رائے اور بھی زیادہ عجیب ہے کیونکہ ابتدا سے یہ تو اس جنگ کے مخالف تھے۔ ملاحظہ ہو تنقید بخاری حصہ دوم صہ ۵۳۔

ہمکو چونکہ خدمت قرآن منظور ہے بلا کسی تردد کے ہر ایسی روایت کو رد کرتے ہین جس سے کسی طرح بھی قرآن پر حرف آسکے اور یہ روایتین صحیح بخاری کی تو ایسی ہین کہ اوسکی لغویت و موضوعیت و بطلان مین کسی عاقل کو شبہہ ہی نہین۔ کیونکہ جب رسول کو یہ اختیار نہ تھا کہ اپنی رائے سے کوی بات کرسکین تو عمر کس شمار مین تھے جو نہ کبھی سچے دل سے ایمان لائے نہ خدا اور رسول کو انھون نے پہچانا جسکی سب سے واضح دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ کو بعد ہجرت صرف ایکدفعہ حج کرنے کا اتفاق ہوا جسکا نام حجۃ الوداع ہے اور یہ حکم ابتدائی وارود مدینہ مین نازل ہوا تھا پھر اوس وقت رسول اللہ خانہ کعبہ مین کہان تھے جو عمر صاحب یہ مشورہ دیتے کہ آپ مقام ابراہیم کو مصلے بنائی جیسا کہ تفسیر کبیر جلد اول صفحہ ۱۱ مین ہے۔

انہ م بالمقام ومعہ عمر فقال یارسول اللہ الیس ھذا مقام ابینا ابراہیم قال بلی قال افلا نتخذہ مصلے قال لم اومر بذلک فلم تغب الشمس من یومھم حتی نزلت الآیہ۔

یعنی جب حضرت مقام ابراہیم پر پہونچے اور ساتھ آپ کے عمر بھی تھے تو کہا کہ یہ مقام ہمارے باپ ابراہیم کا نہین ہے حضرت نے فرمایا ہان کہا پھر ہم اسکو مصلی کیون نہ بنائین۔ حضرت نے فرمایا اسکا حکم نہین آیا ہے اوسی روز ابھی افتاب غروب بھی نہین ہوا تھا کہ یہ آیہ نازل ہوا۔

(۱) جس سے معلوم ہوا کہ حضرت اوس وقت خانہ کعبہ مین تھے اور تمام اہل علم کو معلوم ہے کہ حضرت کا دخول مکہ مین دو مرتبہ ہوا ہے قبل ہجرت اور بعد ہجرت اگر قبل ہجرت یہ واقعہ مانا جاسے تو لازم آتا ہے یہ سورہ مکی ہو حالانکہ سب جانتے ہین حکم استقبال خانہ کعبہ بعد ہجرت مدینہ ہے اور یہ سورہ مدنی ہے۔

(۲) دوسرا احتمال یہ ہے کہ بعد ہجرت کا واقعہ ہو تو حضرت کو دو مرتبہ جانے کا اتفاق ہوا ایک عمرۃ القضا مین جو ۷ھ کا واقعہ ہے دوسرے حجۃ الوداع ۱۰ھ مین اور قبلہ کا حکم ان دونون واقعہ کے قبل کا ہے جسمین کسی مسلمان کو شک نہین ہوسکتا پھر کب حضرت کے

ساتھ عمر خانہ کعبہ مین گئے جو یہ سب باتین ہوئین۔

(۴) اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جس روز عمر نے یہ رائے دی اوسی شام کو یہ آیہ نازل ہوا تو لازم آتا ہی کہ حکم قبلہ اس کے بعد ہو جو محال ہے پھر بجز اسکے کہ اس روایت کو موضوع کہین اور کیا چارہ ہے۔

اب ہم روایات موضوعہ سابقہ کو بہ فرض محال تسلیم کرکے پوچھتے ہین کہ اس قرآن پر کیا اعتراض ہوا کیونکہ یہ تو مسلم ہے قرآن بصورت کتاب دفعۃً نہین نازل ہوا بلکہ حسب ضرورت متفرق اوقات مین نازل ہوتا رہا تو اگر عمر یا کسی دوسرے صحابی کی رائے سے کسی وقت یا اکثر اوقات مطابقت ہو بھی گئی تو اس سے قرآن مین کون سا نقص آیا کیونکہ قرآن تو خود مدعی ہے کہ ہم ہدایت اور بیان کے لئے آئے ہین پھر اگر کسی ایک رائے سے موافقت ہو گئی تو اس سے قرآن پر کیا الزام

قول مسافر ۳۶ مورخہ ۳ فروری ۱۹۱۱ء
قرآن مجید پر تنقید
نمبر ۱۲
اصل قرآن کس طرح بنا (از عابد اکبر آبادی)

یارونکی مہربانی اس سلسلہ مضامین کے گزشتہ نمبر مین ہم خود علماء اسلام ہی کی شہادتون سے ثابت کر آئے ہین کہ اصل قرآن کا پہلا منبع یہ تھا کہ حضرت محمد صاحب اپنے دوست احباب یا کسی اور جب عربی کا کوئی برجستہ فقرہ یا کوئی مفید مطلب بات سن لیتے تھے تو اسے یاد رکھتے تھے اور تھوڑی دیر بعد یا اوسی وقت جھٹ کہدیتے تھے کہ مجھپر تو آج اللہ کی طرف سے یہ بات نازل ہوئی ہے اور یون اصل قرآن مین ایک خاص حصہ حضرت محمد صاحب کے دوستون و دیگر دمیون کے کلام کا تھا اور اس امر کے ثبوت مین علاوہ ان کے جو ہم گزشتہ ہفتہ پیش کر چکی ہیں اور بہت سی شہادتین پیش کیجا سکتی ہین۔ علاوہ برین دوسری صورت قران بنانیکی حضرت نے یہ اختیار کی ہی کہ وقتاً فوقتاً عیسائی و یہودیون سے جو اُن دنون بکثرت آباد تھے انکی دینی

کتب کے قصے و مسایل سن سناکر اور انہین اللہ کی طرف سے اپنے اوپر نازل شدہ تبلاکر قرآن مین داخل کرلیا کرتے تھے اور بلا مبالغہ کہا جاسکتا ہو کہ اگر قرآن سے وہ تمام قصے کہانیان اور عقاید علیحدہ کردئے جائین جو حضرت نے عیسائیون اور یہودیون کی کتب سے لیکر عموماً بلا حوالہ ہی قرآن مین درج کردئے ہین تو یقیناً قرآن ایک تہائی سے زاید باقی نہ رہیگا اور یہ قرآن کا وہ حصہ باقی رہ جائیگا جو آن حضرت نے اپنے حالات و ضروریات کے متعلق بنایا یا بنوایا تھا اور جسکا مفصل ذکر آگے آئے گا۔

قرآنی قصے کہانی اس امر کے اظہار کے لئے کہ در اصل قرآن مین زیادہ تر مصالحہ عیسائیون و یہودیون کے کتب و زمانہ سلف کے پرانے قصہ کہانیون سے لیا گیا ہے ہم سب سے پہلے ان تمام قرآنی قصونکو اصلیت بیان کرتے ہین جو دیگر اقوام سے حضرت نے لیکر قرآن مین الہام کے نام سے بھر دئے ہین اور حق پسند پبلک سے التجا کرتے ہین کہ وہ ان ثبوتون کی روشنی مین جو ہم پیش کرتے ہین قرآن کے اس حصہ پر تنکتہ کے ساتھ نظر ڈالکر فیصلہ کرے کہ آیا در اصل قرآن حضرت محمد پر بقول اہل اسلام اللہ میان کی طرف سے بصورت الہام آیا یا ہمارے دعوی کے مطابق حضرت نے اپنے یار دوستون کی امداد سے خود ہی خدا کے نام سے بنایا ہو۔

کیسی بیتے کی کہی ابن ہشام لکھتا ہے والنضر بن الحارث بن کلدہ بن علقمہ بن عبد مناف بن عبد الدار بن قصی کان اذا جلس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجلسا فدعا فیہ الی اللہ تعالی وتلا فیہ القرآن وحذر قریشا ما اصاب الامم الخالیۃ خلفہ فی مجلسہ اذا قام فحدثہم عن رستم الشدید وعن اسفندیار وملوک فارس ثم یقول واللہ ما محمد باحسن حدیثا منی وما حدیثہ الا اساطیر الاولین اکتتبہا کما اکتتبتہا فانزل اللہ فیہ وقالوا اساطیر الاولین اکتتبہا فہی تملی علیہ بکرۃ واصیلا قل انزلہ الذی یعلم السر فی السموات والارض انہ کان غفورا رحیما۔

ترجمہ ایک دفعہ رسول اللہ صلعم مجلس مین بیٹھے ہوئے اللہ تعالی کیطرف لوگون کو دعوت کرتے تھے اور قرآن سناتے تھے اور اہل قریش کو اس فساد سے ڈراتے تھے جو گزشتہ اقوام پر

پٹھی نضر ابن حارث آپکے پیچھے بیٹھا ہوا تھا یکایک اوٹھ بیٹھا اور ان لوگون کو رستم و اسفندیار
اور بادشاہان فارس کے قصہ سنائے اور کہا قسم خدا کی محمد کچھ مجھسے بہتر قصہ سنانے والے نہین
ہین اونکے قصے کیا ہین مگر اگلے لوگون کے نوشتے جو اونہون نے لکھ رکھے ہین جیسا کہ مینے لکھ رکھے
ہین پس اسکی شان مین اللہ نے یہ نازل کیا کہنے لگے یہ نقلین ہین اگلون کی جو لکھ لایا سو
وہی لکھوائی جاتی ہین اسکے پاس صبح و شام ۔ تو کہہ اسکو اوتارا ہے اوس شخص نے جو جانتا ہے
چھپے بھید آسمانون مین اور زمین مین مقرر وہ بخشنے والا مہربان ہے ۔

معزز ناظرین! دیکھ لیا آپ نے کسطرح نضر بن حارث نے عین موقعہ پر حضرت کی قلعی کھولی
اور پھر کسطرح حسب عادت آپ نے نضر بن حارث کے حملہ سے نجات پانیکے لئے جھٹ ایک آیت
اوتار ڈالی مگر تاہم اس سے یہ تو صاف ہو جاتا ہے کہ حضرت پرانے قصے کہانیون کو جمع رکھتے تھے
اور بوقت ضرورت انہین اپنے اوپر خدا کی طرف سے نازل ہونا بتلا کر اپنے مریدون کو سنا دیا
کرتے تھے۔

قرآن کی پہلی داستان قرآن کی اسلامی ترتیب کے مطابق جو ہم ایک مرتبہ درج اخبار
کر چکے ہین قرآن کے ۱۱۴ باب چھوٹے بڑے قصہ کہانیون ہی سے بھرے پڑے ہین اور ان تمام
قرآنی داستانون مین سب سے پہلی داستان حضرت آدم اور اسکے بیٹون ہابیل و قابیل کی
ہے جو دراصل یہودیون کی مقدس کتاب توریت و تالمود سے لیا گیا ہے اور جو یہودیون مین عام
طور سے شروع ہی سے رائج ہے اس امر کو مشرح طور پر سمجھانے کیلئے ہم ان تمام قصون کو جو قرآن
مین یہودیون کے کتب سے لئے گئے ہین ذیل مین پہلو بہ پہلو پیش کئے دیتے ہین۔

یہودیون کی کتابون کا اصلی قصہ	قرآن مین اصل کی نقل
(۱) اور خداوند خدا نے زمین کی خاک سے آدم کو بنایا اور اسکے نتھنون مین زندگی کا دم پھونکا (پیدایش باب ۲ - آیت ۷)	(۱) اور جب کہا پروردگار تیرے نے واسطے فرشتون کے تحقیق مین پیدا کرنے والا ہون آدمی کو بجنے والی مٹی سے جو بنی تھی کیچڑ سڑے ہوئے سے
(۲) اور خداوند خدا نے آدم کو لیکے باغ مین رکھا کہ اوسکی نگہبانی و باغبانی کرے اور خداوند	پس جب درست کرون مین اسکو اور پھونکدون بیچ اوسکے روح اپنی سے ۔ دیکھو قرآن پارہ ۱۴۔

خدا نے آدم کو حکم دے کر کہا کہ تو باغ کے ہر
درخت کا پھل کھایا کر لیکن نیک و بد کی پہچان
کے درخت سے نہ کھانا (پیدایش باب ۲
آیت ۱۵)
(۱۴) چند روز کے بعد یون ہوا کہ ہابیل و قابیل
کھیت کے حاصل مین سے خداوند کیواسطے ہدیہ
لایا اور ہابیل بھی اپنی پلوٹھی موٹی بکریون مین
سے لایا اور خداوند نے ہابیل و اسکے ہدیہ یعنے
نیاز) کو قبول کیا اور قابیل و اسکے ہدیہ کو قبول
نہ کیا اسلیئے قابیل نہایت غصہ ور ترش رو ہوا
اور خداوند نے قابیل سے کہا تجھے کیون غصہ
آیا اور اپنا منہ کیون بگاڑا ..... اور قابیل
نے اپنے بھائی ہابیل سے باتین کین اور جب
وہ دونون کھیت مین تھے تو یون ہوا کہ قابیل
اپنے بھائی ہابیل پر اوٹھا اور اوسے مار ڈالا
(پیدایش باب ۴)
(نوٹ) بس یہی اصل قصہ ہے جسے توریت سے
لیکر حضرت محمد نے عربی زبان من الہام کے نام
سے درج فرمایا ہے اس سے بڑھ کر صاف ثبوت
اور کیا ہو سکتی ہے۔

یہودیون کے دیگر مسایل

اسی طرح علاوہ بڑے بڑے
قصون کے حضرت نے بہت
سے مسایل بھی یہودیون سے اخذ کئے ہین

رکوع ۲ سورہ حجر)
(۲) اور ہمنے کہا آدم تو اپنی بی بی سمیت جنت
مین رہ اور دونون میان بی بی فراغت کے
ساتھ جہان چاہو کھاؤ پیو مگر اس درخت کے
پاس مت جائیو ایسا کروگے تو گنہگارون مین
شریک ہوگے۔ (سورہ بقر)
(۳) اور انلوگون کو آدم کے دو بیٹون ہابیل
و قابیل) کا قصہ سنایا۔ جب دونون نے نیاز
چڑھائی پھر ایک کی یعنی ہابیل کی نیاز قبول
ہوئی اور دوسرے قابیل کی نہین ہوئی۔
قابیل (حسد سے جلکر) کہنے لگا کہ مین تو ضرور
تیری جان لونگا ہابیل نے کہا کیون میرا کیا
قصور ہے اللہ تو پرہیزگارونکی (نیاز) قبول
کرتا ہے اگر تو میرے مار ڈالنے کے لئے اپنا ہاتھ
چلائیگا تو مین تیرے مار ڈالنے کے لئے اپنا ہاتھ
نہ چلاؤنگا مین تو اللہ سے ڈرتا ہون جو
سارے جہان کا مالک ہے مین یہ چاہتا ہون
کہ تو میرا اور اپنا گناہ سمیٹ لے اور دوزخیون
مین شامل ہو جا اور ظالمونکی یہی سزا ہے
آخر قابیل کی نفس نے اسکو یہی سوجھایا کہ
اپنے بھائی کو مار ڈالے۔ پھر اوس کو مار ڈالا
(قران سورہ مایدہ رکوع ۵)
(نوٹ) قران کی اصل عربی عبارت بوجہ

مثلاً (۴) سورہ ہود رکوع اول مین لکھا ہے
"وکان عرشہ علی الماء" ترجمہ تہا تخت اس کا
پانی پر" یہ یہودیون کا مقولہ تہا مفسر راشی
نے پیدایش باب ۱ - ایت ۲ کی تفسیر مین
لکہا ہے - تخت جلال کا ہوا پر قایم تہا اور
پانیون کے اوپر حرکت کرتا تھا۔

پہر اہل اسلام کا خیال ہے کہ خدا نے جہنم کے
اوپر ایک فرشتہ کو مقرر کیا ہے جس کا نام
مالک ہے یہودیون کے یہان بہی ایک ایسا
فرشتہ امیر جہنم کہلاتا ہے - یہ بہی واضح ہو
کہ قدیم بت پرستان ملک فلسطین اپنے
ایک دیوتا کو مولک کہتے تہے جو اون کے
موافق آگ پر مسلط تھا مالک در اصل وہی
مولک ہے دونون نار پر مسلط ہین۔

بوجہ طوالت چہوڑ کر صرف اوسکا ترجمہ ہی
دیدینا کافی سمجہتے ہین۔

سورہ ق رکوع ۳ مین وارد ہے "جس دن ہم
کہین گے دوزخ کو تو بہر چکی اور وہ بولے کچہ
اور بہی ہے" کتاب اوتیوت ربی عقبا
فصل ۱ باب ۳ مین لکھا ہے "امیر جہنم ہر روز
یہ پکارتا ہے کہ مجکو کہانے کو دے کہ مین سیر ہون"
سورہ اعراف رکوع ۵ بہشت و دوزخ کے
درمیان جو اعراف ہے اوسکی تعریف مین یہ
الفاظ ہین وبینہما حجاب وعلی الاعراف
رجال یعرفون کلا بسیماہم ترجمہ دونو
کے درمیان ایک دیوار اور اوسکے سرے پر
مرد ہین کہ پہچانتے ہین ہر ایک کو اوس کے
نشان سے" یہ بالکل یہودی خیال ہے
مدراش مین کتاب واعظ باب ۷ - آیت ۱۴ کی شرح مین یون ہے "کسی نے پوچہا ہے کہ
بہشت و دوزخ کے درمیان کتنا فاصلہ ہے - ربی یوحانان نے کہا کہ ایک دیوار حایل ہے
ربی اخاہ نے کہا کہ ایک بالشت کی دوری ہے اور بعض نے کہا ہے کہ دونون ایسے ملے ہوے
ہین کہ اس مین سے اوسمین دیکہ سکتے ہین - یہودیون مین یہ خیال زردشتیون مین گیا ہے اون
مین اعراف کو میسوانو گاتس کہا ہے اور ژند زبان پہلوی مین مسوت گاس اور بہشت و دوزخ کے
درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا کہ درمیان نور او ظلمت کے ہے۔

پہر شیاطین کا چوری چوری آسمان سے خبرین لانا سورہ حجر رکوع ۲ مین آیا ہے "ہم نے
بچا رکہا آسمان کو ہر شیطان مردود سے مگر جو چوری سے سن گیا" ایسا ہی سورہ صافات اور
سورہ ملک مین بہی ہے یہ بالکل یہودیون کی خام خیالی ہے - تالمود کتاب حگگاہ باب ۱۶ فصل

مین لکھا ہے ”شیاطین کو چھ صفات حاصل ہین یعنی تین ملکی اور تین بشری کیا وہ غیب کا
حال پہلے سے جانتے ہین؟ نہین بلکہ پردہ کے پیچھے سے کان لگا کر سن لیتے ہین“
طوفان نوح کے بیان مین لکھا ہے ”وفار التنور“ جوش مارا تنور نے۔ سورہ ہود ع ۴
اور مومنون ع ۲۔ اسکی اصل یہودیون کا قصہ ہے جو کتاب روش ہشنا باب ۱۶۔ آیت ۱۲ اور
سنہدرین ۱۰۸ مین مرقوم ہے۔ پانی طوفان کا گرم تھا، طوفان کے زمانہ مین لوگون کو ابلتے
پانی سے عذاب دیا گیا تھا قران نے اسی مضمون کو تنور کے استعارہ مین ظاہر کیا۔

پھر وصیت نامہ حضرت یعقوب ”جس وقت پہونچی حضرت یعقوب کو موت جب کہا اپنے
بیٹون کو تم کیا پوجوگے بعد میرے۔ بولے ہم بندگی کرینگے ہم تیری اور تیرے باپ کی اور دادون
کی رب کی ابراہیم اور اسمعیل اور اسحاق۔ وہی ایک رب“ (بقرہ ع ۱۶) چنانچہ مدارش رباہ
فصل ۹۸ مین لکھا ہے۔ جب یعقوب دنیا سے رحلت کرنے کو تھا اس نے اپنے بارہ بیٹون کو
بلا کر کہا اپنے باپ اسرائیل کی سنو خدا کی نسبت تمہارے دلون مین کچھ شک ہو وہ بولے
گواہ رہ جیسا کہ ہمارے باپ اسرائیل کے دل مین کوئی شک خدا کی بابت نہین ویسا ہی
ہمارے دلون مین بھی کوئی شک نہین۔ خداوند ہمارا خدا اکیلا خداوند ہے۔

(۱۰) قران مین لکھا ہے کہ جب اوسکے بیٹے مصر کو روانہ ہوے تو حضرت یعقوب نے اون سے
کہا تھا اے بیٹو نہ داخل ہو جیو ایک دروازہ سے اور پیٹھو کئی دروازون سے جدا جدا
(سورہ یوسف ع ۱۱) نظر بد کی یہ خام خیالی بھی یہودیون کی ہے۔ مدارش بقرہ کتاب پیدایش
فصل ۹۱ مین بھی لکھا ہے کہ یعقوب نے بیٹون سے کہا تم مت گھسو ایک ہی دروازہ سے۔

تقدیس القرآن

افسوس کہ اس تحریر کی کوئی غرض نہیں معلوم ہوئی جب کہ نہ خدا نے قرآن مین کوئی
کیا کہ اسکی کل باتین نئی ہین نہ کسی مسلمان نے آج تک اسکا دعوی کیا کہ اسمین جو کچھ ہے جو
نئی باتین ہین۔ بلکہ قران خود بھی توراۃ و انجیل پر ایمان لانے کی ہدایت کرتا ہے اور جو کچھ ان مین
تحریف کی گئی اوسکی اصلاح کا مدعی ہے پھر ایسی تحریر کو کسطرح مضر دعوی قران نہین۔

ہمکو ایسی امید نہ تھی کہ ایک ایسے معزز آریہ اخبار مین جو مدعی تحقیق و تہذیب ہے ایسی تحریر شائع ہو جس مین دعوی و دلیل مین کوئی ربط ہی نہ ہو۔ دعوی تو یہان آپ یہ کرتے ہین کہ ہم ثابت کراتے ہین قرآن کا پہلا منبع یہ تھا کہ حضرت محمد صاحب اپنے دوست احباب یا کسی اور سے جب عربی کا کوئی برجستہ فقرہ یا کوئی مفید مطلب بات سن لیتے تھے تو یاد کر لیتے تھے،، جسمین کو ایک دعوی ہو گیا (۱) قران کا پہلا منبع یہ تھا حالانکہ اسکا کوئی ثبوت نہین دیا کیونکہ اگر لکھا ہے تو اسی قدر کہ عمر کی رائے کے موافق تین مرتبہ یا چار مرتبہ قرآن نازل ہوا آیا حضرت نے اسکا دعوی نہین کیا کہ پہر قرآن نازل ہوا پہر موافقت راے عمری کو جبکا خود اسلام سات آٹھ برس ہے اور ایسا دعوی اونکا بعد ہجرت یعنی نزول قرآن کے تیرہ بلکہ تئیس ۲۳ برس بعد ہے اوسکو کس عقل سے کوئی پہلا منبع کہہ سکتا ہے۔

ہم نہ ایسے یہ کہتے ہین کہ مطابق عقاید اہل اسلام آپ قران کو منزل من اللہ مانئے نہ یہ کہتے ہین کہ رسول اللہ کو خدا کا رسول برحق سمجھئے مگر یہ تو ضرور کہین گے عقل سے کام لیجئے جہوٹ نہ بولئے دعوے و دلیل مین مطابقت دکھائے کہ اہل عقل مضحکہ نہ کرین۔

دوسرا دعوی آپکا یہ ہے کہ حضرت محمد صاحب اپنے دوست احباب،، مگر افسوس اس دعوی کی بھی کوئی دلیل نہین دی کیونکہ دعوی عام دوست احباب کا ہے اور دلیل مین صرف حضرت عمر کا نام لائے ہین تو کیا آپکے دعوی و دلیل مین مطابقت ہوئی ایک خاص شخص کے واقعہ کو عام انسانون کیطرف منسوب کرنا کیا خلاف واقع یا دروغگوئی نہین ہے۔؟

تیسرا دعوی یہ کیا تو اوسے یاد رکہتے تھے اور یہودی وغیرہ،، مگر افسوس جتنے دلایل آپکے پہلے مرقوم ہوئے اونمین کہین اسکی صراحت نہین بلکہ لزوماً بھی یہ بات نہین پیدا ہوتی۔ قرآن بجنسہ دنیا مین موجود ہے اوس مین ہر قسم کی بھری پڑی ہین جسمین سے کچھ آپ نے نقل بھی کیا مگر ایمانا فرمائے کیا اوسکا یہ مطلب ہو سکتا ہے کیونکہ اگر بفرض محال دو چار آیتون کی نسبت ایسا خیال بھی کیا جائے تو کیا کل کی نسبت یہ دعوی چل سکتا ہے۔

آپ چونکہ مخالف اسلام ہین لہذا قرآن و رسول اللہ کی نسبت جو چاہئے کہئے ہم نہ اوسکو روک سکتے ہین نہ منع کر سکتے ہین مگر ایمانداری تو ہر چیز مین ضروری ہے اگرچہ قتل و غارت ہی کیجئے مگر

کبھی ایمانداری سے منہ موڑ نہین سکتے تو اب فرمائیے یہ دعوی آپکا کس حدیث سے ثابت ہو
کیونکہ جو ثبوت آپ پہلے پیش کر چکے ہین اون سے تو صرف موافقت رائے عمر معلوم ہوئی کہ خدا نے
انکی رائے سے موافقت کی۔ صرف دو روایت ایسی لائے ہین جسمین عمر نے فتبارك الله
احسن الخالقین کہا اور من کان عدوا لله وملئکتہ جو حسب بیان آپ کے مطابق
اسکے قرآن مین نازل ہوا تو کیا اس یا ایسے ہی دو چار آیتون سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ آن
حضرت عمر صاحب اپنے دوست احباب یا کسی اور سے جب عربی کا کوئی برجستہ فقرہ یا کوی مفید
مطلب بات سن لیتے تھے تو اوسے یاد رکھتے تھے اور تہوڑی دیر بعد یا اوس ہی وقت
جھٹ کہدیتے تھے کہ مجھپر تو الله کی طرف سے یہ بات نازل ہوئی ہے"
حالانکہ یہ وہ فقرہ ہے جنپر نہ قرآن کو ناز ہے نہ مسلمانون کو کیونکہ روح روان قرآن کا تو وہ
معارف حقہ اور براہین قاہرہ ہین جنہون نے تمام عالم سے اقرار کرالیا کہ یہ بات انسانی کلام
سے ناممکن الوقوع ہے۔

اب ایک نہین دو چار شہادتین یا دس بیس ہی ایسی پیش کرین تو گو آپ کے مضحکہ کے لئے کافی
ہین اور اہل سنت اوس سے شرمندہ ہوسکتے ہین مگر اہل ایمان تو ان سب شہادتون کو گوز شتر
سے کبھی زیادہ نہین جانتے کیونکہ یہ سب تو یارون کی ترکیب ہے جس سے اپنے خلفا کی عظمت و جلالت
ثابت کیا چاہتے ہین۔

چوتھا دعوی آپکا یہ ہے کہ حضرت نے عیسائی اور یہودیون سے جو اون دنون عرب
مین بکثرت آباد تھے ان سے قصے و مسایل سن سنکر قرآن مین داخل کر لیتے تھے مگر افسوس یہ تقریر
ایسی ہے کہ اسپر جس قدر تعجب کیا جائے کیونکہ قرآن مین نہ کبھی یہ دعوی کیا کہ ہم نئے مضامین کا
گلدستہ لائے ہین نہ یہ شاعری کے مضامین ہین جسمین جدت کی ضرورت ہو بلکہ قرآن تو ہدایت
خلق کے لئے آیا تھا جس مین سب سے زیادہ ضرورت اون فسانون کے اصلاح کی ضرورت تھی
جسے یہود و نصاری نے مشہور کر رکھا تھا اور اون سب کو کلام خدا کہتے تھے اسلئے وہ مضامین نہایت
تکرار سے لائے گئے کہ ہر شخص کو یاد ہوسکے اور اہل کتاب کی تحریفون کا ہر وقت جواب دے سکے۔
یہ واقعات اجتہادیہ کیا محمد معروف آپنے یہان دکھلاتے ہے اون سے زیادہ عجیب تو وہ ...

ہین جنہین خود حضرت کا چچا ابو لہب آپکو ساحر و کذاب کہتا پھرتا تھا خلاصہ یہ کہ آپکو پہلے قرنون کا کوئی
ایسا دعوی دکھانا چاہیے جسمین یہ دعوی کیا گیا ہو کہ ہم اسمین وہ باتین بیان کرتے ہین جو کبھی نہین
کہی گئیں اوسکے بعد ان سب قصون کو پیش کیجئے کہ اوس دعوی کے خلاف ہے حالانکہ خداوند عالم یہہ
فرماتا ہے وانزلنا الیک الکتب بالحق مصدقا لما بین یدیہ من الکتاب ومھیمنا علیہ فاحکم بینھم
بما انزل اللہ ولا تتبع اھواءھم عما جاءک من الحق لکل جعلنا منکم شرعۃ ومنھاجا ولو شاء
اللہ لجعلکم امۃ واحدۃ ولکن لیبلوکم فی ما اتیکم فاستبقوا الخیرات الی اللہ مرجعکم
جمیعا فینبئکم بما کنتم فیہ تختلفون سورہ مایدہ ع ۶ ۔
ہمنے اے پیغمبر تمپر سچی کتاب نازل کی ہے جو تصدیق کرنے والی ہے اسکے پہلے کتاب کی اور وہ سب
پر شامل ہے پس حکم کرو اون لوگون مین مطابق اسکے کہ نازل کیا ہے اللہ نے اور پیروی مت کرو اونکے
خواہشونکی حق کو چھوڑکر جو آچکا ہمنے تم سے ہر فرقہ کے لئے ایک طریقہ اور راہ مقرر کیا ہے اور اگر خدا چاہتا
تو تم سب کو ایک امۃ قرار دیتا ۔ مگر تم سب کی آزمایش چاہتا ہے اوس احکام مین جو تمکو دئے گئے تو جلدی
کرو نیک کامون مین خدا کی طرف تم سب کا مرجع ہے پس خبر دیتا ہے تمکو اون باتون مین جسمین اختلاف کرتے تھے
پس جبکہ مقصود باری ہی یہ ہے کہ وہ تصدیق کرے پہلی کتابونکی اور یہ کتاب جامع ہو اون سب کی تو
پھر کیونکر ممکن تھا وہ باتین اسمین نہ لائی جاتین تو یہ حملہ کیسا شرمناک ہی ” دشمنا فوقتا عیسائی و یہود جو
جاہلون عرب مین بکثرت آباد تھے انکی دینی کتب کے قصے و مسایل سن سنا کر اور اونہین اللہ کی طرف
سے نازل ہونا بتلا کر قرآن مین داخل کر لیتے تھے “
کیونکہ یہ اعتراض تو ویسا ہی کہ کوئی شخص کسی ایک یا دس کتاب کا خلاصہ کرے اور اوسکے اغلاط کو
دفع کرے “ تو اوس پر یہ کہا جائے کہ اوسنے تو فلان فلان کتاب کا خلاصہ بھر دیا ہے ۔
آپ خود قرآن مین دیکھ لیجئے کہ وہ توراۃ و انجیل کے بارے مین کیا فرماتا ہے انا انزلنا التورٰۃ فیھا
ھدی و نور یحکم بھا النبیون الذین اسلموا للذین ھادوا والربانیون والاحبار بما
استحفظوا من کتاب اللہ وکانوا علیہ شھداء فلا تخشوا الناس واخشون ولا
تشتروا بایاتی ثمنا قلیلا ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الکفرون ۔
انجیل کے بارے مین خدا فرماتا ہے وقفینا علی آثارھم بعیسی ابن مریم مصدقا لما بین یدیہ

من النور ہتور اتیناہ الانجیل فیہ ھدی ونور مصدقا لما بین یدیہ من التورۃ وھدی وموعظۃ للمتقین۔ سورہ مایدہ۔

یعنی ہمنے نازل کیا توراۃ کو جسمین ہدایت اور نور ہی جس سے حکم کرتے آئے وہ پیغمبر جو خدا کے فرمانبردار تھے۔ یہودیون کو حکم دیتے رہے اور مشائخ وعلما بھی اسوجہ سے کہ وہ کتاب خدا کے نگہبان مقرر کیئے گئے تھے اور اوسپر گواہ تھے تو آدمیون سے نہ ڈرو۔ اور ہمسے ڈرو اور ہماری آیتون مین تھوڑی قیمت نہ لو اور جو شخص مطابق حکم خدا نہ حکم کرے وہ کافر

اور ہمنے اونکے پیچھے عیسی کو اونہیں کے آثار پر بھیجا جو تصدیق کرتے تھے اپنے پہلے توراۃ کی اور دیا ہمنے اونکو انجیل جسمین ہدایت و نور ہے اور مصدق ہے اپنے پہلے توراۃ کی اور ہدایت وموعظہ ہے متقیون کو۔

پس جب یہ سب کتابین خدا ہی کی ہین اور خدا نے ہدایت کے لئے اون سب کو نازل کیا تو پھر اوسی خدا نے جب اون سب کا خلاصہ ایک کتاب مین کر دیا تو آپکا کیا اعتراض ہے۔

قرآن سے کیا اگر قرآن۔ توراۃ۔ انجیل سب سے قصے کہانیان اور عقاید علحدہ کردئے جائین تو یقیناً ایک تہائی سے بھی زاید نہ رہیگا اور انجیل کے مجموعہ سے اگر اس قسم کے مکررات حذف کردیجائین تو شاید دس ورق بھی نہ رہے۔

اسیطرح اگر ویدون سے کل مکررات نکالدیے جائین تو شاید ایک تہائی کیا ایک ربع بھی نہ رہیگا مگر اس سے کیا وہ قرآن توراۃ انجیل کلام خدا ہونے سے نکل جائینگے۔

آپنے ناحق اتنی زحمت اوٹھائی جو توراۃ وانجیل وقرآن کے قصونکو علحدہ علحدہ دکھایا کیونکہ اس سے تو قرآن کی نہ تکذیب ہوئی نہ تردید بلکہ اور قرآن کی تائید وتصدیق نمایان ہوئی۔

ہان اگر آپ یہ کام کرتے کہ قرآن وتوراۃ انجیل کے اختلافات کو دکھاتے کہ توراۃ مین کیا تھا اور قرآن نے اوسکی کیا اصلاح کی۔ انجیل مین کیا غلط درج ہوگیا تھا قرآن نے کیونکر اوسکی اصلاح کی تو البتہ ایک کام کی بات تھی کیونکہ یہود ونصاری نے ہزارون باتین توراۃ وانجیل مین بھر دی تھین جنکو قرآن نے نہایت وضاحت سے صاف کیا جس سے قرآن کا وہ احسان ہے کہ دنیا اسکی معترف ہے اور اسی سے قرآن کے منزل من اللہ ہونے کی ہر ہر فریق مین تصدیق ہوچکی ہے اگرچہ ویدوالے نہ مانین۔

مثال کے طور پر ہم دو ایک واقعہ دکھاتے ہین جس سے معلوم ہو کہ قران شریف نے کیونکر یہود وغیرہ کے افسانون کی اصلاح کی

پہلا قصہ حضرت لوطؑ کا ہے جس کے بارے مین تورات مقدس کا بیان ہے صفحہ ۱۹ باب ۱ (۹)
اور وے دو فرشتے شام کو سدوم مین آئے اور لوطؑ سدوم کے پھاٹک پر بیٹھا تھا اور لوطؑ اونھین دیکھکر
ان کے استقبال کے لیے اوٹھا اور اپنا سر زمین تک جھکایا اور کہا کہ اے میرے خداوندا اب توجہ کرکے
اپنے بندے کے گھر چلیئے اور رات بھر رہیئے اور پاؤن دھوئیے اور فجر کو اوٹھکر اپنی راہ لیجیے
اور اونھون نے کہا نہین ہم رات بھر راہ مین رہینگے۔ پر جب اس نے بہت منت کی تب
وے اس کی طرف پھرے اور اس کے گھر گئے اور اوس نے ان کی مہمانی کی اور فطیری
روٹی اُن کے لیے پکائی اور اونھون نے کھائی اور اس سے پہلے کہ وے لیٹے شہر کے
مردون یعنے سدوم کے مردون نے جوان سے لیکر بوڑھے تک سب لوگون نے ہر طرف سے
اُس گھر کو گھیر لیا اور اونھون نے لوطؑ کو پکار کے اُس سے کہا کہ وے مرد جو آج کی رات
تیرے یہان مہمان آئے ہین کہان ہین اونھین ہمارے پاس باہر لا تاکہ ہم اُن سے صحبت
کرین۔ تب لوطؑ دروازے سے اُن پاس گیا اور کواڑ اپنے پیچھے بند کیا اور کہا کہ اے بھائیو!
ایسا برا کام نہ کیجیو۔ اب دیکھو میری دو بیٹیان ہین جو مرد سے واقف نہین۔ مرضی ہو تو انکو
تمہارے پاس نکال لاؤن اور جو تمہاری پسند ہو اُن سے کرو مگر ان مردون سے کچھ کام نہ رکھو
کیونکہ وے اسیواسطے میری چھت کے سایہ مین آئے۔ تب اونھون نے کہا کہ ہٹ جا پھر
اونھون نے کہا کہ یہ ایک شخص یہان گذران کرنے آیا سو حاکمی کیا چاہتا ہے اب ہم تیرے ساتھ
اُن سے زیادہ بدسلوکی کرینگے۔ تب وے اُس مرد یعنے اُس لوطؑ پر حملہ کرنے آئے اور کواڑ
توڑنے کو لپکے۔ تب اُن مردون نے اپنا ہاتھ بڑھا کر لوطؑ کو اپنے پاس گھر مین کھینچ لیا اور
دروازہ بند کر دیا اور ان مردون کو جو گھر کے دروازے پر تھے کیا چھوٹے کیا بڑے
اندھا کر دیا۔ سو وہ دروازہ ڈھونڈتے ڈھونڈتے تھک گئے۔ تب ان مردون نے لوطؑ
سے کہا کہ یہان تیرا اور کوئی ہے داماد یا بیٹیان اور جو کوئی تیرا اس شہر مین ہے تو اونھے
لیکر اس مقام سے نکل جا کیونکہ ہم اس مقام کو غارت کرینگے اسلیے کہ ان کا چلانا خداوند

حضور بہت بلند ہوا اور خداوند نے اُس کے غارت کرنے کو ہمین بھیجا۔ تب لوط باہر جا کے اپنے
دامادون سے جنھیں اُس کی بیٹیاں بیاہی تھیں بولا اور اُن سے کہا کہ اوٹھو اور اس مقام سے نکلو کیونکہ
خداوند اس شہر کو غارت کرے گا لیکن وہ اپنے دامادون کی نظر مین ٹھٹھے کرنے والا سا معلوم ہوا۔
جب صبح ہوئی فرشتون نے لوط سے تاکید کر کے کہا کہ اوٹھو اپنی جورو اور اپنی بیٹیان جو یہان
موجود ہین لے۔ ایسا نہو کہ تو بھی اس شہر کی بدی مین گرفتار ہو کے ہلاک ہو جائے اور جب وہ
دیری کرتا تھا اُن مردون نے اوس کا اور اوس کی جورو اور اوس کی دو بیٹیون کا ہاتھ
پکڑا۔ کیونکہ خداوند کی مہربانی اوس پر ہوئی اور اوسے نکال کر شہر سے باہر پہنچایا اور ایسا ہوا
کہ جب وے ان کو باہر نکال لائے تو اوسنے کہا کہ اپنی جان لے کر بھاگ اپنے پیچھے مت دیکھ
اور سید ان مین کہین مت ٹھیر پہاڑ پر بھاگ جا۔ ایسا نہو کہ تو ہلاک ہو جائے اور لوط نے
کہا اُن سے کہ اے میرے خداوند ایسا نہو کہ اب دیکھ تو نے اپنے بندے پر رحم کی نظر کی
اور تو نے مجھپر ایسا بڑا فضل کیا کہ میری جان بچائی۔ مین اب پہاڑ پر نہین بھاگ سکتا۔
ایسا نہو کہ مجھپر کوئی ایسی بڑی مصیبت پڑے کہ مین مر جاون۔ اب دیکھ یہ شہر قریب ہے۔
کہ مین اس مین بھاگ جاون اور وہ چھوٹا ہے مرضی ہو تو وہان بھاگ کر جاون کیا وہ چھوٹا نہین
جو میری جان بچیگی تب اوسنے اُس سے کہا کہ دیکھ مین نے اس بات مین بھی تیری عرض
قبول کی کہ اس شہر کو جس کے واسطے تو نے کہا غارت نہ کرونگا۔ جلدی کر اور اُدھر
بھاگ کیونکہ جب تک تو وہان نہ پہونچے مین کچھ نہین کرسکتا ہون اسواسطے اس شہر کا نام صغر کہا گیا
جس وقت لوط صغر مین داخل ہوا سورج کی روشنی زمین پر پہیلی تب خداوند تعالے نے سدوم اور عمورہ پر گندھک
اور آگ خداوند کی طرف سے آسمان سے برسائی اور اس نے ان شہرون کو اور اس سارے میدان کو اور ان
شہرون کے سب رہنے والون کو اور سب کچھ جو زمین سے اگتا تھا نیست کیا مگر اس کی جورو نے اس کے پیچھے
پھر کے دیکھا اور وہ نمک کا کھمبا بن گئی۔
ابرہام فجر کو سویرے اٹھہ کے اس جگہہ گیا جہان وہ خداوند تعالے
کے حضور کھڑا تھا۔
سدوم اور عمورہ اور اوس تمام میدان کی زمین کی طرف نظر کی اور کیا دیکھا کہ دیکھو زمین پر

سے دھوان بھٹے کا سا اوٹھ رہا ہے اور ایسا ہوا کہ خدا نے اُس میدان کے شہرونکو نیست کیا تو خدا نے ابرہام کو یاد کیا اور اُن شہرون کو جہان لوطؑ رہتا تھا۔ غارت کرتے ہوئے لوطؑ کو اُس بلا سے محفوظ رکھا اور لوطؑ ضغر سے اپنی دونون بیٹیون سمیت نکل کر پہاڑ پر جا رہا۔ کیونکہ ضغر مین رہنے سے اوسے دہشت ہوئی۔ اور وہ اور اوس کی دونون بیٹیان ایک غار مین رہنے لگے۔ تب پہلوٹھی نے چھوٹی سے کہا ہمارا باپ بوڑھا ہے اور زمین پر کوئی مرد نہین جو تمام جہان کے موافق۔ ہمارے پاس اندر آوے۔ آؤ ہم اپنے باپ کو مے پلا دین اور اُس سے ہمبستر ہووین تاکہ اپنے باپ سے نسل باقی رکھین۔ سو اونھون نے اسی رات اپنے باپ کو مے پلائی اور پہلوٹھی اندر گئی اور اپنے باپ سے ہمبستر ہوئی پر اُس نے اُس کے لیٹتے اور اُس کے اوٹھتے وقت اُسے نہ پہچانا اور دوسرے روز ایسا ہوا کہ پلوٹھی نے چھوٹی سے کہا کہ دیکھ کل رات مین اپنے باپ سے ہمبستر ہوئی آؤ آج رات بھی اُس کو مے پلائین اور تو بھی جا کے اوس سے ہمبستر ہو کہ اپنے باپ سے نسل باقی رکھین سو اوس رات کو بھی اونھون نے اپنے باپ کو مے پلائی اور چھوٹی اوٹھکے اُس سے ہمبستر ہوئی اور اوس کے لیٹتے اور اوٹھتے وقت اوسے نہ پہچانا۔ سو لوطؑ کی دونون بیٹیان اپنے باپ سے حاملہ ہوئین اور ایک بیٹا جنی اور اوس کا نام موآب رکھا وہ موآبیون کا جواب تک ہین باپ ہوا۔ اور چھوٹی بھی ایک بیٹا جنی اور اوس کا نام بن عمی رکھا۔ عمیون کا جواب تک ہین باپ ہوا (مطبوعہ نارتھ انڈیا بیبل سوسائٹی۔ مرزاپور)

اس قصہ کو دیکھیئے تو معلوم ہو کہ آریون مین جو ایک مکروہ مسئلہ نیوگ کا مانا گیا ہے اوس سے بڑھ کر شرمناک قصہ حضرت لوطؑ کی بیٹیون کی طرف منسوب کیا گیا ہے جو اگر صحیح مانا جائے تو ایسا قصہ ہے کہ پھر نہ کوئی یہودی سر اوٹھا سکے نہ عیسائی۔ کیونکہ یہود کو بھی نبوت حضرت لوطؑ مین کوئی عذر نہین اور نصاری کے لیئے تو مزید شرف یہ حاصل ہے کہ جناب عیسیؑ کو وہ اسی نسل سے بیان کرتے ہین جو نسل حضرت لوطؑ کی اپنی بیٹیون سے قایم ہوئی۔

اس شرمناک قصہ سے جس کا سننا کسی فرشتہ کی نسبت بھی کوئی شریف پسند نہیں کرسکتا۔ اگر ہم قطع نظر کریں تو خود اصل قصہ میں اس طرح تناقض ہے کہ کوئی عاقل نہیں مان سکتا کہ یہ کتاب کسی صحیح الحواس انسان کی بنائی ہوئی ہو چہ جائیکہ معاذ اللہ کلام خدا ہو۔ کیونکہ ایک طرف بیان ہے "اب دیکھو میری بیٹیاں ہیں جو مرد سے واقف نہیں۔ دوسرے طرف بیان ہے "داماد یا بیٹے بیٹیاں" کیا خدا کو معلوم نہ تھا کہ نہ داماد ہے نہ بیٹا جو یہ حکم دیتا۔ تیسری طرف یہ بیان ہے "تب لوط باہر جاکے اپنے دامادوں سے جنھوں اس کی بیٹیاں بیاہی تھیں بولا" جو پہلے بیان کے خلاف ہے کیونکہ وہاں تو کہا تھا میرے دو بیٹیاں ہیں جو مرد سے واقف نہیں" اور رات ہی کو فرشتوں نے کہا۔ "داماد یا بیٹے بیٹیاں" اور صبح ہوتے جیتے جاگتے داماد نکل آئے جن سے اس کی بیٹیاں بیاہی تھیں۔

کیا یہ بیان کسی صحیح الدماغ انسان کا ہوسکتا ہے۔ چہ جائیکہ خود خدا ایسا بیان کرے جس میں اسقدر اختلاف بیانی ہو کہ کسیطرح نہ معلوم ہو یہ کلام کسیطرح بھی درست ہے کیونکہ اختلاف بیان تو ہمیشہ اور ہر مذہب میں دلیل کذب سمجھا گیا ہے غرض ایسی قسم کی اختلاف بیانیاں اور افترا پردازیاں انبیاء ؑ پر بلکہ خود فرشتوں پر کہ اُن کا دعوت چکھنا بیان کیا گیا ہے۔ توراۃ و انجیل میں بھری گئی تھیں کہ ضرور تھا خداوند عالم اوس کی اصلاح کرے اور صحیح واقعات ان کے بیان کرے۔ جس واقعہ میں یہود و نصاریٰ نے زیادہ مبالغہ آمیز افترا کیا تھا اسی قصہ میں خدا تعالیٰ نے بھی متعدد آیتیں نازل فرمائیں کہ ہر شخص کو یہ واقعہ یاد ہوجائے کہ ہمکاید ایسی کتاب کو رفع کرتا رہے۔

دیکھیے قرآن مجید میں یہ قصہ کس طرح اور کہاں کہاں بیان کیا گیا ہے جس سے معلوم ہو کہ اگر قرآن نہ نازل ہوتا تو کسیطرح ان فسانوں کی اصلاح نہ ہوتی (۱) و اسمٰعیل والیسع و یونس ولوطا و کلا فضلنا علی العالمین انعام ۶ ع ۱۰ (اور اسمٰعیل اور یسع و یونس ولوط اور سب کو فضیلت دی عالمین پر جس سے کمال عظمت حضرت لوطؑ بھی مثل سائر انبیاء ؑ ظاہر ہے۔

(۲) ولوطا اذ قال لقومہ اتاتون الفاحشۃ ما سبقکم بھا من احد من العالمین۔ انکم لتاتون الرجال شھوۃ من دون النساء۔ بل انتم قوم مسرفون

وَمَا كَانَ جواب قومه الا ان قالوا اخرجوهم من قريتكم انهم اناس يتطهرون فانجينه واهله الا امراته كانت من الغبرين اعراف ع (۱۰)

اور ہمنے لوط کو پیغمبر بنا کر بھیجا۔ اس وقت اپنی قوم سے کہا کہ تم ایسی فاحشہ (بیحیائی) کے مرتکب ہوتے ہو کہ جینے تم سے پہلے ویسی بیحیائی نہ کی۔ تم عورتوں کو چھوڑکر لونڈوں سے شہوت کی نیت سے آتے ہو بے نکلجانے والے ہو۔ تو اس کا جواب بجز اس کے کچھ نہ تھا کہ کہا اپنے گاؤں سے اون کو نکالدو کہ یہ پاک بنتے ہین۔ اسلیئے ہمنے اون کو اور ان کے اہل کو نجات دی سوائے اُن کی عورت کے جو پیچھے رہنے والون مین تہی۔

اس آیہ مین خدا تعالی نے نبوت حضرت لوط کو بھی ثابت کیا اور اون کے وعظ و پند کو بھی بتایا۔ اور جس وجہ سے اُن کی قوم پر یہ عذاب نازل ہوا اور کون بچا اور کون ہلاک ہو۔ ایسی صاف اور واضح عبارت مین بیان فرمایا کہ تمام توراۃ پڑھجاتے تو بھی یہ باتین نہ معلوم ہوتین۔

(۵) فلما ذهب عن ابراهيم الروع وجاءته البشرى يجادلنا فى قوم لوط۔ ان ابراهيم لحليم اواه منيب يا ابراهيم اعرض عن هذا انه قد جاء امر ربك انهم اتيهم عذاب غير مردود وما جاءت رسلنا لوطا سيئ بهم وضاق بهم ذرعا وقال هذا يوم عصيب ٭ وجاءه قومه يهرعون اليه ومن قبل كانوا يعملون السيئات قال يا قوم هولاء بناتى هن اطهر لكم فاتقوا الله ولا تخزون فى ضيفى اليس منكم رجل رشيد۔ قالوا لقد علمت ما لنا فى بناتك من حق وانك لتعلم ما نريد۔ قال لو ان لى بكم قوة او اوى الى ركن شديد۔ قالوا يا لوط انا رسل ربك لن يصلوا اليك فاسر باهلك بقطع من الليل ولا يلتفت منكم احد الا امراتك انه مصيبها ما اصابهم ان موعدهم الصبح اليس الصبح بقريب سورة هود ع (۷)۔

یعنی جب ابراہیم سے خوف جاتا رہا اور اون کو خوشخبری ملی تو قوم لوط کے بارہ مین ہمسے جھگڑنے لگو ضرور ابراہیم حلیم و نرم دل رجوع کرنے والے تھے۔ اے ابراہیم اس بات کو جانے دو ضرور حکم تمہارے رب کا آپہونچا اور عذاب آنے والا ہے جو نہ پھرے گا۔ اور جب ہمارے فرشتے لوط پاس آئے تو وہ

ان کے آنے سے خفا اور تنگدل ہوئے اور کہنے لگے کہ آج کا دن بہت سخت ہے۔ اور اُن کی قوم دوڑتی ہوئی آئی ان کے پاس، اور یہ لوگ پہلے سے بدکاری کیا کرتے تھے۔ کہا اے قوم یہ ہماری بیٹیان تمہارے لیے پاکیزہ ہین۔ خدا سے خوف کرو اور ہمارے مہمانون کے بارے مین فضیحت نہ کرو کیا تم مین کوئی بھی شائستہ نہیں۔ اونھون نے کہا تم جانتے ہو کہ ہمکو تمہارے بیٹیون مین کوئی حق نہین اور تم جانتے ہو جو ہم چاہتے ہین۔ حضرت لوط نے کہا کاش مجھ مین تمہارے مقابلہ کی قوت ہوتی یا کسی مضبوط قلعہ مین پناہ پکڑتا۔ فرشتون نے کہا ہم فرشتے ہین تمہارے رب کے وہ سب تم تک نہین پہونچ سکتے کچھ رات رہے اپنے اہل کو لیکر نکل پڑو۔ اور کوئی مڑکر پیچھے نہ دیکھے مگر تمہاری عورت کہ اوس کو وہی پہونچنے والا ہے جو اُن کو پہونچنے والا ہے۔ انکے وعدہ کا وقت صبح ہے۔ کیا صبح قریب نہین ہے

اس بیان کو توراۃ کے بیان سے ملائیے تو آپ کو معلوم ہو کس طرح ان آیات مین حضرت لوطؑ کی عظمت قائم کی گئی ہے۔ اور کس طرح کی اخلاقی تعلیم ہے کہ محض اس غرض سے کہ ہمارے مہمان جنکو وہ انسان سمجھتے تھے۔ فضیحت ہون اس کو گوارہ کیا کہ وہ اپنی بدکار قوم سے اپنی بیٹیون کا عقد کردین کہ کسیطرح مہمان بے آبرو نہون۔ قالوا فما خطبکم ایہا المرسلون قالوا انا ارسلنا الی قوم مجرمین الا آل لوط انا لمنجوھم اجمعین الا امرأتہ قدرنا انہا لمن الغابرین۔ فلما جاء آل لوط المرسلون۔ قال انکم قوم منکرون۔ قالوا بل جئناک بما کانوا فیہ یمترون واتیناک بالحق وانا لصادقون۔ فاسر باھلک بقطع من اللیل واتبع ادبارھم ولا یلتفت منکم احد وامضوا حیث تؤمرون وقضینا الیہ ذالک الامر ان دابر ھولاء مقطوع مصبحین وجاء اھل المدینۃ یستبشرون قال ان ھولاء ضیفی فلا تفضحون واتقوا اللہ ولا تخزون قالوا اولم ننھک عن العالمین قال ھولاء بناتی ان کنتم فاعلین لعمرک انھم لفی سکرتھم یعمھون فاخذتھم الصیحۃ مشرقین فجعلنا عالیھا سافلھا وامطرنا علیھم حجارۃ من سجیل "سورہ حجر ع ۴"

(پوچھا حضرت ابراہیم نے) فرشتو تمہین کیا کام ہے۔ کہا کہ ہم ایک گنہگار قوم کی طرف بھیجے گئے (ہان) کہ عذاب کرین مگر آل لوط کو کہ ہم سب کو بچا لینگے مگر ان کی عورت کو کہ مقدر کیا ہے وہ پیچھے رہ جائے گی

جب فرشتے لوط کے گھر گئے۔ تو لوط نے کہا تم ناآشنا قوم ہو۔ کہا کہ بلکہ ہم آپ کے پاس وہ چیز لیکر آئے ہین جس مین وہ شک کرتے ہین اور ہم امر یقینی لیکر آئے ہین اور ہم سچے ہین۔ تو کچھ رات رہے اپنے گھر والون کو لیکر نکلو اور پیچھے اُن کے تم بھی جاؤ اور پیچھے کوئی مڑکر نہ دیکھے اور چلے جاؤ جہان حکم ہوا ہے ہمنے لوط کی طرف حکم بھیجا کہ صبح ہوتے جڑ ان کی کاٹ دی جائیگی۔ اور اہل شہر خوش خوش آئے لوط نے کہا کہ یہ ہمارے مہمان ہین۔ مجھے رسوا نہ کرنا اور خدا سے ڈرنا اور ہمکو بے آبرو نہ کرو وہ بولے کہ ہمنے تمکو سارے جہان کی (حمایت وطرفداری) سے منع نہین کیا ہے؟ - لوط نے کہا یہ ہماری بیٹیان ہین اگر ہو تم کرنے والے (اے محمدؐ) قسم تمہاری زندگی کی کہ وہ اپنی مستی مین مدہوش ہو رہے تھے۔ صبح ہوتے اُن کو چنگھاڑنے پکڑ لیا اور اُن کے شہر کو تلے اوپر کر دیا اور پتھر کی کنکریان اُن پر برسائین۔

(۵) ونجیناه ولوطا الی الارض التی بارکنا فیھا للعالمین۔ ہمنے ابراہیمؑ اور لوطؑ کو نجات دیکر اُس زمین پر پہونچایا جس مین برکت دیا تمام عالم کو۔

(۶) ولوطا اتیناه حکما وعلما ونجیناه من القریة التی کانت تعمل الخبائث انھم کانوا قوما فاسقین سورہ انبیا ۱۷ ع ۵۔

اور لوط کو ہمنے حکم اور علم (حکمت نبوت بخشا) اور اُس بستی سے نجات دیا جس مین برے کام کرتے تھے کہ وہ بدکار اور فاسق قوم تھے۔ قوم ابراھیم ولوط قوم ابراھیم و لوط نے بھی تکذیب کی۔

(۸) اذ قال لھم اخوھم لوط الا تتقون انی لکم رسول امین فاتقوا الله واطیعون۔ وما اسئلکم علیه من اجر ان اجری الا علی رب العالمین اتاتون الذکران من العالمین وتذرون ما خلق لکم ربکم من ازواجکم بل انتم قوم عادون قالوا لئن لم تنته یالوط لتکونن من المخرجین۔ قال انی لعملکم من القالین۔ رب نجنی واھلی مما یعملون فنجیناه واھله اجمعین الا عجوزا فی الغابرین ثم دمرنا الاخرین۔ شعرا (۱۹) ع ۱۲

جب لوط نے کہا۔ خدا سے کیون نہین ڈرتے۔ ہم تو تمہارے رسول امین ہین۔ خدا سے ڈرو اور میرا کہا مانو اور ہم تو تم سے کچھ بدلا بھی نہین مانگتے۔ میرا بدلا خدا پر ہے۔ کیا تم مردون کی طرف مائل ہوتے ہو اور چھوڑتے ہو اپنی بی بیون کو جنھین خدا نے تمہارے لیے پیدا کیا ہے۔

تم حد سے نکلنے والے ہو- کہا انھون نے اے لوط اگر باز نہ آؤگے تو شہر سے نکال دیے جاؤگے-
لوط نے کہا مین تمہارے عمل کا بیحد دشمن ہون اے میرے پروردگار نجات دے مجھے اور میرے
اہل کو ان کاموں (کے عذاب) سے تو نے نجات دیا ہمنے سبکو مگر ایک بڑھی جو پیچھے رہگئی-

(۹) ولوطا اذ قال لقومه اتاتون الفاحشة وانتم تبصرون- ائنكم
لتاتون الرجال شهوة من دون النساء بل انتم قوم تجهلون فما كان
جواب قومه الا ان قالوا اخرجوا ال لوط من قريتكم انهم اناس يتطهرون
فانجيناه واهله الا امرأته قدرناها من الغابرين سورة نمل ع (۱۹)

اور نجات دی ہمنے لوط کو جبکہ کہا اپنی قوم سے کہ بیحیائی کا کام کیون کرتے ہو اور تم دیکھتے ہو کہ تم عورتونکو
چھوڑکر شہوت دور کرنے کو مردون کے پاس جاتے ہو بلکہ تم لوگ قوم جاہل ہو- تو اُن کی قوم کا جواب کچھ نہ
سوا اسکے کہ آل لوط کو اپنے شہر سے نکال دو یہ لوگ پاک ہونا چاہتے ہین تو ہمنے اُس کو گھروالونکو
نجات دی مگر اُن کی عورت کو جو مقرر تھا کہ وہ پیچھے رہنے والی ہے-

(۱۰) ولوطا اذ قال لقومه انكم لتاتون الفاحشة ما سبقكم بها
من احد من العالمين- ائنكم لتاتون الرجال وتقطعون السبيل و
تاتون في ناديكم المنكر فما كان جواب قومه الا ان قالوا ائتنا
بعذاب الله ان كنت من الصادقين- قال رب انصرني على
القوم المفسدين ولما جاءت رسلنا ابراهيم بالبشرى قالوا انا مهلكوا
اهل هذه القرية ان اهلها كانوا ظالمين- قال ان فيها لوطا قالوا
نحن اعلم بمن فيها لننجينه واهله الا امرأته كانت من الغبرين ولما
ان جاءت رسلنا لوطا سيء بهم وضاق بهم ذرعا وقالوا لا تخف ولا
تحزن انا منجوك واهلك الا امرأتك كانت من الغابرين انا منزلون
على اهل هذه القرية رجزا من السماء بما كانوا يفسقون عنکبوت پ ۲۰ ع

لوط نے جب اپنی قوم سے کہا کہ تم ایسی بیحیائی کا کام کرتے ہو کہ تم سے پہلے کسی نے نہین
کیا کہ مردون کے پاس آتے ہو اور راہ زنی کرتے ہو اور اپنے مجلسون مین بُرا کام کرتے ہو تو انکے

جواب کچھ نہ تھا بجز اس کے کہ کہنے لگے عذاب خدا لاؤ اگر سچے ہو۔ کہا خدایا مدد کر میری قوم مفسدین
پر اور جب ہمارے فرشتے بشارت لیکر ابراہیمؑ کے پاس آئے تو کہا ہم اس گاون کو ہلاک
کرنے والے ہین کہ اہل اس کے ظالم ہین۔ ابراہیمؑ نے کہا اس مین لوط ہین کہا ہم لوگ زیادہ
جاننے والے ہین ان کے ساتھ جو اس مین رہتے ہین۔ ضرور ہم انکو اور اون کے اہل کو نجات
دینگے مگر ان کی عورت کو کہ وہ پیچھے رہنے والیون سے ہوگی اور جب ہمارے فرشتے لوطؑ کے پاس
آئے تو ان کو ناگوار گذرا اور تنگ دل ہوئے۔ فرشتون نے کہا خوف و غم نہ کیجیے کہ ہم آپ کو اور آپکو
اہل کو نجات دینگے مگر آپ کی عورت کو کہ وہ پیچھے رہنے والون سے ہوگی۔ ہم اسلیئے عذاب لانیوالے ہین
ان پر بسبب اسکے کہ یہ بدکاری کرتے رہے ہین۔

(۱۱) وان لوطا لمن المرسلین اذ نجینہ واھلہ اجمعین الا عجوزا فی
الغبرین ثم دمرنا الاخرین صافات ۸۶۔

اور بتحقیق لوط پیغمبرون سے تھے جب ہمنے ان کو اور ان کے اہل کو سبکو نجات دی مگر اس
بڑھیا کو جو پیچھے رہنے والی تھی۔ پھر ہمنے سبکو ہلاک کر دیا۔

(۱۲) وثمود وقوم لوط واصحب الیکة اولئك الاحزاب سورہ ص ۱
ثمود اور قوم لوط اور اصحاب ایکہ نے (بھی تکذیب کی) یہی وہ گروہ ہین۔

(۱۳) وعاد وفرعون واخوان لوط سورہ ق (۱۴) کذبت قوم لوط بالنذر
انا ارسلنا علیھم حاصبا الا آل لوط نجینا ھم بسحر نعمة من
عندنا کذلك نجزی من شکر ولقد انذرھم بطشتنا فتماروا
بالنذر ولقد راودوہ عن ضیفہ فطمسنا اعینھم فذوقوا
عذابی ونذر ولقد صبحھم بکرة عذاب مستقر فذوقوا عذابی
ونذر سورہ قمر ۱۶۲۷

قوم عاد و فرعون و برادران لوط نے بھی تکذیب کی ق
تکذیب کیا قوم لوط نے ڈر آنے والون کی (پیغمبرون) ہمنے ان پر کنکر بھری ہوا چلائی
مگر لوط کے گھر والون کو صبح ہوتے بچا لیا اپنے فضل سے شکر کرنے والون کو اسیطرح بدلہ دیتے ہین

لوط نے ہمارے عذاب سے اُن کو ڈرایا تھا۔ مگر اونھون نے شک کیا اور اون سے اُن کے مہمانون کے بارے مین فریب کرنا چاہا۔ تو ہمنے اُن کی آنکھین مٹا دین پس چکھو ہمارے عذاب اور ڈرانے کو اور صبح ہوتے ہی اون پر عذاب مستقر آپڑا۔ تو چکھو ہمارے عذاب اور ڈرانے کو

(۱۴) ضرب اللہ مثلاً للذین کفروا امرءة نوح و امرءة لوط کانتا تحت عبدین من عبادنا صالحین فخانتاھما فلم یغنیا عنھما من اللہ شیئاً وقیل ادخلا النار مع الداخلین تحریم ۲۸ ع ۲۔

ترجمہ خدا نے کافرون کے لیئے نوح اور لوط کی بی بی کی مثال دی کہ دونون نیک بندون کے گھر مین تھین۔ دونون نے اپنے شوہرون کی خیانت کی تو ان کے شوہرون سے خدا کے مقابلہ مین کوئی فائدہ نہ پہونچا یا اور حکم دیا کہ جہنم مین جاؤ جانے والون کے ساتھ۔

قرآن مجید کی یہ کل آیتین ہین جن مین حضرت لوطؑ اور اُن کی قوم اور ساون کے قصونکا تفصیلاً و اجمالاً تذکرہ آیا ہے جن کو ہمنے اسلیئے پورا پورا مع ترجمہ نقل کیا ہے کہ اوس پر غور کرکے کسی انسان کو معلوم ہو کہان تک یہ توراۃ سے ماخوذ ہین یا توراۃ کے غلط بیانیون کی اس سے اصلاح کی گئی ہے۔ کیونکہ یہ تو تمام عالم کو معلوم ہے۔ عرب ان پڑھ قوم تھی نہ پڑھنے جانتے نہ لکھتے ہر ہر شہر بلکہ ہر ہر گاؤن مین یہود و نصاریٰ پھیلے ہوئے تھے۔ یہی فسانے ان کی زبان پر تھے جو وہ ان جاہل عربون کو سنایا کرتے اور عام طور سے اپنی علم واقفیت کا سکہ جمایا کرتے۔

اسلیئے ضرور تھا کہ خداوند عالم بھی اپنے نبی اور رسول کی برات ثابت کرے جو بغیر اسکے ناممکن تھا کہ مختلف عنوان سے مختلف پیرایون مین اس کثرت سے بیان کرے کہ ہر سننے والا بجائے خود اصل واقعہ کا پورا حافظ اور واقف کار بن جائے کہ ہر ہر قریہ مین ہر ہر گاؤن مین اس فسانہ کی اصلاح ہوتی رہے۔

آپ تمام توراۃ شروع سے پڑھجائین تو آپ کو یہ بھی نہ معلوم ہو لوطؑ پیغمبر تھے یا نبیؐ کیونکہ باب (۱۱) سے حضرت ابراہیمؑ اور حضرت لوط کا قصہ شروع ہوا ہے جس مین صرف اسقدر بیان ہے دو اور یہ تارہ کا نسب نامہ ہے تارہ سے ابرام اور نحور اور حاران اور حاران سے لوطؑ پیدا ہوا صفحہ (۱۲)۔

جس سے اسقدر معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیم کے بھتیجے تھے حضرت لوطؑ - پھر یہ بیان ہے اور تارہ نے اپنے بیٹے ابرام اور اپنے پوتے لوط یعنی اپنے بیٹے حاران کے بیٹے کو اور اپنی بہو (سارہ) اپنے بیٹے ابرام کی جورو کو لیا اور جانب کنعان روانہ ہوئے۔

پھر باب ۱۲ مین یہ بیان ہے - ابرام لوطؑ کے ساتھ حران مین روانہ ہوتا باب (۱۳) ابرام اور لوطؑ مصر سے لوٹے جھگڑے کے سبب وے ایکدوسرے سے الگ ہو جاتے - لوطؑ شرارت کے شہر صدوم مین داخل ہوتا باب (۱۴) اس بیان مین کہ لوطؑ گرفتار ہوتا ابرام اسکو چھڑاتا - ملک صدق ابرام کو برکت دیتا۔

غرض کہین یہ نہین بیان کیا گیا ہے کہ حضرت لوطؑ پیغمبر تھے یا نبی بلکہ صرف اسقدر بیان ہے کہ حضرت لوطؑ حضرت ابراہیم کے بھتیجے تھے اور ساتھ رہے یہانتک کہ تب ابرام نے لوط سے کہا کہ میرے اور تیرے درمیان اور میرے چرواہے اور تیرے چرواہے کے درمیان جھگڑا نہ ہووے کہ ہم بھائی ہین - کیا تمام ملک تمہارے سامنے نہین اپنے تئین مجھسے جدا کیجئے اگر تو بائین طرف جاوے تو مین دہنی طرف جاؤنگا اور اگر تو دہنی طرف جاوے تو مین بائین طرف جاؤنگا (۱۳ صفحہ)

قرآن مجید نے نہایت صفائی کے ساتھ اسکو ثابت کیا کہ حضرت لوطؑ سے محض رشتہ وقرابت نہ تھا بلکہ وہ نبی مرسل تھے جو مثل دوسرے پیغمبرون کے ایک خاص امت پر مبعوث ہوئے - قوم نے مثل اور قومون کے حضرت لوطؑ کی بھی تکذیب کی اور عذاب نازل ہوا وغیرہ حالات -

(۲) توراۃ مین کہین یہ نہین بتایا گیا کہ قوم لوط کا قصور کیا تھا کس جرم کے وہ مرتکب تھے - جسپر یہ عذاب نازل ہوا - صرف اسقدر بیان ہے کہ پھر خداوند نے کہا اسلیئے کہ سدوم اور عمورہ کا چلانا بلند ہوا اور ان کا جرم نہایت سنگین ہو گیا ہے - مین اب اوتر کے دیکھونگا کہ اونھون نے سراسر اس چلانے کے مطابق جو مجھ تک پہونچا کیا ہے یا نہین اور اگر نہین تو مین دریافت کرونگا - تب وے مرد وہان سے اپنا منہ پھیر کے سدوم کی طرف چلے پر ابرام خداوند کے حضور مین کھڑا رہا - (۱۹)

جس کے بعد حضرت ابراہیم کی مناجاۃ ہے کہ اگر پچاس صادقین ہون تو نہ ہلاک کرنا پھر ۴۵ پھر ۴۰ یا ۳۰ یا ۲۰ - پھر ۱۰ کے لیئے بھی کہا کہ اگر دس بھی ہونگے تو ہلاک نہ کرونگا۔

قران مجید نے انسب لغویات کو رفع کر کے ان کے اُس جرم کو بیان کیا ہے جس کے سبب سے وہ ہلاک کیئے گیئے کہ اُن کا کام خلاف فطرت انسانی مردون سے لواطۃ کرنا تھا اور راہ زنی اور دیگر افعال فسق وفجور۔

(۳) توراۃ کا بیان ہے کہ حضرت لوط فرشتون کے آنیسے خوش ہوئے اور اُن کے استقبال کے لیے آگے بڑہے۔ مگر قرانِ شریف بتاتا ہے کہ حضرت لوط اونکے آنیسے دلتنگ ہوئے جو شان نبوت کے مناسب ہے کیونکہ نبی باعث رحمت ہوتا ہے۔ اگر اونھون نے پہچان لیا تھا کہ یہ فرشتے بغرض عذاب آئے ہین تو اس وجہ سے دلتنگ ہونا مناسب تھا کہ اتنی مخلوقات خدا اپنی نافرمانی سے ہلاک ہورہی ہے۔ اور اگر نہ پہچانا تھا تو بھی ان کی دلتنگی مناسب تھی کہ ایسے پر آشوب شہر مین ایسے عزیز مہمان آئے۔

(۴) منت وسماجت کر کے اپنے گھر لیجانا اور رات بھر رہنے کی استدعا کرنا اور سارا قصہ بالکل لغو ہے کیونکہ وہ خدا کے فرشتے تھے اگرچہ بصورت انسان ہو... - قرانِ شریف نے ان سب فسانون کو غلط کر دیا اور ظاہر کر دیا کہ فرشتے خود حضرت لوطؑ کے گھر آئے - جب حضرت لوط نے نہ پہچانا تب اونھون نے بتا دیا۔

(۵) توراۃ مین ہے کہ حضرت لوطؑ نے فطیری روٹی اُن کے لیئے پکائی اور اونھون نے کھائی - مگر قرانِ شریف اس کو بالکل غلط بتاتا ہے جو حقیقۃً محال بھی ہے کہ فرشتے کچھ کھائین۔

(۶) توراۃ کا بیان ہے کہ قوم لوطؑ نے اون سے فعل بد کی خواہش کی - جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ جرم اسیوقت کا ہے حالانکہ قرانِ شریف بتاتا ہے اس مین وہ پہلے ہی سے مبتلا تھے اور سخت مبتلا تھے جس وجہ سے عذاب نازل ہوا اور ان فرشتون کی طرف بھی اسی نیت سے بڑھے تھے۔

غرض جو شخص اس قصۂ توراۃ مین اور ان آیات مین جو قران شریف سے نقل کی گئی ہین ذرہ برابر بھی غور کریگا اُس کو بدیہی طور پر معلوم ہوگا کہ قرانِ شریف اُن کا مصلح ہے نہ کہ اوس سے ماخوذ ہو - اسی لیئے متعدد آیتون مختلف مختلف سورون مین یہ بیان کیا گیا کہ ہر شخص کے ذہن نشین ہوجائے

اور وہ توراۃ واہل کتاب کی غلط بیانیون سے مطلع ہو۔ کیونکہ اخیر مین دونون لڑکیون کا وہ واقعہ مذکور ہے۔ جسکو کوئی شریف سننا بھی نہین چاہتا۔

قران مجید مین ہر جگہ ہر قصہ زوجہ حضرت لوط کا ضرور بیان کیا گیا ہے جس کی خاص غرض تنبیہ ہے اس پر کہ زوجہ کا اہل ہونا۔ یا نبی کے سبب سے جنتی ہونا ضروری نہین ہے۔ بلکہ بہت سی عورتین ایسی بدکار ہوتی ہین کہ ہر چند وہ صحبت رسول مین رہین اور شب و روز شرف ملازمت حاصل کرین مگر اونکی خیانت نہین جاتی۔ بلکہ وہ لعنت ابدی کی مستحق ہوتی ہین۔ پھر حیف ہے اُن مسلمانون پر جو نہ ہدایت خداوند عالم پر ایمان لاتے ہین نہ احادیث نہ سیر و تواریخ پر بلکہ اون عورتون کو جو بدتر از زوجہ نوح و لوط ہین۔ اپنا مقتدا اور دین کا شریک بناتے ہین۔

اب دوسرا قصہ سنیئے جو خاص بنی اسرائیل کا جن مین حضرت موسیٰ پر اصل توراۃ نازل ہوئی اوس مین خود حضرت موسیٰ و ہارون کے قصہ کو کسطرح خراب کیا ہے کہ کوئی عاقل نہین مان سکتا چہ جائیکہ اہل کتاب اوس کو قبول کرین۔

کتاب الخروج باب (۴) صفحہ (۸۰) مین ہے اور خداوند نے ہارون کو کہا کہ بیابان مین جاکر موسیٰ کی ملاقات کر وہ گیا اور خدا کے پہاڑ پر اسے ملا اوسے بوسہ دیا اور موسیٰ نے خدا کی طرف سے اوسکی ساری باتین اور معجزے جو اوس نے اوسے حکم دیا تھا ہارون سے بیان کیے صفحہ جس سے معلوم ہوا کہ حضرت ہارون بھی پیغمبر تھے مگر کسطرح اون کی نبوت کو ان لوگون نے غارت کیا ہے۔

توراۃ کتاب الخروج باب (۳۲) صفحہ (۱۱۳)

اور جب لوگون نے دیکھا کہ موسیٰ پہاڑ سے اترنے مین دیری کرتا ہے تو وے ہارون کے پاس اکٹھے ہوئے اور اوس سے کہا کہ اوٹھو ہمارے لیئے معبود بناؤ کہ ہمارے آگے چلین۔ کیونکہ یہ مرد موسیٰ جو ہمین مصر کے ملک سے نکال لایا ہم نہین جانتے کہ اوسے کیا ہوا۔

ہارون نے اونھین کہا کہ زیور سونے کے جو تمہاری جورون اور تمہاری بیٹیون اور تمہاری بیٹیون کے کانون مین ہے توڑ توڑ کے مجھ پاس لاؤ۔ چنانچہ سب لوگ سونے کے زیور جو اون کے کانون مین تھے توڑ توڑ کے ہارون کے پاس لائے۔ اور اوس نے اونکے ہاتھون سے اور ایک بچھڑا ڈھال کر اوس کی صورت حکاکی کے ہتھیار سے درست کی اور اونھون نے کہا کہ اے اسرائیل

یہ تمھارا معبود ہے جو تمھین مصر کے ملک سے نکال لایا اور جب ہارون نے یہ دیکھا تو اُس کے آگے ایک قربانگاہ بنائی اور ہارون نے یہ کہکے منادی کی کہ کل خداوند کے لیے عید ہے اور وے صبح کو اوٹھے اور سوختنی قربانیان چڑھائین اور سلامتی کی قربانیان گذرانین اور لوگ کھانے پینے کو بیٹھے اور کھیلنے کو اوٹھے۔

تب خداوند نے موسیٰ کو کہا کہ اُتر جا کیونکہ تیرے لوگ جنھین تو مصر کے ملک سے چھڑا لیا خراب ہو گئے ہین۔ اور وے اُس راہ سے جو مین نے اونھین فرمائی۔ جلد پھر گئے ہین اونھون نے اپنے لیے ڈھالا ہوا بچھڑا بنایا اور اُسے پوجا اور اوس کے لیے قربانی ذبح کرکے کہا کہ اے اسرائیل یہ تمھارا معبود ہے جو تمھین مصر کے ملک سے چھڑا لیا۔ پھر خداوند نے موسیٰ سے کہا کہ مین اِس قوم کو دیکھتا ہون کہ ایک گردن کش قوم ہے۔ اب تو مجھ کو چھوڑ کہ میرا غضب اون پر بھڑکے۔ اور مین اونھین بھسم کرون اور مین تجھسے ایک بڑی قوم بناؤن گا۔

تب موسیٰ نے خداوند اپنے خدا کے آگے منت کرکے کہا کہ اے خداوند کیون تیرا غضب اپنے لوگون پر جنھین تو شہزوری اور زبردستی کے ساتھ مصر کے ملک مین سے نکال لایا بھڑکتا ہے کس لیے مصری بولین اور کہین کہ وہ اون کو یہان سے بدی کے لیئے نکال لے گیا تاکہ اُنکو پہاڑون مین مار ڈالے اور اون کو روئے زمین پر سے ہلاک کرے۔ اپنے غضب کے بھڑکنے سے باز رہ اور اپنے لوگون کو بدی پہنچانے سے پھر جا۔ تو ابرہام اور اضحاق اور اسرائیل اپنے بندون کو یاد کر جن سے تو نے اپنی ہی قسم کھائی اور اون سے کہا کہ مین تمھاری نسل کو آسمان کے تارون کی مانند بڑھاؤنگا اور یہ سارا ملک جس کے حق مین مین نے کہا سو مین تمھاری نسل کو بخشونگا کہ ابدتک اوس کے مالک ہون تب خداوند نے اُس بدی سے جو چاہتا تھا کہ اپنے لوگون سے کرے پچھتایا۔

اور موسیٰ پھر کر پہاڑ سے اوتر گیا اور شہادت کے دونون تختے اوس کے ہاتھہ مین تھے وے تختے لکھے ہوئے تھے دونون طرف ادہر اور ادھر لکھے ہوئے تھے۔ اور وے تختے خدا کے کام سے تھے اور جو لکھا ہوا سو خدا کا لکھا ہوا اور اون پر کندا کیا ہوا تھا اور جب یشوع نے لوگون کی آواز جو پکار رہے تھے سنی۔ تو موسیٰ سے کہا کہ لشکر گاہ مین لڑائی کی آواز ہے۔ موسیٰ بولا یہ تو

نہ فتح کے شور کی آواز نہ شکست کے شور کی آواز ہے بلکہ گانے کی آواز مین سنتا ہون۔

اور یون ہوا کہ جب وہ لشکرگاہ کے پاس آیا اور بچھڑا اور راگ ناچ دیکھا تب موسیٰ کا غضب بھڑکا اور اوس نے تختے اپنے ہاتھون سے پھینکدیے اور پہاڑ کے نیچے توڑ ڈالے اور اوس نے اُس بچھڑے کو جسے اونھون نے بنایا تھا لیا اور اُس کو آگ سے جلایا اور پیسکر خاک سا بنایا اور اوس کو پانی پر چھڑک کر بنی اسرائیل کو پلایا۔ اور موسیٰ نے ہارون کو کہا کہ ان لوگون نے تجھ سے کیا کیا کہ تو اُن پر ایسا بڑا گناہ لایا۔ ہارون نے کہا کہ میرے خداوند کا غضب نہ بھڑکے۔ تو اس قوم کو جانتا ہے کہ بدی کی طرف مائل ہے۔ سو اونھون نے مجھے کہا کہ ہمارے لیئے ایک معبود بنا جو ہمارے آگے چلے کہ یہ مرد موسیٰ جو ہمین مصر کے ملک سے چھڑا لایا۔ ہم نہین جانتا کہ اُسے کیا ہوا۔ تب مین نے اونھین کہا کہ جس کسی کے پاس سونا ہو وہ توڑ لاوے۔ اُنھون نے مجھے دیا اور مین نے اُسے آگ مین ڈالا۔ سو یہ بچھڑا نکلا۔

اور جب موسیٰ نے لوگون کو دیکھا کہ وے بے قید ہو گیئے کہ ہارون نے اونھین اُن کے مخالفون کے روبرو اُن کی رسوائی کی لیئے بھی قید کرایا تھا۔ تب موسیٰ لشکرگاہ کے دروازے پر کھڑا ہوا اور کہا جو خداوند کی طرف ہو سو میرے پاس آوے تب سب بنی لاوی اُس پاس جمع ہوئے۔ اور اوس نے اُنھین کہا کہ خداوند اسرائیل کے خدا نے فرمایا ہے کہ تم مین سے ہر مرد اپنی کمر پر تلوار باندھے اور ایک دروازے سے دوسرے دروازے تک تمام لشکرگاہ مین گذرتے پھرو اور ہر مرد تم مین سے اپنے بھائی کو ہر ایک آدمی اور اپنے دوست کو اور ہر ایک آدمی اپنے قریب کو قتل کرے اور بنی لاوی نے موسیٰ کے کہنے کے موافق کیا۔ چنانچہ اُس دن لوگون مین سے قریب تین ہزار مرد مارے پڑے اور موسیٰ نے کہا کہ آج خداوند کے لیئے اپنے تئین مخصوص کرو ہر ایک مرد اپنے بیٹے اور اپنے بھائی پر حملہ کرکے تا کہ وہ تمہین آج ہی برکت دیوے اور آج اپنے اوپر برکت لاو اور دوسرے دن صبح کو یون ہوا کہ موسیٰ نے لوگون سے کہا کہ تمنے بڑا گناہ کیا اور اب مین خداوند کے پاس اوپر جاتا ہون کہ شاید مین تمہارے گناہ کا کفارہ کرون۔

چنانچہ موسیٰ خداوند کے پاس پھر گیا اور کہا کہ ہمارے ان لوگون نے بڑا گناہ کیا کہ اپنے لیے سونے کا معبود بنایا۔ اور اب کاش کہ تو اُن کا گناہ معاف کرے۔ ... تو ...

تیری منت کرتا ہون کہ مجھے اپنے اس دفتر سے جو تو نے لکھا ہے میٹ دے اور خداوند نے موسیٰ سے کہا کہ جس نے میرا گناہ کیا ہے۔ مین اُسی کو اپنے دفتر سے میٹ دونگا اور اب روانہ ہو کے لوگون کو۔ جہان مین نے تجھے کہا ہے لے جا۔ دیکھ میرا فرشتہ تیرے آگے چلیگا۔ لیکن مین اپنے مطالبہ کے دن مین اُن سے ان کی خطا کا مطالبہ کرونگا۔

اور خداوند نے ان کے بچھڑے بنانے کے سبب جسے ہارون نے بنایا تھا لوگون پر مری بھیجی

اس عبارت کو پڑھجاؤ تو معلوم ہو حضرت ہارون پر کتنا بڑا اتہام کیا گیا ہے کہ خود حضرت ہارون نے بنی اسرائیل سے سونا منگوایا اور اوسکا بچھڑا بنوایا اور اوسنے کہا کہ یہ تمہارا خدا ہے اس کی پرستش کرو کیا کوئی عاقل اس کو باور کرسکتا ہے۔ اب کون تھا جو اس کی اصلاح کرتا اور توارۃ مقدس کی غلطی کو دفع کرتا۔ یہ کام صرف قرآن شریف کا کتب سابقہ کا ناسخ اور مصلح ہے۔ جسنے کتنے عنوان سے اس غلط بیانی کو دفع کیا ہے اور حقیقت امر کو ظاہر کیا۔ ملاحظہ ہو سورہ طٰہٰ پارہ (۱۶)

وما اعجلك عن قومك يا موسىٰ قال هم اولاء على اثري

اور اے موسیٰ تمنے اپنی قوم سے آگے چلے آنے مین کیون جلدی کی ۸۳ کہا وہ میرے پیچھے آرہے ہین) اور اے پروردگار

وعجلت اليك رب لترضىٰ ۵ قال فانا قد فتنا قومك

مین نے تیری طرف آنیکی جلدی اسلیئے کی کہ تو خوش ہو ۸۴ فرمایا کہ ہمنے تمہاری قوم کو تمہارے بعد

من بعدك واضلهم السامري ۵ فرجع موسىٰ الى

آزمائش مین ڈالدیا ہے اور سامری نے اونکو بہکا دیا ہے ۸۵ تو موسیٰ غصے اور غم کی حالت

قومه غضبان اسفا ۵ قال يقوم الم يعدكم ربكم

مین اپنی قوم کے پاس واپس آئے ۸۶ کہنے لگے کہ اے قوم کیا تم سے تمہارے پروردگار نے

وعدا حسنا ۵ افطال عليكم العهد ام اردتم ان يحل

ایک اچھا وعدہ نہین کیا تھا ۸۶ کیا اس کے انتظار مین) تمہارے لیئے مدت دراز ہو گئی یا تمنے چاہا کہ تمپر

عليكم غضب من ربكم فاخلفتم موعدي ۵ قالوا ما

تمہارے پروردگار کی طرف سے غضب نازل ہو تو (اسلیئے) تمنے (جو) مجھسے وعدہ کیا تھا (اسکے) خلاف کیا ۸۷ وہ کہنے

أَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا وَلَٰكِنَّا حُمِّلْنَا أَوْزَارًا مِّن زِينَةِ

لگے کہ ہمنے اپنے اختیار سے تم سے وعدہ خلاف نہین کیا بلکہ ہم لوگون کے زیورون کا بوجھ اوٹھائے ہوئے

الْقَوْمِ فَقَذَفْنَاهَا فَكَذَٰلِكَ أَلْقَى السَّامِرِيُّ (۹۲) فَأَخْرَجَ لَهُمْ

تھے پھر ہمنے اُس کو آگ مین پھینک دیا اور اسی طرح سامری نے ڈالدیا ۹۲ تو اُس نے ایک بچھڑا

عِجْلًا جَسَدًا لَّهُ خُوَارٌ فَقَالُوا هَٰذَا إِلَٰهُكُمْ وَإِلَٰهُ مُوسَىٰ

بنا نکالا (یعنی بچھڑے کا قالب) جسکی آواز گائے کی سی تھی تو لوگ کہنے لگے کہ یہی تمہارا معبود ہے اور یہی موسیٰ

فَنَسِيَ (۹۳) أَفَلَا يَرَوْنَ أَلَّا يَرْجِعُ إِلَيْهِمْ قَوْلًا وَلَا يَمْلِكُ

کا معبود ہے مگر وہ بھول گیا ہے ۹۳ کیا یہ لوگ نہین دیکھتے کہ وہ اُن کی کسی بات کا جواب نہین دیتا اور نہ اُن کو

لَهُمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا (۹۴) وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هَارُونُ مِن قَبْلُ

نقصان اور نفع کا کچھ اختیار رکھتا ہے ۹۴ اور ہارون نے اُن سے پہلے کہدیا تھا کہ

يَا قَوْمِ إِنَّمَا فُتِنتُم بِهِ وَإِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمَٰنُ فَاتَّبِعُونِي وَ

لوگو اس سے صرف تمہاری آزمایش کی گئی ہے۔ اور تمہارا پروردگار خدا ہے تو میری پیروی کرو

أَطِيعُوا أَمْرِي (۹۵) قَالُوا لَن نَّبْرَحَ عَلَيْهِ عَاكِفِينَ حَتَّىٰ

اور میرا کہا مانو ۹۵ وہ کہنے لگے کہ جب تک موسیٰ ہمارے پاس واپس نہ آئین ہم تو اسکی پوجا

يَرْجِعَ إِلَيْنَا مُوسَىٰ (۹۶) قَالَ يَا هَارُونُ مَا مَنَعَكَ

پر قائم رہینگے ۹۶ پھر موسیٰ نے ہارون سے کہا کہ ہارون جب تمنے انکو دیکھا تھا

إِذْ رَأَيْتَهُمْ ضَلُّوا (۹۷) أَلَّا تَتَّبِعَنِ أَفَعَصَيْتَ أَمْرِي (۹۸)

گمراہ ہو گئے ہین تو تمکو کس چیز نے روکا ۹۷ یعنی اس بات سے کہ تم میرے پیچھے آتے تو بھلا تمنے میرے حکم کے خلاف کیون کیا ۹۸

قَالَ يَا ابْنَ أُمَّ لَا تَأْخُذْ بِلِحْيَتِي وَلَا بِرَأْسِي إِنِّي خَشِيتُ

کہنے لگے کہ بھائی جان میری ڈاڑہی اور سر کے بالون کو نہ پکڑیے۔ مین آپ سے ڈرا کہ آپ یہ نہ

أَن تَقُولَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِي (۹۹)

کہین کہ تم نے بنی اسرائیل مین تفرقہ ڈالدیا اور میری بات کو ملحوظ نہ رکھا ۹۹

قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يٰسَامِرِيُّ (١٠٠) قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوْا

پھر سامری سے کہنے لگے کہ سامری تیرا کیا حال ہے ۱۰۰ اس نے کہا کہ میں نے ایسی چیز دیکھی جو اور لوگون

بِهٖ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذٰلِكَ

نے نہ دیکھی تو مین نے فرشتے کی نقش پا سے (مٹی کی) ایک مٹھی بھر لی۔ پھر مین نے اسکو (بچھڑے کے قالب

سَوَّلَتْ لِيْ نَفْسِيْ (١٠١) قَالَ فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَكَ فِي

مین ڈالدیا اور مجھے میری جی نے (ایسا) کام کرنا سجھایا (موسی نے کہا) جا تجھ کو (دنیا کی) زندگی مین یہ (سزا)

الْحَيٰوةِ اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ وَاِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَهٗ

ہے کہ کہا کرے کہ مت چھوؤ۔ اور تیرے لیے ایک اور وعدہ ہے (یعنی عذاب قیامت کا) جس سے تجھے مفر نہو گی

وَانْظُرْ اِلٰٓى اِلٰهِكَ الَّذِيْ ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا لَنُحَرِّقَنَّهٗ

اور جس معبود کی پوجا پر تو (قائم و) معتکف تھا اس کو دیکھ ہم اسے جلا دین گے پھر اس کی

ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِي الْيَمِّ نَسْفًا (١٠٢) اِنَّمَا اِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ

(راکھ) کو اڑا کر دریا مین بکھیر دینگے ۱۰۲ تمہارا معبود خدا ہی ہے جس کے

لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا (١٠٣) كَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ

سوا کوئی معبود نہین۔ اُسکا علم ہر چیز پر محیط ہے۔ ۱۰۳ اس طرح پر ہم تمسے وہ حالات

مِنْ اَنْۢبَاۗءِ مَا قَدْ سَبَقَ ۚ وَقَدْ اٰتَيْنٰكَ مِنْ لَّدُنَّا ذِكْرًا (١٠٤) مَنْ

بیان کرتے ہین جو گذر چکے ہین اور ہم نے تمہین اپنے پاس سے نصیحت (کی کتاب) عطا فرمائی ہے

اَعْرَضَ عَنْهُ فَاِنَّهٗ يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وِزْرًا

جو شخص اس سے منھ پھیرے گا وہ قیامت کے دن گناہ کا بوجھ اوٹھائے گا ۱۰۵

اب ناظرین با انصاف غور فرمائین توریت مقدس اور قرآن مجید کے دونون عبارتونکو ملاحظہ کرکے فرمائین کہ قرآن نے توراۃ سے مضمون لیا ہے یا اُس کی اصلاح کی ہے اور اس کی غلط بیانیون کو رفع کیا ہے۔ کیونکہ بموجب بیان توراۃ بچھڑے کے بنانے والے حضرت ہارون ہین:۔ حالانکہ قران شریف اُن کی برارت ثابت کر رہا ہے اور سارا الزام سامری پر دیتا ہے کہ یہ

سارا کام سامری کا ہے۔

توراۃ کا بیان ہے اور خدا نے موسیٰ سے کہا کہ جس نے میرا گناہ کیا ہے مین اسی کو اپنی
دفتر سے میٹ دون گا۔ ۱۱ صفحہ ۱۱۴۔ جس سے لازم تہا کہ حضرت ہارون کا نام دفتر سے میٹ دیا
جاتا۔ حالانکہ اسکے بعد حضرت ہارون کا مرتبہ اور بڑھا دیا گیا بلکہ یون کہسکتے ہین کہ معاذ اللہ حضرت
موسیٰ کا نام میٹ دیا گیا اور حضرت ہارون کا نام قائم کر دیا گیا۔ دیکھو توراۃ باب ۴۰ صہ ۱۲۵
اور خداوند موسیٰ سے ہمکلام ہوا اور کہا — پہلے مہینے کی پہلی تاریخ مسکن
جو جماعت خیمہ ہے کھڑا کر۔
(۳) اور اُس مین شہادت کا صندوق کھڑا کہہ اور صندوق پر پردہ ڈال اور میز اُسکے
بھیتر لیجا اور اوس کا اسباب جو چاہیئے کہ اس پر رکھے جاوین اُس پر چن دے۔ اور
شمعدان اُس مین لیجا اور اُسکے چراغ اُس پر جلا اور سونے کی قربانگاہ بخور کے لیۓ شہادت
کے صندوق کے سامنے رکھ۔ اور پردہ مسکن کے دروازے پر ڈال اور قربانگاہ سوختنی
قربانی کی۔ مسکن یعنی جماعت کے خیمہ کے دروازہ کے آگے رکھ اور حوض جماعت کے
خیمہ اور قربانگاہ کے بیچ مین رکھ اور اُس مین پانی ڈال اور صحن کو گرداگرد کھڑا کر اور پردہ صحن
کے دروازہ پر ڈال۔ اور مساحت کے تیل سے لے اور اس سے مسکن کو اور سب چیزونکو
جو اُس مین ہین مسح کر اور اُس کو مقدس کر اور سب ظروف اُس کے مقدس کر کہ وہ مقدس ہو
اور قربانگاہ سوختنی قربانی کی بھی اور سب ظروف اُس کے چپڑ اور اس کو مقدس کر کہ
نہایت پاک ہو اور حوض اور کرسی اُس کی بھی چپڑ اور اُن کو مقدس کر۔ اور ہارون اور
اُس کے بیٹون کو جماعت کے خیمہ کے دروازے کے نزدیک لا اور اون کو پانی سے
غسل دلا۔ اور ہارون کو مقدس لباس پہنا اور اس کو چپڑ
اور اُسے مقدس کر۔ تاکہ کاہن کا کام میری خدمت مین کرے اور اُس کے بیٹون کو نزدیک لا
اور اُن کو کرتے پہنا اور اُن کو چپڑ جیسے اُن کے باپ کو چپڑا ہے تاکہ وہ کاہن کا کام میری
خدمت مین کرین اور یہ مساحت اُن کے لیئے اور اُن کے فرزنون کے لیۓ ہمیشہ کی کہانت کا
باعث ہوگی۔ اور موسیٰ نے ایسا کیا۔ سب جو خداوند نے اسکو حکم کیا تھا عمل مین لایا۔

اب ہم زیادہ اس بحث کو طول دینا نہین چاہتے مگر عابر اکبر آبادی سے یہ سوال ضرور کرینگے کہ کیا ایسی ہی اصلاحات اور تنسیخ کی نسبت یہ ارشاد ہوا ہے۔

بس یہی اصل قصہ ہے جسی توریت سے لیکر حضرت محمدؐ نے عربی زبان مین الہام کے نام سے درج فرمایا ہے اس سے بڑھ کر صاف شہادت اور کیا ہوسکتی ہے کہ مسافر نمبر (۳۶) جلد ۶ مورخہ ۲۳ فروری سنہ ۱۹۱۱ء۔ کیونکہ اگر قرآنؐ مین قصہ توراۃ و انجیل کا نقل ہوتا تو اسطور سے اسکی اصلاح ہوتی۔

حقیقت یہ ہے کہ قرآنؐ نے یہود و نصاریٰ پر علاوہ دیگر مذاہب کے وہ احسان کیا ہے کہ اگر کچھ بھی اُن مین حق شناسی کا مادہ ہوتا تو سب سے پہلے وہ قرآنؐ پر ایمان لاتے جسطرح پہلے زمانہ کے یہود و نصاریٰ اسلام لائے تھے۔ مگر خدا برا کرے جہالت اور تعصب کا کہ بجائے ایمان لانے کے وہ قران پر اعتراض کرتے ہین۔ حالانکہ اگر دنیا مین قرآنؐ کا وجود نہ ہوتا تو نہ کوئی مذہب باقی رہتا نہ کوئی دین کیونکہ توراۃ و انجیل موجودہ نے اسطرح کی غلط بیانیان دنیا مین پھیلائی ہین کہ اگر ان کو باور کیا جائے تو نہ کوئی مذہب رہسکتا ہے نہ کسی پیغمبر کی نبوت ثابت ہوسکتی ہے۔ بلکہ آریہ۔ یہود۔ نصاریٰ سب یکسان ہوئے جاتے ہین اسلیئے کہ ہنود کے دیوتا اسیوجہ سے مورد اعتراض ہورہے ہین کہ اونھون نے بت پرستی کو رواج دیا۔ تو حضرت ہارون اُن کے ہمسر قرار پاتے ہین جنھون نے گوسالہ پرستی کو رائج کیا۔ آریون کے مسئلہ نیوگ پر کوئی مذہب ایسا نہین ہے جو اعتراض نہ کرتا ہو اور سبھی نے اس شرمناک مسئلہ کو ذریعہ کامیابی آریہ قرار دیا ہے۔ مگر غور کرو تو توراۃ کا نیوگ سب سے بڑھ گیا ہے۔ کیونکہ آریون کا نیوگ پرائی عورتون کا غیر مردون کے تعلق سے ہوتا ہے بغرض اولاد لیکن شوہر سابق کی اجازت سے یہان پیغمبر کی کنواری لڑکیان اپنے باپ سے حمل رکھاتی ہین وہ بھی شراب پلاکر۔ پھر نہ معلوم جن کی پیغمبر زادیون نے اسطرح کا نیوگ کیا ہو وہ کس منہ سے آریون پر معترض ہوتے ہین جو خاص غرض سے ایجاد کیا گیا ہے اگرچہ کیسا ہی شرمناک ہو۔

گو یہ یہان مناسب تھا کہ جناب انبیاء علیہم السلام طاہرین کے مشابہتون کا ذکر کرتے

کیونکہ حدیث انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لانبی بعدی باتفاق فریقین ثابت ہے۔ مگر بخیال طول یہان اُس سے بحث نہین کی جاتی۔ بلکہ توریت کی آخری عبارت کی توجہ دلائی جاتی ہے کہ جسطرح حضرت موسیٰ نے حضرت ہارون اور اون کی کل اولاد کو منا صب امامت مفوض فرمایا ہے اوسیطرح رسولؐ اللہ نے جناب امیرؑ اور ائمہ طاہرین کو مقرر کیا۔

قول مسافر نمبر (۳۰) جلد (۶) مورخہ ۱۷ فروری سنہ ۱۹۱۱ء صفحہ (۸)

قران مجید پر تنقیح نمبر (۱۸) نیا باب نیا دور۔ آسمان پر قران

نزول قران کی عجیب و غریب داستان

(از عابر اکبر آبادی)

قرانی قصّے کہانی

ہم پچھلے ہفتہ بتلا آئے ہین کہ قران مین جس قدر بھی قصّہ کہانی ہین اُن مین سے ایک بھی ایسا نہین ہے جو در اصل قران مین درج ہونے سے پہلے محمدؐ صاحب کے وقت مروجہ مذاہب مین سے کسی نہ کسی مین رائج نہ ہو اور محمدؐ صاحب یا محمدؐ ی خدائی ایجاد ہو برخلاف اس کے امر واقعہ یہ ہے کہ جسقدر بھی قصّے کہانی محمد صاحب نے درج قران کئے وہ یہودی عیسائی یا آتش پرستون سے لئے اس امر کو ثابت کرنے کے لیے پچھلے ہفتہ ہمنے قران کا قصّہ آدم و اُسکے بیٹون کا توریت کے اسی قصّہ کے مقابلہ پر رکھکر دکھلا دیا تھا اور قرآن کے دیگر قصص کو بھی اسیطرح دکھلا سکتے ہین۔ لیکن چونکہ ہمارے مسلمان بھائی بھی اس امر واقعہ سے انکار نہین کر سکتے اسلیے بخوف طوالت مضمون اس جگہ صرف اتنا ہی بتلا دینا کافی ہوگا کہ (۱) قرآن کا حضرت ابراہیمؑ کے آگ سے بچ نکلنے کا قصّہ یہودیون کے ہان موجود ہے (دیکھئے عبرانی کتاب مدراش در شرح توریت پیدائش باب (۱۵) آیت ۷۔ بلقیس اور حضرت سلیمان کی ملاقات کا قصّہ جس کو دیکھنا ہو یہودیون کی کتاب تارگوم ثانی صحیفہ ستر مین ملاحظہ کر دیکھ لے (۳) ہاروت ماروت کا قصّہ بھی یہودیون کی کتاب تالمود مین دو تین جگہ درج ہے کوہ طور کا اوٹھایا جانا گئوسالہ کا آواز نکالنا۔ بنی اسرائیل کا مر کر زندہ ہونا۔ فرعون کا بحر قلزم سے بچ جانا۔ سات آسمان۔ دوزخ کے سات دروازے۔ طوفان نوح کا تنور سے پھوٹنا۔ اعراف۔ قصہ اصحاب کہف۔ قصّہ مریم۔ ولادت مسیح۔ قصّہ معراج

حور و غلمان کا خیال پلصراط ۔ نماز پنجگانہ وغیرہ وغیرہ تمام قصے یہودیون ۔ عیسائیون اور زردشتیون کی کتب معتبرہ سے اخذ کئے گئے ہین۔

(۳) چنانچہ ہم سمجھتے ہین کہ اگر قرآن شریف سے باہر کے لیئے ہوئے قصہ کہانی نکال دیئے جائین تو اس کے بعد تھوڑی سی آیتین رہجائینگی اور یہ وہ آیات ہین جو حسب موقعہ محمد صاحب ضرورتاً بناتے رہے اور اپنی مطلب براری کرتے رہے

(۴) جسکو واضح کرنے کے لیئے ہم صرف ایک مثال پیش کرینگے ۔ چنانچہ دیکھیئے آنحضرت نے شروع شروع مین تو یہودیون کو اپنے قابو مین لانے کی بہتیری کوشش کی لیکن جب دیکھا کہ یہ لوگ قابو آنے سے رہے تو آپ پر فوراً سورہ نساء کی یہ آیات نازل ہوئین جو آٹھوین رکوع مین مذکور ہین۔

ان الذین کفروا بایٰتنا سوف نصلیھم نارا الخ

ترجمہ :۔ یعنی جو لوگ منکر ہوئے ہماری آیتون سے اُن کو ہم ڈالین گے آگ مین ۔ جس وقت پک جاویگی کھال اُن کی بدل کر دینگے اُن کو اور دینگے ۔ تاکہ چکھتے رہین عذاب ۔ ہان کیون نہ ہو اب آگ مین آپ ضرور ہی ڈالینگے :۔ کہا جو نمانا ۔

(۵) ناظرین یہ تو رہا ہمارا خیال جو ہمنے واقعات کی بنا پر ثابت کر کے دکھلا دیا ہے ۔ لیکن انصاف اس بات پر مقتضی ہے کہ ہم اسکے ساتھ ہی عالم محقق مدقق اور فاضل مسلمانون کا بیان بھی پیش نظر ناظرین کر دین اور یہ بتلا دین کہ ان کے خیال کے مطابق یہ مقدس کتاب کس طرح خدا تعالی کی طرف سے آئی ۔ کس حالت مین کس پر آئی اور کیون آئی ۔ امید کہ ناظرین ان دلچسپ مستند بیانات کو بغور ملاحظہ فرمائینگے ۔ چنانچہ اس امر مین سب سے پہلے ہم مسلمانون کے سب سے برگزیدہ عالم و خاتم المحدثین مولانا جلال الدین سیوطی کی عربی تفسیر اتقان پیش کرتے ہین دیکھئے تفسیر مذکور مطبوعہ مصر صفحہ (۵۶)

آسمان پر قران

فی کیفۃ انزالہ فیہ مسایل الاولی قال اللہ تعالیٰ شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن وقال انا انزلناہ فی لیلۃ القدر اختلف فی کیفۃ انزالہ من اللوح محفوظ علی ثلاثۃ اقوال احدھا وھو الاصح الخ

ترجمہ نزول قران کی کیفیت مین اوراس مین کئی مسائل ہین ۔

مسئلہ اوّل ۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ اسنے قران شریف کو ماہ رمضان مین اوتارا اور کہ اسکو شب قدر مین اوتارا کلام مجید کے لوح محفوظ سے اتارے جانیکی کیفیت مین تین مختلف قول آئے ہین جن مین سے ایک قول جو زیادہ صحیح اور مشہور ہے یہ ہے کہ قران مجید ایک ہی مرتبہ مکمل لیلۃ القدر مین آسمان سے دنیا پر بھیجدیا گیا اور پھر اس کے بعد بیس یا تیس یا پچیس سال کی عرصہ مین تھوڑا تھوڑا کر کے روئے زمین پر نازل کیا جاتا رہا ۔

نزول قران کی عجیب وغریب داستان

ہم سمجھ سکتے ہین کہ ناظرین سمجھ گئے ہونگے کہ اسلام بایہ ناز علامہ سیوطی مذکورہ بالا سطور مین جس معتبر اور مسلمہ خیال کا اظہار کرتے ہین وہ یہ ہے کہ مسلمانون کے عقیدہ کے بموجب بوقت پیدائش دنیا خدا تعالیٰ نے ایک تختی سفید موتیون سے بنائی جس پر پیدائش دنیا سے لیکر قیامت تک کے کل ہونے والے واقعات درج کئے گئے اور اسی تختی پر قران شریف بھی لکھا اس تختی کو لوح محفوظ کہتے ہین ۔ اس کی لمبائی چوڑائی سات زمین آسمان کے برابر ہے اور یہ تختی ساتوین آسمان پر لٹکی ہوئی ہے ۔ اب علامہ سیوطی فرماتے ہین کہ ایک شب قدر کی مقدس رات کو اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ سے قران کا مسودہ نقل کر کے اس دنیا کے آسمان پر جو ہم لوگون کو اپنے سرون پر دکھائی دیتا ہے بھیجدیا اور وہ مسودہ ایک مقام جسکو بیت العزۃ کہتے ہین مین رکھا گیا اور وہان سے پھر آہستہ آہستہ بذریعہ جبریل محمد صاحب کے پاس پہنچتا رہا اور اس بیان کی تائید علمائے ذیل بھی اپنے اپنے الفاظ مین یون کرتے ہین ۔

دوسرا بیان اخرالحاکم والبیھقی وغیرھم من طریق منصور سعید بن جبیر عن ابن عباس رضی اللہ قال انزل القران فی لیلۃ الخ

ترجمہ حاکم بیہقی ودیگر راویون نے منصور کے طریق پر بواسطہ سعید بن جبیر۔ ابن عباس سے روایت کی ہے کہ انہون نے کہا کہ قرآن شب قدر مین اکٹھا اور ایک مرتبہ آسمان دنیا پر نازل کردیا گیا اور مواقع نجوم کے مطابق تھا۔ (یعنی جس طرح ستارے گراکرتے ہین اسی طرح قرآن کا بھی رفتہ رفتہ نزول ہوا) اور پھر اللہ تعالےٰ اسکا ایک ٹکڑا دوسرے حصّہ کے بعد پے درپے نازل فرمایا کرتا تھا۔

تیسرابیان واخرج الحاکم والبیھقی والبضاد النساوی من طریق داود بن ابی منھلا عن عکرمتہ عن عباس رض قال انزل القران جملتہ واحدۃ الی السماء الدنیا لیلتہ القدر الخ۔

ترجمہ اور حاکم نیز بیہقی اور نسائی نے داوٗد بن ابی ہند کے طریق سے بروایت عکرمہ ابن عباس بیان کیا ہے کہ اوںھون نے کہا قرآن قدر کی رات مین یکبارگی مکمل دنیا پر نازل کردیا گیا اور اسکے بعد پھر وہ بیس سال کے عرصہ مین نازل کیا گیا ہو۔ اور اس طرح ابن حاتم نے بھی اس حدیث کو بیان کیا ہے لیکن اسنے اتنا اضافہ کیا ہے کہ "پھر جس وقت مشرک لوگ کوئی نئی بات کہتے تھے توخدا بھی انکا جواب دیتا تھا"

چوتھابیان - اخرج الحاکم وابن ابی شیبۃ من طریق حسان بن حریث عن سعید بن جبیر عن ابن عباس رض قال فصل القران من الذکر موضع فی بیت العزۃ من السماء الدنیا فجعل جبریل الخ۔

ترجمہ اور حاکم اور ابن ابی شیبہ نے حسان بن حریث کے طریق پر بواسطہ سعید بن جبیر ابن عباس سے روایت کی ہے کہ اونھون نے کہا "قرآن ذکر سے جدا کرکے آسمان دنیا کے بیت العزہ مین لارکھا گیا۔ اور پھر جبرئیلؑ اسے لے لے کر محمدؐ صاحب پر نازل کرنے لگے"۔

پانچوان اور چھٹا بیان : رو الخرجہ الطبرانی والبزار من وجہ اخر عنہ قال انزل القران جملۃ واحدۃ حتی وضع فی بیت العزۃ فی السماء الدنیا ونزل جبریل علےٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم الخ۔

ترجمہ اور طبرانی اور بزاز دونون نے ایک دوسری وجہ پر انہی سے روایت کی ہے کہ قرآن کا نزول ایکہی مرتبہ ہوا یہانتک کہ وہ آسمان دنیا سے بیت العزۃ مین لاکر رکھدیا گیا پھر جبرئیل نے اسے محمد صاحب پر بندون کے کلام اور اعمال کے جوابون پر نازل کیا اور ابن ابی شیبہ نے کتاب **فضائل القران** مین ابن عباس ہی سے ایک اور وجہ پر یہ روایت کی ہے "کہ قران لیلۃ القدر مین جبرئیل کو ایکبارگی دیدیا گیا۔ پھر جبرئیل نے اسے بیت العزۃ مین رکھدیا اور اسکے بعد اس کو تھوڑا تھوڑا کرکے نازل کرنے لگا۔

ساتوان بیان

واخرج ابن مردویہ والبیہقی فی الاسماء والصفات من طریق السدی عن محمد بن ابی المجاہد عن مقسم عن ابن عباس رضی اللہ عنہ سالہ عطیۃ بن الاسود فقال الخ۔

ترجمہ اور ابن مردویہ اور بیہقی نے **کتاب الاسماء والصفات** مین السدی کے طریق سے بواسطہ محمد از ابن ابی المجاہد۔ از مقسم۔ ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ان سے عطیۃ بن الاسود نے سوال کیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ کے قول منذ رجہ قران سے میرے دل مین شک پڑگیا ہے کیونکہ قران کا نزول۔ شوال۔ ذیقعدہ ذالحجہ۔ محرم۔ صفر اور ربیع کے مہینون مین بھی ہوتا رہا ہے" ابن عباس نے جواب دیا کہ پہلے قران یکبارگی ماہ رمضان اور شب قدر مین سب یکبارگی نازل کردیا گیا تھا۔ بعد وہ متفرق موقعون پر اترتا رہا۔

ناظرین! یہ ہے قرآن مجید کے اترنے کی نسبت پہلا خیال اور جیساکہ ہمارے معزز ناظرین ملاحظہ فرما دینگے۔ گو انکے علاوہ اور بھی کئی ایک مختلف و متضاد خیال ہین جن کو ہم آیندہ درج کرینگے۔ لیکن اس مین شبہ نہین کہ یہ خیال سب سے زیادہ معتبر اور مسلمہ ہے۔ لیکن کہان ہین اسلام کے وہ جید عالم جو رات دن قرآن فرقان کو الہامی ثابت کرنے مین کوشان رہتے ہین۔ خدا میدان مناظرہ مین آئین اور اپنا اپنا جوہر دکھائین اور ہمارے مفصلہ ذیل سوالات کے تشفی بخش جواب دین :-

(۱) اللہ تعالیٰ نے قرآن کو لوح محفوظ مین کیون لکھا۔ کیونکہ لکھنا سہو پر دلالت کرتا ہے۔

کیا خدا تعالی کو شبہ تھا کہ وہ بھی کہین بھول نہ جائے:۔

(۲) خدائے تعالی نے قران شریف کو کس چیز سے لکھا۔ کیا سیاہی۔ قلم۔ دوات وغیرہ سب عرش پر موجود رہتی ہے:۔

(۳) عرش کی ہستی کا ثبوت کیا ہے:۔

(۴) قران کے پہلے عرش پر لانے سے آسمان دنیا پر لانے سے کونسی خدائی حکمت کا ظہور ہوتا ہے۔ اگر یکبارگی ہی دنیا مین بھیجدیتا تو کونسا حرج ہوتا تھا۔

(۵) آسمان دنیا اور بیت العزۃ کی ہستی ثابت کیجئے: آسمان ٹھوس ہے یا سیال یا گیا اس مین گھر بھی ہین ان مین کون رہتا ہے اور اُن کے لئے کونسا قران ہے:۔

(۶) لوح محفوظ سے نقل ہو کر جو قران دنیا کے آسمان پر لا کر رکھا گیا تھا وہ کس نے نقل کیا صحیح نقل کرنے کی کیا سند ہے اور پھر وہ اصل قرانؐ کہان گیا کیا خدا نے اس قران کو ورق ورق کرکے نازل کیا (جیسا کہ ہم آیندہ ثابت کرینگے) یا جبرئیلؑ نے یاد کرکر کے محمدؐ صاحب کو آ آ کر پڑھایا۔ اگر صورت اول مانتے ہو تو اصل قران کے اوراق کا پتہ تبلائی کیسے لکھے ہوئے تھے اور کس پر لکھے ہوئے تھے۔ بصورت دویم اس امر کی کیا شہادت ہے کہ جبرئیل نے صحیح یاد کیا اور راستہ مین نہین بھولا۔

(۷) اللہ تعالی کی کیا زبان ہے۔ کیا ساری لوح محفوظ عربی زبان مین لکھی ہوئی ہے اگر نہین تو اس مین قران ہی کو عربی مین کیون لکھا۔ اگر کل سب عربی مین ہے تو خدا کی ایک خاص زبان قایم کرنا کہانتک درست ہے:۔

(۸) جبکہ قرانؐ لوح محفوظ مین روز پیدایش دنیا سے موجود تھا۔ تو کیا وجہ ہے کہ خدا نے اس سے پہلے اسکو کسی نبی پر نہین بھیجا:۔

(۹) جبکہ الہام کی تعریف جگہ جگہ یہ کی جاتی ہے کہ " دل مین ڈالنا بلا واسطہ غیرے " منجانب اللہ تو کیا کوئی کہسکتا ہے کہ قرانؐ الہامی ہے جبکہ مذکورہ بالا ثبوت سے صاف عیان ہے کہ خدا نے تو کوئی الہام محمدؐ صاحب کے پاس بھیجا نہ کوئی قرانؐ بلکہ بموجب اقوال مذکورۃ الصدر دنیا کے آسمان پر نازل کیا۔ اس امر کا کیا ثبوت ہے کہ جبرئیلؑ اسے خدا کے حکم سے ہی زمین پر لایا

جبرئیل کے ذریعہ سے جو چیز کسی کو پہونچے وہ بالواسطہ کہلائیگی یا بلاواسطہ۔ اگر کہو بالواسطہ تو الہام کی تعریف قرآن پر صادق کرو۔

(۱۰) جبرئیل کی ہستی سائنس کی رو سے ثابت کرو۔ کیا خدا ہر جگہ موجود نہین ہے۔ اگر ہے تو جبرئیل سے کام لینے کی کیا ضرورت تھی۔ کیا خود آنحضرت کے دل مین کوئی خیال ڈالنے سے خدا معذور تھے۔ غرض کہانتک لکھین ایک خیال اور سیکڑون جنجال یہ تو رہا معتبر یوری کا حال اب ذرا اس سے کمتر وزنہ دار تھیوری (مسلمہ) کو سُنیئے (باقی آیندہ)

تقدیس القرآن

افسوس کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اخبار مسلمان مین اسکا بھی کوئی جواب نہین دیا۔ حالانکہ خاص اسی غرض سے وہ ہفتہ وار پرچہ نکلتا ہے۔ مگر ہم اپنا اسلامی فرض ادا کرتے ہین۔ جواب نمبروار ملاحظہ ہو:-

(۱) مگر افسوس کہ آجتک آپ نے یہ ثابت نہ کیا کہ قرآن نے کہین اسکا دعوی کیا ہے کہ ہم نئی باتین سناتے ہین۔ بلکہ قرآن کا تو ہر جگہ یہی دعویٰ ہے کہ توراۃ و انجیل بھی خدا کی بھیجی ہوئی کتاب ہے۔ جس مین بہت کچھ تحریف کی گئی ہے۔ ہم اوس کی اصلاح کرتے ہین:-

وانزلنا الیك الکتاب بالحق مصدقا لما بین یدیه من الکتاب ومهیمنا علیه فاحکم بینهم بما انزل الله ولا تتبع اهوائهم عما جاءك من الحق لکل جعلنا منکم شرعة ومنهاجا ولو شاء الله لجعلکم امة واحدة ولکن لیبلوکم فی ما اتٰکم فاستبقوا الخیرات الی الله مرجعکم جمیعا فینبئکم فیما کنتم فیه یختلفون۔ سورہ مائدہ۔

اور ہمنے تیری طرف نازل کیا (اے رسول) کتاب بحق جو تصدیق کرنے والی ہے اپنی پہلی کتابون کی اور حاکم ہے یا شامل ہے اوس پر۔ پس حکم کر مطابق اوس کے کہ نازل کیا خدا نے اور نہ پیروی کر اُن کی خواہشون کی اور جو حق تمہارے پاس آچکا ہے اوس کو نہ چھوڑو۔ ہمنے ہر ایک فرقہ کی راہ طریقت اور راہ مقرر کی ہے۔ اور اگر خدا چاہتا تو تم سب کو ایک امت بناتا لیکن تمہاری آزمائش چاہتا ہے اُن چیزون مین جو دیا ہے تمکو۔ پس نیک کامون مین جلدی کرو کہ خدا کی طرف تم سب کی رجوع ہے۔ پس تبلادیگا تمکو وہ بات جس مین تم اختلاف کرتے ہو۔

پس جب خود قران کا یہ دعوےٰ ہے کہ ہم سب مین فیصلہ کرنے والے ہین۔ تصدیق کرنے والے ہین یہ کتاب شامل ہے سب کتابون پر تو پھر اس تقریر سے کیا نتیجہ کہ قران مین جسقدر بھی قصے کہانی ہین ان مین ایک بھی ایسا نہین ہے جو پہلے سے رائج نہو) کیونکہ قرانؐ تو انہین حالات کی اصلاح اور ترمیم کے لیئے نازل ہوا ہے کہ اُن کے غلطیون کو دفع کرے امر حق کو واضح کرے :۔

(۲) جو کچھ پچھلے ہفتہ لکھا تھا اُسکا تو جواب ہوچکا اور جو اس ہفتہ لکھا اُسکی حقیقت بھی ظاہر کردی گئی کہ قران نے کبھی اسکا دعویٰ نہین کیا کہ ہم نئے قصے سناتے ہین بلکہ جو قصص و حکایات کہ غلط طور پر اہل کتاب مین رائج تھین اون کی اصلاح کرتے ہین :۔

(۳) ہان صاحب یہی تو خود قرانؐ کا دعویٰ ہے کہ ہم سبکے ناسخ اور مصلح ہین یہی اعتراض کیا ہے۔ اگر قرانؐ دعویٰ کرتا کہ ہم نئے قصے کہانی سناتے ہین تو یہ سب کہہ سکتے تھے اور اگر یہ اسکا خیال کیا جائے کہ یہ سب قصے نکال دیے جائین تو پھر قران بہت کم رہجاتا ہے تو یہی حال توراۃ و انجیل کا بھی ہے کہ تاریخی حالات کے بعد اُن مین کیا رہجاتا ہے :۔

(۴) مگر افسوس اسکو نہ لکھا۔ حضرت کا مطلب بجز ہدایت خلق کیا تھا جس سے کہا جائے کہ اپنی مطلب براری کرتے رہے :۔

(۵) خدا کے لیئے غابر صاحب بتائین دعویٰ و دلیل مین کونسا ربط ہے کیونکہ رسولؐ کا کام تو اصلاح خلق ہے خواہ بہ لطف و مدارا خواہ بہ سختی و شدت آخر آپنے قران کی کونسی آیۃ سے اسکو ثابت کیا کہ حضرت نے پہلے یہودیون کو اپنے قابو مین لانا چاہا۔ اور جب وہ قابو مین نہ آئے تو یہ آیہ نازل کیا۔ قرانؐ کا یہ طرز استدلال تو شروع سے یکسان چلا آتا ہے۔ کہ عذاب خدا سے خوف دلاتا ہے اور نعمات آلہی کی طرف رغبت دلاتا ہے۔ پھر اس آیہ نے کیا قصور کیا۔ جس پر آپ کی اسطرح نظر عنایت ہے۔

(۶) **نزول قران** کے متعلق جو کچھ کہ تحریر ہوا اسکا کوئی مطلب نہ معلوم ہوا۔ کیونکہ یہ کل روائتین اہلسنت کی ہین جن مین ایک حدیث بھی قول رسول اللہؐ نہین بلکہ صحابہ اور تابعین کا بیان ہے جسکے تسلیم سے نہ آپکا کوئی فائدہ ہے نہ انکار سے ہمارا کوئی نقصان۔ ماہ مبارک

رمضان مین نزول قرآن مسلم ہے خواہ بلحاظ ابتدائے نزول ہو یا جملۃً واحدۃً

غرض آپکا دعویٰ تو یہ تھا "یہ مقدس کتاب کس طرح خدا کی طرف سے آئی۔ کس حالت مین آئی کس پر آئی۔ اور کیون آئی۔ جس سے بہت کچھ بحث آفرین باتون کی امید تھی۔ مگر روایات سے تو کوئی نئی بات نہین معلوم ہوئی۔ پھر بجز تضیع اوقات کیا نتیجہ ہوا۔

(۲) رہے آپ کے سوالات تو جواب اونکا حسب ذیل ہے۔

(۱) لکھنا کسی چیز کا صرف اپنی ہی یادداشت کے لئے نہین ہوتا: بلکہ دوسرون کے لئے بھی ہوتا ہے۔ کہ وہ نہ بھول جائے۔ قران مجید مین صرف اسقدر ہے:۔ سورہ بروج

بل هو قرآن مجید فی لوح محفوظ کہ وہ قران مجید ہے لوح محفوظ مین جسکی تفسیر مین ہے۔ والمعنی انہ محفوظ لا یطلع علیہ غیر الملیکہ وقیل محفوظ عند اللہ وهو ام الکتاب ومنہ نسخ القرآن صفحہ ۵۸۰ جلد (۲) مجمع البیان تفسیر شیعہ۔

یعنی مطلب یہ ہے کہ قران محفوظ ہے خدا کے نزدیک جسپر غیر ملئکہ نہین مطلع ہو سکتے وہی ام الکتاب ہے اوسی سے لکھا گیا قران۔

تفسیر کبیر مین ہے المراد کونہ محفوظا عن اطلاع الخلق علیہ سوی الملئکۃ المقربین۔ ان اللوح شیٔ یلوح للملئکۃ فیقرؤنہ صفحہ ۵۲۸ جلد (۸)

کہ مراد یہ ہے کہ وہ محفوظ ہے اس سے کہ بجز ملئکہ مقربین کوئی دوسرا شخص اوس پر مطلع ہو اور لوح سے مراد وہ چیز ہے جو ملئکہ کے لیے ظاہر ہو جس سے وہ پڑھین۔

تو اب آپ کو اچھی طرح معلوم ہوا کہ لوح محفوظ مین جو خدا نے اسکو لکھا تھا تو اس غرض سے کہ ملئکہ مقربین اسکو پڑھین نہ اسلیئے کہ خدا خود بھول جائے: کیونکہ اوسکے علم و قدرت سے تو آپ کو بھی انکار نہین ہے۔ لا تاخذہ سنۃ ولا نوم لا تاخذہ۔

(سوال ۲) چونکہ لکھنے پڑھنے کا کوئی ذکر اس آیہ کریمہ مین نہین ہے لہذا سوال لغو ہے محاورۂ قران مین لفظ کتب بہت سے معنی مین آیا ہے:۔

کتب فی قلوبهم الایمان لفظی ترجمہ تو یہ ہے کہ لکھدیا اون کے دلون مین ایمان کو تو کیا کوئی اس سے حقیقی معنی کتابت سمجھ سکتا ہے؟ ہرگز نہین۔ بلکہ ترجمہ کہ اوس نے [illegible]

دل مین ایمان کو جمع کر دیا کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی لفظی ترجمہ تو یہی ہے کہ لکھدیا خدا نے کہ ہم غالب آئینگے اور ہمارے رسل۔ تو کیا اس سے حقیقی معنی کتابت مراد ہے نہین بلکہ حکم الٰہی جو متعلق بقضا و قدر ہے کتب اللہ علی نفسہ الرحمۃ کہ خدا نے لکھ لیا ہے اپنے نفس پر رحمت۔ تو کیا اس سے کوئی حقیقی معنی کتابت سمجھ سکتا ہے؟ نہین۔ بلکہ یہ کہ خدا نے اوسکو اپنا فرض قرار دیا ہے کہ رحمت کرے؛

غرض نہ حقیقی لکھنا مقصود ہے نہ حقیقی معنی کتابت بلکہ تعبیر ہے علم خدا سے کہ علم اللہ مین قران داخل تھا۔ تو نہ اب قلم و دوات کی ضرورت ہے اور نہ کاغذ اور کاتب کی۔

اور اگر حقیقی معنی کتابت ہی کے مراد ہو تو بیاہی قلم دوات کا ملنا یا عرش پر موجود رہنا کونسا مشکل ہے۔ کیونکہ مسلمانون کا خدا قادر مطلق ہے نہ عاجز و مجبور جسکا کام بجز ترکیب مادہ و روح کچھ نہین ہے جیسا کہ مذہب آریہ ہے۔

سوال (۳) عرش کی ہستی کا ثبوت وہی ہے جو خدا کی ہستی کا ثبوت ہے۔ کیونکہ اسی خدا نے اسکے وجود کی خبر دی ہے۔ پس اگر کوئی خدا ہے اور وہ متکلم ہے تو جو کچھ اوسنے کہا ہے؛ وہ سب سچ ہے ورنہ وہ خدا نہین ہے۔ مگر یہ آپکی غلطی ہے جو عرش سے کسی شے مجسم کو سمجھا ہے بلکہ مراد اوس سے بارگاہ رب العزت ہے جسکے مطلب سمجھانے کو لفظ عرش کا استعمال ہوا ہے؛

جیسا کہ کہتے ہین گورنمنٹ کا یہ حکم ہے حالانکہ نہ گورنمنٹ کسی شخص خاص کا نام ہے نہ وہ کوئی شے مجسم ہے۔ بلکہ مقصود یہ ہے کہ حکم شاہی ہے۔ حالانکہ وہ خاص بادشاہ کا حکم نہین ہے۔ بلکہ ان عہدہ دارونکا حکم ہے جو اوس صیغہ کے حاکم ہین؛

سوال نمبر (۴) قران کے پہلے عرش پر۔ پھر آسمان پر لانے سے کونسی خدائی حکمت کا ظہور ہوتا ہے اگر یکبارگی ہی دنیا مین بھیجدیتا تو کونسا ہرج ہوتا۔

الجواب۔ پہلے آپ کو یہ ثابت کرنا چاہیے کہ اس مین کیا خرابی لازم آتی ہے۔ کیونکہ حک تو اسی سے ظاہر ہے کہ خدا نے اسیطرح بھیجی تو اسکا کوئی فعل خالی از حکمت نہین ہوتا؛ حکمت تو ظاہر ہے کہ اسطرح کلام خدا کی عظمت ظاہر ہوتی ہے جو اصل مقصود ہے کہ

یہ کتاب خدا کیا عظمت رکھتی ہی - دیکھیے بادشاہ آپ سی خود ایک بات کہدے اور وہی حکم آپ کو بذریعہ وزرا یا فرمان پہونچے تو کیا دونون برابر ہو سکتا ہے حالانکہ خود بادشاہ کا کلام کرنا زیادہ محبوب ہے مگر عظمت شاہی کے خلاف ہے

سوال نمبر (۵) آسمان اور بیت العزت کی ہستی ثابت کیجئے - آسمان ٹھوس ہی یا سال یا کیا ؟ کیا اس مین گھر بھی ہین - ان مین کون رہتا ہے اور انکے لئے کونسا قران ہے :-

الجواب :- کیا وجود آسمان اور بیت العزہ ایسا آسان ہے کہ دو سطرون مین آجائے - جتنے لوگ کتب الہامی کے پابند ہین وہ تو آسمان کے وجود سے انکار نہین کر سکتے - کیونکہ وید توراۃ - انجیل - سب مین آسمان کا وجود مانا گیا ہے - رہے دہری - نیچری اونسے یہان بحث نہین انکے جواب مین صدہا کتب لکھی جا چکی ہین جب آپ اونکا رد کرینگے تو اسوقت دیکھا جائیگا - قران سب کے لیئے ایک ہی خواہ وہ ساکن آسمان ہون یا باشندہ زمین - مگر چونکہ اہل سموات مکلف بتکلیفات شرعیہ نہین ہین لہذا احکام قران مخصوص انسان سے ہے

نمبر (۶) جب معلوم ہو چکا کہ لوح محفوظ سے مراد علم اللہ ہے تو نقل سے مراد علم ملئکہ ہے کہ فرشتون نے اسکا علم خدا سے حاصل کیا - سکی دلیل وہی قران ہے انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون × لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ و لا من خلفہ وغیرہ :- ہزارون آیات قران مجید :-

یہ سب محض غلط ہے کہ قران لکھا ہوا نازل ہوا - یا ورق ورق آیا جب اسکا آپ ثبوت دینگے تو جواب دیا جائیگا :- بصورت دوم کا جواب خود قران مین ہے کہ وہ بھول نہین سکتے :-

سوال نمبر (۷) اللہ کی کیا زبان ہے - خدا کے نہ جسم ہے نہ اوسکے منہ ہے نہ اُسکی زبان ہے - بلکہ وہ خالق کلام ہے - جس لغت مین چاہے کلام کو پیدا کرے - عبرانی - سریانی - عربی زبانون کا تو حال معلوم ہے کہ خدا نے اس زبان مین کلام کیا - مگر سنسکرت کا حال معلوم نہین کہ اوس مین بھی کوئی کتاب آئی ہے یا نہین - کلام خدا و رسول مین کہین اسکا ذکر نہین - کیونکہ وہ تو انسانی کلام ہے -

سوال نمبر (۸) جبکہ قران لوح محفوظ مین روز پیدائش دنیا سے موجود تھا :-

الجواب :- جسطرح آپ کی روح اور آپکا مادہ خدا کے ساتھ ازلی تھا اور آپ کی پیدائش بایں ہیئت کذائی اب ہوئی - اوسیطرح علم اللہ تو قدیم ہے مگر قران کا نزول تو اسکی مصلحت سے اسوقت خاص مین ہوا جو خدا نے مقرر کیا تھا :-

اگر ایسا اعتراض کیجئے گا تو ہر کام مین ہر بات پر یہی اعتراض ہوگا: خدا نے وید کو جو اسکا گیان ہی کیون چار رشی
کے منھ مین دیا اور کیون انہین لوگون کو منتخب کیا۔

جواب نمبر (۹) یہ اعتراض تو اسوقت ہو سکتا تھا کہ جب مسلمانونکا دعویٰ ہوتا کہ حضرت کو جو کچھ ملا بذریعہ
الہام حالانکہ نہ مسلمانونکا یہ دعویٰ ہے نہ قران کا:۔ بلکہ خود خداوند عالم فرماتا ہے وما کان لبشر ان یکلمہ
اللہ الا وحیا او من وراء حجاب او یرسل رسولا فیوحی باذنہ ما یشاء انہ
علی حکیم (کہ خدا کسی طرف کلام کرتا ہے یا وحی کرتا ہے یا کسی پردہ سے یا کسی فرشتہ کو بھیجتا ہے۔
جو وحی کرتا ہے خدا کے حکم سے وہ علیم وحکیم ہے۔ پھر جب کلام خدا تین طرف ہوتا ہے تو ہر جگہ آپ
الہام کی تطبیق کیون چاہتے ہین۔ کہین الہام ہے۔ کہین فرشتہ لائے ہین۔ جبرئیل امین کے ذریعہ
جو خبر آئی ہے اسکو بالواسطہ کہین گے اسلیئے تو خدا نے فرمایا ہے نزل بہ الروح الامین:۔ کہ
روح الامین لائے مگر یہ صفت اُن آیات سے متعلق ہے جو بواسطہ جبرئیل آئے جو بلاواسطہ جبرئیل آئی
اونکے بارے مین خدا فرماتا ہے وانک لتلقی القران من لدن حکیم علیم جس سے معلوم ہوا کہ بواسطہ
جبرئیل بھی آیا ہے اور بلاواسطہ بھی۔

جواب نمبر (۱۰) جب سائنس کی تحقیقات کو ختم کر لیجئے تو حضرت جبرئیل کی ہستی کا سوال کیجئے گا
ابھی تو سائنس خود ڈانواڈول ہو رہا ہے آج کوئی مسئلہ ایجاد ہوتا تو کل غلط ثابت ہو جاتا ہے:۔
جب آپ مانتے ہین کہ خدا ہر جگہ موجود ہے اور ہر کام خود ہی کرتا ہے تو پھر خدا نے وید کو چار رشی کی
منہ مین کیون دیا کیا ہر شخص کے دل مین نہین ڈال سکتا تھا جسطرح یہان خدا معذور ہے اسیطرح
وہان بھی معذور تھا:۔

کیا اس تحریر کو عابد صاحب اکبرآبادی دیکھکر کہسکتے ہین کہ تشفی بخش نہین۔ کیا اسکے جواب مین منہ ہلا
محققانہ طور پر قلم اوٹھا سکتے ہین۔ کیونکہ ہمنے یہان نہ روایات کی حیثیت سے گفتگو کی ہے نہ زیادہ تفصیل سے
کام لیا ہے بلکہ محض سرسری طور پر جواب دیا کہ اگر پھر کچھ لکھینگے تو انشاء اللہ ہم بھی تفصیل سے کام لینگے

اس تحریر کے خاتمہ پر اڈیٹر صاحب لکھتے ہین:۔

قران مجید پر تنقیح:۔ اس نادر سلسلہ مضامین کو ابتک ۱۸ نمبر نکل چکے ہین ان نمبرون مین قران کی
متعلق جو مفید و دلچسپ تحقیقات مسافر ہلک کے روبرو ابتک پیش کی ہے وہ ایسی نہین ہے

کہ جسے پبلک جلد فراموش کر سکے نمبر ۳ مورخہ ۱۷ فروری جلد ۲۔

جس سے معلوم ہوا کہ ابتک کل ۱۰ نمبر نکلے ہین جسمین کچھ غلطی بھی ہے۔ خدا کے فضل وکرم سے تقدیس القرآن نے بھی جہان سے سلسلہ شروع کیا ہے وہان سے حرف بحرف کا جواب دیا ہے جس سے اڈیٹر صاحب مسافر یہ نہین کہہ سکتے کہ ہمنے کوئی نمبر اکا چھوڑا ہو۔ یا کسی جملہ کا جواب متروک رہا ہو لہذا ہم بھی ناظرین سے امید کرتے ہین کہ اس سلسلہ کو بغور دیکھین اور مولوی ثناء اللہ صاحب کی ہمت واسلامی غیرت پر نظر کرین کہ کس طرح اوھنون نے چھوڑا کیا اس سے اسلامی غیرت پر دھبہ نہین آتا والسلام علی من اتبع الہدی۔

ہان ہان یہان مولوی ثناء اللہ صاحب بھی جاگے ہین چنانچہ مسلمان نمبر ۲ جلد ۳ مورخہ ھ ربیع الاول سنہ ۱۳۲۹ھ مین لکھتے ہین۔

مسلمان آج ہم مسافر کی تنقید نمبر ۱ کا جواب دیتے ہین مگر ناظرین کو اوس کا بہت پرانا دعوے یاد دلاتے ہین کہ قرآن مجید مین بارہ ہزار اور اٹھارہ سو اختلاف بتلائے جائین گے جن سے اسلام کی بنیاد ہندوستان مین متزلزل ہو جائیگی۔ (دیکھو مسافر ۱۵ جون اور ۳۰ اکتوبر سنہ ۱۹۱۰ء)

اب ہم اوس دعوی کے مطابق اوسکی تحریر کو دیکھنا چاہتے ہین تو وہی نقشہ پاتے ہین جو کسی استاد کا مشہور شعر ہم کو بتلاتا ہے ؎

بڑا شور سنتے تھے پہلو مین دل کا | جو چیرا تو اک قطرۂ خون نہ نکلا

دعوی تو یہ تھا کہ قرآن مجید کے اندر اختلافات دکھاوینگے بیان کیا تو یہ کہ قرآن مجید لوح محفوظ سے ایک ہی دفعہ آسمان پر کیون اوترا۔ اسی کو کہتے ہین ؎

کیونکر مجھے باور ہو کہ ایفا ہی کروگے | کیا وعدہ تمھین کرکے مکرنا نہین آتا۔

بھلا قرآن مجید اگر لوح محفوظ سے ایک دفعہ اترا یا دس دفعہ اترا قرآن کے اندر اختلاف کہان سے پیدا ہو گیا۔ او ظالم! اس برتے پر تتا پانی تمھین اتنی بھی سمجھ نہین کہ اس بیان کو تمھارے اصل دعوی سے کیا مطابقت ہے۔ مطابقت کی بابت جانے اوس کی بلا اوسے کیا خبر کہ دعوی اور دلیل مین مطابقت بھی ضروری ہوتی ہے۔ بہر حال جو اوسنے لکھا اوسکا جواب ہمین دینا ہے۔

مسافر ۱۱ فروری مین سارا زور اس بات پر ہے کہ قرآن مجید لوح محفوظ سے آسمان پر کیون اُترا اس دعوی کے ثبوت مین اوسنے بہت سے تفسیری حوالجات دیئے ہین مگر ہم اوسے بتلادین کہ اصل بات کیا ہے۔

(۴) سنو! اس بات کا ثبوت کہ قرآن مجید لوح محفوظ سے آسمان پر آیا کسی آیت یا حدیث (قول پیغمبر) مین نہین ہے چنانچہ تمنے بھی اس مضمون کی کوئی آیت یا حدیث نقل نہین کی اور نہ کرسکوگے بلکہ صرف مفسرین کے اقوال ہین اصل زیر بحث آیت مندرجہ ذیل ہے۔

شہر رمضان الذی انزل فیہ القران

رمضان کا مہینہ ہے وہ مہینہ جس مین قرآن نازل ہوا۔

(۵) اس آیت کی تفسیر مین دو قول ہین (الف) یہ کہ رمضان مین قرآن لوح محفوظ سے آسمان پر اترا پھر وہان سے بتدریج حسب ضرورت اُترتا رہا یہ قول مسافر کے زیر نظر ہے (ب) دوسرا قول یہ ہے کہ رمضان کی فرضیت مین قرآن اترا اس مین نہ لوح محفوظ کا ذکر ہے نہ آسمان کا بلکہ صرف مطلب یہ ہے کہ

(۶) شہر رمضان الذی انزل فی فرضیۃ صیامہ القران یہ قول کوئی جدید بھی نہین کہ آریہ سماجی کہین ہمارے اعتراضات سے بچنے کے لئے ایسی تفسیر کی جاتی ہے بلکہ تابعین کے زمانہ مفسرین (مجاہد۔ ضحاک۔ حسن بن فضل وغیرہ) کا ہے (دیکھو تفسیر ابن جریر۔ معالم خازن۔ تفسیر کبیر وغیرہ) جب آیت کی تفسیر مین دو قول ہین تو دیکھنا یہ ہے کہ اقرب کیا ہے آیئے ہم قرآن کے اصل الفاظ پر غور کرین۔ آیت زیر بحث یہ ہے۔

شہر رمضان الذی انزل فیہ القران ھدی للناس وبینات من الھدی والفرقان ۔ فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ۔

(۷) اس آیت مین تو ایک جملہ خبریہ ہے دوسرا انشائیہ (حکم) ہے حکم کو پہلے جملہ خبریہ پر مرتب (متفرع) کیا ہے چنانچہ فمن کی ”ف“ ان معنی کا اظہار کرتی ہے۔ کیونکہ ”ف“ تفریعیہ کے مابعد کا حصہ ماقبل پر متفرع ہوتا ہے جیسے اردو فارسی مین ”پس“ کا لفظ ہوتا ہے۔

(۸) پس آیت کے معنی صاف ہین کہ رمضان کی فرضیت کے لئے تم پر قرآن بھیجا گیا ہے بس (یہ نتیجہ ہی

جو تم مین سے رمضان پاوے وہ روزہ رکھے۔

(۹) اس تفسیر پر چونکہ کوئی اعتراض نہ تھا اس لیے مسافر کی زبان پر بھولے سے بھی یہ تفسیر نہ آئی۔ او مسافر! کیا تحقیق اسی کا نام ہے؟ بس مسافر اور مسافر کے جملہ اعتراضات کی بیخکنی ہوگئی۔ فقطع دابر القوم الذین ظلموا فالحمد للہ رب العالمین ''

تقدیس القرآن مگر یہ نہ معلوم ہوا کہ آپنے اس تنقید آریہ پر ۱۲ کیون دیا حالانکہ مسافر کی **تنقید قرآن** مجید کا یہ ۱۵ ہے کیا ایک ہی نمبر مین آپنے تین نمبرون کا جواب دیا ہے۔ جو سراسر غلط ہے۔

(۲) تنقید ۱۵ مین صرف اسکا بیان نہین ہے کہ قرآن مجید لوح محفوظ سے اوترا جسکا جواب دینے چلے۔ بلکہ پہلے اس سے **قرآنی قصے کہانی** کے عنوان سے اوسنے مختلف قصص و حکایات پر اعتراض کیا ہے جسکا جواب آپنے کچھ نہ دیا۔ بلکہ الشمس مین مفصل جواب سبکا دیا گیا ہے۔

(۳) مسافر کا کوئی قول نقل نہین کیا جس سے معلوم ہوتا کہ اوسکا اعتراض کیا ہے اور آپ جواب کیا دیرہے ہین جو اصول دیانت کے بالکل خلاف ہے۔ اور ہمیشہ مسافر اسپہ رفتار رہتا ہے۔

(۴) روایات تفسیریہ سے انکار طرفہ ماجرا ہے حالانکہ وہ سب اقوال آپکے علماء دین صحابہ و تابعین کے ہین جنکی تفسیر پہ آپ قرآن کو مانتے ہین اور اونکے اقوال سے معنی قرآن پہچانتے ہین۔

(۵) ہم دیکھتے ہین کہ آپ آریونکے اعتراضات سے اسدرجہ مختل الحواس ہو رہے ہین کہ قریب ہے حدیث اور قرآن سب سے انکار کر جائینگے کیونکہ آپ ہر جگہ قواعد نحو کو پکارا کرتے ہین کہ جو مطلب قواعد نحو کے موافق ہوتا ہے اوسکو مانتے ہین پھر بتائیے یہ تفسیر کہانتک قواعد نحو سے مطابقت کھاتی ہے جسمین انزل فی فرضیۃ صیامہ محذوف ماننا پڑتا ہے اسپر بھی آریہ کے اعتراض سے جانبری نہین ہوئی کیونکہ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر بھی تو موجود ہے جسپر اتفاق اہل اسلام ہے کہ لیلۃ القدر ماہ مبارک رمضان مین ہے الا ما شذ۔

(۶) ہان یہ سچ ہے کہ یہ تفسیر آپکی ایجاد نہین ہے مگر قول شاذ تو ہے تفسیر کبیر مین ہے صفحہ ۱۸۱ جلد ۲ الاول وھو اختیار الجمھور ان اللہ تعالی انزل القرآن فی رمضان عن النبی نزلت صحف ابراھیم فی اول لیلۃ من رمضان وانزلت التوراۃ لست مضین والانجیل لثلاث عشرۃ والقرآن لاربع وعشرین۔

یعنی تفسیر اول جو مختار جمہور ہے یہ ہے کہ قرآن ماہ رمضان مین نازل ہوا حضرت نے فرمایا کہ صحف
ابراہیم پہلی شبکو ماہ رمضان مین نازل ہوا۔ توراۃ ۶ کو انجیل ۱۳ کو قرآن ۲۴ کو۔
پھر آپ کیسے اہلحدیث ہین جو حدیث رسول کو چھوڑکر تابعین کا قول مانتے ہین اور وہ بھی
بمقابلہ آریہ جو قرآن حدیث کی تکذیب پر آمادہ ہین۔ تو آپکا یہ قول موید آریہ ہوا۔
صـ۱۸۳
پھر آگے چلکر فرماتے ہین وھذا یدل علی ان ھذا القول راجح علی سائر الاقوال
کہ یہ قول جو دربارہ نزول قرآن ہے ماہ رمضان مین۔ راجح ہے سائر اقوال پر پھر کیسی
تحقیق ہے کہ آپ قول مرجوح کو آریہ کے سامنے پیش کر رہے ہین۔
اڈیٹر صاحب آپکے ایسے ہی بے تکے اقوال نے علمائے اہلسنت کو مجبور کیا کہ حلقۂ اہلحدیث بلکہ
وہابیت سے خارج کرین اور ایسی ہی تحقیقات نے مسافر کو اس طرح جرأت دلائی کہ ہر
موقع پر وہ آپکی سرکوبی کرتا ہے اور آپ فرار کرتے ہین۔
للہ قرآن وحدیث کی اس طرح حمایت کیجیے کہ قرآن وحدیث اپنی حیثیت پر باقی رہے
نہ اس طرح کہ قرآن قرآن نہ رہے جیسا کہ آپنے کیا کہ شہر رمضان الذی انزل فیہ
القرآن مین اس طرح کی تحریف کی کہ شہر رمضان الذی انزل فی فرضیۃ
صیامہ القرآن بنایا۔
اگر آپکو ایسی ہی تاویل کا شوق تھا تو یہ کیون نہ کہا قال مجاھد انہ اسم اللہ تم و
معنی قول القائل شہر رمضان ای شہر اللہ تفسیر کبیر صـ۱۸۰
کہ رمضان نام خدا ہے تو معنی یہ ہوے شہر خدا مین نازل ہوا جسپر پھر کوئی اعتراض بھی نہین
ہوسکتا۔ کیونکہ مہینہ سال روز شب خدا ہی کا ہے۔
(۷) آپ جانتے ہین بیچارہ آریہ عربی نہین جانتے اسلئے نحو وصرف کے قواعد سے انکو دھوکا
دینے چاہتے ہین اور فرماتے ہین کہ فا تفریعیہ ہے حالانکہ علمائے نحو اسکو فاے زائدہ کہتے
ہین تفسیر نیشاپوری مین ہے نقل الواحدی عن الاخفش والمازنی ان الفاء
فی فمن شہد زائدۃ اذ لا معنی للعطف والجزاء صـ۱۵۱ جلد ۲
کہ واحدی نے اخفش اور مازنی رحمہ اللہ نحوی امامون سے نقل کیا کہ فمن شہد مین فا زائدہ ہے کیونکہ

وجزا سے یہان تعلق نہین -

اگرچہ ہمکو اخفش وغیرہ سے اتفاق نہین ہے مگر آپکی نحو دانی تو خاک مین ملگئی جو ہر جگہ شیخی بگھارا کرتے ہین -

(۸) مگر افسوس آپنے مطلق نہ غور کیا کہ اس سے قرآن کی فصاحت وبلاغت مین کیا دھبہ آتا ہے کسقدر محذوف ماننا پڑتا ہے کسدرجہ قواعد نحو کی بلا وجہ مخالفت لازم آتی ہے -

(۹) یہ تفسیر تو ایسی ہے کہ اگر مسافر کو اسپر اطلاع ہوتی تو ایسا مضحکہ اڑاتا کہ اہل علم مارے شرم کے گڑ جاتے حالانکہ ہم بیان کر چکے ہین کہ ان سب لغویات کی ضرورت نہین - کیونکہ مسافر کا اسپر اعتراض نہین ہے کہ قرآن ماہ مبارک رمضان مین کیون نازل ہوا جو آپ انکار کر رہے ہین - بلکہ اوسکا اعتراض تو اون روایات پر ہے جسمین نزول قرآن آسمان پر بیان کیا گیا اور پھر اوسکا نزول وہان سے دنیا مین اسکے جواب مین اسیقدر کافی ہے کہ یہ بیان نہ قرآن مین ہے نہ حدیث مین بلکہ مفسرین کے اقوال ہین جیسا کہ آپنے لکھا - اور ہم اون دسون سوالون کا جواب دیچکے جو ان سب روایات پر مسافر نے کئے تھے ملاحظہ ہو الشمس ۲۶ و ۲۷ -

ہم امید کرتے ہین کہ اڈیٹر صاحب غور کرینگے کہ تحقیقات اسکا نام ہے یا اوس کا جو اونہون نے لکھا کہ کل اعتراضات مسافر کو قبول کر لیا اور نزول قرآن سے بماہ مبارک رمضان انکار کیا جسپر مسافر کو اعتراض بھی نہ تھا والحمد للہ علی ظہور الحق وخمود الباطل فقطع دابر القوم الذین ظلموا والحمد للہ رب العالمین -

مسافر ۳۸ ۲۴ فروری سنہ ۱۹۱۱ء

ہمارے پاس نہین تھا جسمین قاعدہ سے تنقید قرآن مجید نمبر ۱۹ ہونا چاہیئے لہذا دفتر مسافر مین خط لکھا گیا تو جواب آیا کہ وہ نمبر دفتر مین نہین ہے - لہذا لکھا گیا کہ اصل مسودہ سے نقل کرا کے روانہ کیجیئے جسپر حسب ذیل خط آیا -

جناب من آپکی خواہش کے مطابق ایک شخص سے بمشکل تمام مسودہ نقل کرا کے بھجواتا ہون - وصول کرکے مشکور فرماوین ۶؍ محرر کو دینے کو کہہ دیا تھا - ۲؍ خرچ وی پی ہوا - امید کہ آپکو ناگوار

خاطر خواہ ہوگا۔ دوسرا پرچہ موجود نہ تھا ورنہ مین ضرور مفت ارسال کر دیتا۔ ۱۸ کے بعد ۲۰
ہی لکھا گیا ہے۔ ۱۹ غلطی سے رہ گیا ہے۔ اگلا نمبر ۲۱ چھاپا ہے اوسکو نقل نہین کروایا بایں
خیال کہ وہ آپکے پاس ہوگا۔ اگر ضرورت ہوگی تو وہ بھی بھجوا دونگا"

اس خط سے آپکو معلوم ہوگا دفتر الشمس نے ہر طرح کوشش کی با اجرت لکھوا کر ۱۹
منگوایا جسپر دفتر مسافر کی غلطی سے نمبر ۲۰ پڑا وہ حسب ذیل ہے۔

قرآن مجید پر تنقید

آسمان پر قرآن پہاڑ کے برابر حروف

شکلون کا تبادلہ

(از عابر اکبر آبادی)

دوسرا اعتقاد پچھلے ہفتہ ہم اس امر کے متعلق کہ مسلمانون کے عقیدہ کے موافق آسمان سے زمین پر قرآن کس طرح نازل ہوا علمائے اسلام کا ایک اعتقاد پیش کر چکے ہین۔ جو تھا یہ تھا کہ بہت سے معتبر علمائے کے نزدیک قرآن لوح محفوظ نامی خدائی تختی پر لکھا ہوا شروع دنیا ہی سے ساتوین آسمان پر موجود تھا اور جب خدا نے اسے آسمان سے زمین پر اتارنے کی ٹھانی۔ تو ایک ہی دم سے ماہ رمضان کی ۲۷ وین تاریخ کو یعنی اسلامی اصطلاح مین شب قدر کی رات کہتے ہین۔ سارا کا سارا قرآن ساتوین آسمان سے اُتار کر اس سب سے نیچے والے آسمان پر جسے آسمان دنیا کہتے ہین بھیجدیا۔ اور اس آسمان سے آہستہ آہستہ اُسکی آیتین ستارون کی طرح زمین پر جھڑتی۔ اور حضرت محمدؐ کے پاس پہونچتی رہین۔ اب بقول علامہ سیوطی اس خیال کے مقابلہ پر اکثر علمائے دین کا دوسرا اعتقاد یہ ہے۔ کہ نہین ایک ہی رات مین سارا قرآن ساتوین آسمان سے آسمان دنیا پر نہین آیا۔ بلکہ ۲۰ یا ۲۳ یا پچیس ۲۵ قدر کی راتون مین تھوڑا تھوڑا کرکے آیا۔ اور ہر سال سال شب قدر مین اتنا قرآن عرش معلی سے دنیا کے آسمان پر آجاتا تھا جتنا کہ سال بھر مین خدا کو محمدؐ صاحب پر اُتارنا منظور ہوتا تھا۔ اور پھر یہان سے سال بھر تک آہستہ آہستہ محمدؐ صاحب پر

اُتار رہتا تھا۔ اس ہی خیال کا امام فخرالدین رازی نے یون اظہار فرمایا ہے۔

فقال یحتمل انه کان ینزل فی کل لیلة قدر ما یحتاج الناس الی انزاله الی مثلها من اللوح المحفوظ الی السماء الخ۔

(ترجمہ) "احتمال ہوتا ہے کہ ہر ایک شب قدر مین قرآن کا اتنا حصہ لوح محفوظ سے آسمان پر نازل کیا جاتا رہا ہو۔ جس کے نازل کئے جانے کی آدمیون کو ضرورت ہونیوالی تھی۔ اور پھر اُسکو روک دیا جاتا تھا" پھر ابن کثیر کا قول ہے۔ کہ قال ابن کثیر و هذا الذی جعله احتمالا نقله القرطبی عن المقاتل بن حبان وحکی الاجماع علی انه نزل جملة واحدة من اللوح الخ

(ترجمہ) یہ قول جسے رازی نے احتمال قرار دیا ہے اُسکو قرطبی نے مقاتل بن حبان سے نقل کیا ہے اور بیان کیا ہے کہ اتفاق رہا ہے قرآن کے لوح محفوظ سے ایک دفعہ ہی آسمان دنیا پر بیت العزہ مین اُتارے جانیکی نسبت پایا گیا ہے اور اسی طرح حلیمی وماوردی بھی اسی بات کا قائل ہین اور ابن شہاب کا قول کہ "قرآن کا سب سے آخری حصہ جسکا زمانہ عرش معلی کے ساتھ نزدیک ہے وہ آیۃ دین ہے" بھی مقاتل کے قول سے موافقت رکھتا ہے

خلاصہ مطلب یہ کہ بعض اسلامی علما کا اعتقاد ہے۔ کہ قرآن لوح محفوظ سے ایک ہی مرتبہ مین سارا کا سارا آسمان دنیا پر نہین اُتارا گیا۔ بلکہ ۲۰۔۲۵ سال تک شب قدر مین تھوڑا تھوڑا کرکے آسمان دنیا پر اُتارا جاتا رہا۔ اور وہان سے سال بھر تک آہستہ آہستہ زمین پر اُتارتا۔

تیسرا اعتقاد تیسرا اعتقاد یہ ہے کہ۔ نہین قرآن لوح محفوظ سے اسی طرح زمین پر آیا کہ پہلے ایک سال شب القدر کو لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر اُترنا شروع ہوا۔ اور پھر بالتدریج متفرق وقتون مین حسب ضرورت اُترتا رہا۔ علامہ شعبی اس ہی خیال کا قائل ہے۔

چوتھا اعتقاد مگر ابن حجر شرح بخاری مین لکھتے ہین۔ قال وحکی الماوردی قولا رابعا انه نزل من اللوح المحفوظ جملة واحدة الخ

ماوردی نے ایک چوتھا قول بھی بیان کیا ہے جو یہ ہے کہ قرآن کا نزول لوح محفوظ سے

ایک ہی مرتبہ ہوا۔ مگر محافظ فرشتون نے اسے بتفریق بیس راتون مین جبرئیل کے حوالہ کیا اور جبرئیل نے اسے بیس سالون مین تھوڑا تھوڑا کر کے حضرت محمدؐ پر نازل کیا۔ ساتھ ہی ماوردی کا یہ بھی بیان ہے کہ یہ قول ابن حاتم نے ضحاک کے طریقہ پر ابن عباس سے روایت کیا اور کہا ہے کہ ابن عباس نے کہا کہ "قرآن سب کا سب ایک ہی مرتبہ خدا کے پاس لوح محفوظ سے کرام الکاتبین لکھنے والون کے پاس آسمان دنیا پر اُتر آیا پھر ان لکھنے والون نے اسے بیس راتون مین بتفریق جبرئیل کے حوالہ کیا اور پھر جبرئیل نے اسے بیس سالون مین حضرت محمدؐ پر نازل کیا۔

آسمان سے زمین تک

یہ تو ہوا قصہ قرآن کے عرش معلی یعنی سب سے اوپر والے آسمان سے آسمان دنیا یعنی اس سب سے نیچے آسمان تک آنیکا جو ہمارے سر پر نظر آتا ہے اب رہا یہ امر کہ پھر قرآن اس آسمان سے زمین تک کس طرح آیا۔ سو اسکی نسبت ابن شیبہ نے کتاب المصاحف مین عکرمہ سے قولہ تعالیٰ "بمواقع النجوم" کی تفسیر مین یہ روایت کی ہے کہ انہون نے کہا قال النکزاوی فی کتاب الوقف۔ کان القرآن ینزل مفرقا الایة والایتین والثلاث والاربعة واکثر من ذلک واما ما اخرجہ البیہقی فی الشعب من طریق ابی خلدة الخ

(ترجمہ) خداوند کریم نے قرآن کو تھوڑا تھوڑا کر کے پے در پے تین۔ چار۔ پانچ آیتون کی مقدار مین نازل فرمایا ہے" اس طرح نکزاوی نے کتاب الوقف مین بیان کیا ہے کہ

عن عمر رض قال تعلموا القرآن خمس آیات فان جبریل کان ینزل بالقرآن علی النبی خمسا خمسا ومن طریق ضعیف عن علی قال انزل القرآن خمسا خمسا الا سورة الخ

(ترجمہ) قرآن متفرق طور پر ایک دو۔ تین چار۔ اور اس سے زیادہ آیتون کی تعداد مین بھی نازل ہوتا رہا ہے"۔ اور ابن عساکر نے ابی نضرہ سے یہ روایت کی ہے کہ

الانعام ومن حفظ خمسا خمسا آیة واخرجہ ابن عساکر من طریق ابی نضرة قال کان ابوسعید الخدری رض یعلمنا القرآن خمس آیات بالغداة وخمس آیات

بالعشی الخ

(ترجمہ) ابو سعید خدری رضؓ قرآن کی تعلیم دیتے۔ تو پانچ آیتین صبح اور پانچ شام کو پڑہاتے۔ اور کہا کرتے۔ کہ جبرئیل نے قرآن کو پانچ پانچ آیتین کرکے اُتارا ہے" اور بیہقی نے کتاب ثبوت الایمان مین بطریق ابی فلاہ ابن عمر سے روایت کی ہے۔ کہ دیجی ان جبرئیل نزل بالقرآن خمس آیات فی الجواب ان معناہ ان صح القاء الی النبیؐ ھذا القدر حتی یحفظ ثم یلقی الیہ الباقیۃ لا انزالہ بھذا القدر الخ

(ترجمہ) قرآن کو پانچ پانچ آیتین کرکے لکھو۔ کیونکہ جبرئیل اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر پانچ پانچ آیتون کی مقدار مین نازل کیا کرتے تھے"

گویا اسلام کے تمام رکن اس بات پر متفق ہین کہ جب عرش معلی سے قرآن اس دنیوی آسمان پر یکدم آگیا۔ تو وہان سے زمین تک مختلف وقتون مین دو چار چار یا پانچ پانچ آیتین کرکے زمین پر حضرت محمدؐ تک پہونچتا رہا۔

(شکلون کا تبادلہ) رہی یہ بات کہ یہ تھوڑی تھوڑی آیتین آسمان سے حضرت محمدؐ تک کس طرح پہونچتی تھین۔؟ اسکے متعلق۔ اصفہانی اپنی تفسیر کے آغاز مین لکھتا ہے کہ اہل سنت والجماعت کا اس بات پر تو اتفاق ہے کہ کلام اللہ نازل شدہ ہے مگر انھون نے نازل کئے جانے کے معنون مین اختلاف کیا ہے بعض ان مین سے اس بات کے قائل ہین کہ اُسکا نزول قرات کے ساتھ ہوا۔ بعض یہ کہتے ہین کہ خدا نے اپنا کلام جبرئیل کے دل مین ڈالا۔ اور اُس نے اپنی قرأت جبرئیل کو سکھلائی۔ پھر جبرئیل نے کلام کو زمین پر ادا کیا۔ اور حضرت محمدؐ قرآن کی طرح سے نازل ہوا یعنی یا تو حضرت محمدؐ نے انسانی صورت سے فرشتہ کی صورت اختیار کرکے کلام اللہ کو جبرئیل سے اخذ کیا۔ یا فرشتہ انسان کی شکل مین منتقل ہوکر آیا۔ اور حضرت کو قرآن پڑھایا۔

دوسرا بیان

مگر طیبی کہتا ہے کہ شاید حضرت پر قرآن نازل ہونے کی یہ صورت تھی کہ پہلے فرشتہ قرآن کو اللہ تعالی سے پڑھتا۔ یا لوح محفوظ مین سے یاد کرتا۔ اور پھر رسول اللہ صلعم پر اُسے نازل فرماتا اور آپکو اُسکی تعلیم دیتا۔

پہاڑ کے برابر حروف

اسی ضمن مین علامہ سیوطی اتقان مین رقمطراز ہین ۔

وقال غیرہ فی المنزل علی النبی ثلاثۃ اقوال احدھا انہ اللفظ والمعنی وان جبریل علیہ السلام حفظ القرآن ۔

(ترجمہ) اور کسی دوسرے عالم نے کہا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نازل شدہ کتاب کے بارہ مین تین قول آئے ہین ۔

(۱) اول قرآن کے الفاظ و معنی دونون خدا کا کلام ہین ۔ اور جبرئیل نے قرآن کو لوح محفوظ سے یاد کرنے کے بعد نازل کیا ۔ کسی عالم کا بیان ہے کہ لوح محفوظ مین قرآن کے حروف اس قدر بڑے بڑے ہین کہ ہر ایک حروف کوہ قاف کے برابر ہین ۔ اور پھر ہر لفظ کے نیچے اتنے معنی ہین کہ جنکا احاطہ خدا کے سوا اور کوئی نہین کرسکتا ۔

(۲) جبرئیل خاص طور سے محض معنون کو حضرت پر نازل کرتے تھے ۔ اور آن حضرت ان معنی کو معلوم کرنے کے بعد انھین عربی زبان کی عبارت مین لے آتے تھے ۔

(۳) جبرئیل نے رسول پر صرف معنون کا اظہار کیا ۔ اور آپنے عربی زبان مین اسکی تعبیر فرمائی ۔ اس ہی کے ساتھ چوتھا بیان یہ ہے ۔ کہ اہل آسمان بھی قرآن کو عربی ہی مین پڑھتے پڑھاتے تھے اور اسی طرح جبرئیل اسے زمین پر لے آیا ۔ (باقی آیندہ)

تقدیس القرآن ۔ جواب آسان تو یہ ہے کہ یہ روایتین اہلسنت کی ہین جسکے ذمہ وار علمائے اہلسنت ہین خصوصاً اڈیٹر اہلحدیث و اڈیٹر النجم ۔ مگر بدقسمتی سے اڈیٹر النجم تو کبھی آریون کے مقابلہ مین آتا ہی نہین جسپر چند مرتبہ توجہ دلائی گئی ۔ اور اڈیٹر اہلحدیث نے جو اسی مسافر کی بدولت مسلمان نکلا تو اوسکی یہ حالت کہ جہان ابتدائی نمبرون کے جواب کو ہضم کیا وہان یہ نمبر بھی نوش جان ہوا ۔

ان سب اقوال کا ماخذ اتقان سیوطی ہے جسکا اردو ترجمہ ہوچکا ہے اوسی سے مسافر نے یہ سب اقوال لئے ہین ۔ مگر افسوس نہ معلوم ہوا کہ اسپر اعتراض کیا ہے ۔ کیونکہ نزول قرآن بطریق مسلم الثبوت ہے ۔ حضرت جبرئیل امین کا لانا مسلم ہے ۔ تفصیل اسکی خبر احاد سے ہے ۔ یہ بیان سب اون لوگون کا ہے جو غیر معصوم ہین ۔ اگر کوئی اعتراض بھی بفرض محال ہوتا ہو تو

کوئی مسلمان اوسکا ذمہ وار نہین ہوسکتا۔

لوح محفوظ کی تحقیقات پہلے مذکور ہوچکی کہ یہ نہ کوئی تختہ ہے۔ نہ کوئی بورڈ۔ بلکہ وہ علم خدا ہے جسپر فرشتون کو مطلع کرنا منظور الٰہی ہوتا ہے۔ صرف تعبیر کیلئے اس لفظ کا استعمال کیا گیا ہے۔

دیکھئے اوسی تفسیر اتقان سیوطی مین ہے۔ والمراد بانزال الکتب علی الرسل ان یتلقفھا الملک من اللہ تلقفا روحانیا م۳۴

کہ مراد نزول کتاب سے یہ ہے کہ فرشتے اوسکو روحانی طور پر خداوند عالم سے حاصل کرین تو پھر یہ کہنا و بہت سے معتبر علما کے نزدیک قرآن لوح محفوظ نامی خدا کی تختی پر لکھا ہوا شروع دنیا ہی سے ساتوین آسمان پر موجود تھا" کسقدر دلیل ناواقفیت ہے کیونکہ نہ کوئی تختی ہے نہ کوئی سائین بورڈ۔ بلکہ وہ علم خدا ہے جو فرشتون کے دلو مین ڈالا جاتا ہے۔

توجب ایک لفظ انزال یا نزول بھی اپنے معنی حقیقی مین نہین مستعمل ہے۔ تو لوح محفوظ کے معنی مجازی ہونے مین کیا عذر ہوسکتا ہے۔

کیا خوب لکھا ہے اڈیٹر صاحب اخبار بھارت نے جو مسافر کی طرح آریہ اخبار ہے اور شہر جالندھر سے نکلتا ہے۔ اسی مباحثہ مسافر اور مسلمان کی نسبت لکھتا ہے "ہم عربی زبان کو سمجھنے سے قاصر ہین اسلیئے اس مباحثہ کے متعلق کچھہ زیادہ رائے زنی کرنا ہم اپنے منصب کے باہر سمجھتے ہین" مورخہ ۴ اگست

لہذا ہم اڈیٹر مسافر کو دوستانہ رائے دیتے ہین کہ اس رویہ کو وہ ترک کرین۔ اہلسنت کے عاجز کرنیکے لئے اونکو صدہا راہین کھلی ہوئی ہین۔ قرآن کے بارہ مین کسی طرح وہ سر بر نہین ہوسکتے۔ کیونکہ ابھی دنیا مین وہ لوگ موجود ہین جنکے گھر قرآن نازل ہوا اور وہ اسکے مطلب و مقصد کو بخوبی سمجھتے ہین ع آنچہ من دانم کہ روز جنگ بینی پشت من۔

(۲) قرآن کا نزول شب قدر مین ہی اور مسلم ہے خود خداوند عالم فرماتا ہے شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن پھر فرماتا ہے انا انزلناہ فی لیلۃ القدر جسکے بعد دو سرے زمین پر کوئی مسلمان ایسا نہین ہے جسکو اسمین شبہہ ہو کہ قرآن شب قدر مین بماہ رمضان نازل ہوا۔

اسقدر یقینی ہے اگر آپکو اعتراض کا حق ہے تو اسپر باقی رہین روایتین تو وہ سب اقوال غیر معصومین ہین جسپر اعتراض صرف بمقابلہ اہلسنت چل سکتا ہے نہ بمقابلہ تمامی اہل اسلام اگر آپ دیدہ انصاف سے دیکھتے تو آپکو معلوم ہوتا قرآن مجید خدا کیسی کتاب ہے جو ساری شہادتین اپنے اندر رکھتی ہین کہ الہامی کتاب ہے۔ خدا کی بھیجی ہوئی ہے۔ محمدؐ پر نازل ہوئی ہے۔ اسکے مقابلہ کی کسی کو طاقت نہین یہ شب قدر مین ماہ رمضان مین نازل ہوئی۔ تمام عالم کے لئے موجب ہدایت ہے۔

بخلاف وید جو ان سب صفات سے عاری ہے نہ الہام کا دعوی ہے نہ نام اپنا بتاتا ہے نہ یہ کہ کسپر نازل ہوا نہ یہ کہ کب نازل ہوا پھر کسقدر خلاف انصاف ہے کہ اوسکی تو تعریف کی جائے اور قرآن کی مذمت حالانکہ بقول سوامی دیانندجی صاحب نہ وید پہلے زمانہ مین کبھی سمجھا گیا نہ اب وہ قابل فہم ہے۔ جیساکہ سابقاً مذکور ہوا ملاحظہ ہو الشمس جلد ۲۔

(۳) یہ دعوی نہ قرآن مین ہے نہ حدیث رسول اللہؐ مین بلکہ علما اور راویون نے اپنے فہم کے مطابق بیان کیا ہے لہذا یہ نہ اعتقادی امر ہے نہ اعتقاد کو اس سے تعلق ہے۔ غرض آپکی بحث تو یہ ہونی چاہیے کہ یہ قرآن منزل من اللہ نہین ہے جسکو کسی طرح آپ نہ ثابت کرسکے نہ کرسکتے ہین کیونکہ قرآن ایکدفعہ ساتوین آسمان سے آئے یا متفرق طور پر آئے ہر حال مین وہ الہامی ہی کتاب ہے کسی انسان کی بنائی ہوئی کتاب نہین ہے۔ وہ کوئی مجہول کتاب نہین ہے کہ نہ اوسکا مصنف معلوم ہو نہ یہ کہ کسپر نازل ہوئی اور کب نازل ہوئی جیساکہ شان وید ہے۔

اختلاف بیان سے فریق مخالف مزید فائدہ اوٹھاتا ہے مگر جب اوسمین کوئی بیان ایسا بھی ہو جو مخالف کے دعوی کے مطابق ہو۔ مگر افسوس کہ جتنے اختلافات آپنے لکھے اون مین کوئی بیان بھی ایسا نہین ہے جو آپکی غرض کے موافق ہو نزول قرآن من اللہ مین سبکا اتفاق ہے جبرئیل امین کے لانے مین سب متفق رسول اللہؐ پر نازل ہونے مین سبکا اتفاق۔ پھر نہ معلوم آپنے کونسا فائدہ اوٹھایا۔

مسافر ۱ جلد ۷ شکروار ۳۱ مارچ سنہ ۱۹۱۱ء

قرآن مجید پر تنقید

نزول قرآن کی عجیب و غریب داستان فرشتوں کی ریجمنٹ خدا خود قرآن پڑھتا ہی

(از عابد اکبرآبادی) ۲۱

خدائی الہام نبیون تک کس طرح پہونچتا ہے

جوینی کا قول ہے قال الجوینی کلام اللہ المنزل قسمان قسم قال اللہ تعالی لجبرئیل قل للنبی الذی انت ارسل الیہ ملیک الیہ یقول افعل کذا وکذا وامر بکذا وکذا ففھم الخ۔

ترجمہ۔ کلام اللہ منزل کی دو قسمین ہین ایک قسم تو یہ ہے۔ کہ خداوند کریم نے جبرئیل سے فرمایا کہ تم جس نبی کے پاس بھیجے جاتے ہو۔ اس سے کہنا کہ "خدا کہتا ہے کہ تم ایسا ایسا کرو۔ اور خدا نے فلان فلان بات کا حکم دیا ہے" پھر جبرئیل نے اپنے پروردگار کا کہنا سمجھ لیا اور اس کے بعد انہون نے نبی صلعم کو اس بات سے مطلع فرمایا۔ اور جو کچھ خدا نے فرمایا تھا ان سے کہدیا۔ لیکن جبرئیل کی عبارت بجنسہ وہی خدا کی عبارت نہ ہوتی تھی۔ اسکی مثال یہ ہے۔ کہ جیسے کوئی بادشاہ اپنے کسی معتمد کو حکم دے کہ "تو فلان سردار سے یون کہہ آ کہ بادشاہ تجھے ادائے خدمت مین کوشش کرنے اور اپنی فوج جنگ کیلئے تیار رکھنیکا حکم دیتا ہے۔ اور یہ قاصد سردار کے روبرو اس حکم کو یون ادا کرے۔ کہ "بادشاہ سلامت آپکو پیغام دیتے ہین۔ کہ اونکی خدمت مین غفلت و سستی نہ فرمائیے اپنی فوج کو منتشر ہونے دیجئے۔ اور اسکو غنیم کے مقابلہ کی ترغیب دلاتے رہیئے گا۔ تو ہرگز وہ قاصد جھوٹا نہ ٹھیرایا جائیگا۔ دوسری قسم یہ ہے کہ اللہ تعالی جبرئیل کو کوئی کتاب دیکر کہے کہ یہ فلان نبی کو پڑھا آؤ۔ اور جبرئیل بجنسہ اللہ تعالی کی وہ تحریر نبی کو پڑھا جائے۔

قرآن کس پر نازل ہوا

قطب الدین رازی کشاف کے حواشی مین تحریر کرتا ہے۔

کہ فقال القطب الرازی فی حواشی الکشاف الانزال لغۃ بمعنی الایواء و بمعنی تحریک الشئی من علو الی سفل وکلاھما لا یتحققان فی الکلام فھو مستعمل الخ

"انزال" (نازل کرنا) لغت مین ایوا (پناہ دینا) کے معنی رکھتا ہے۔ اور ایک شئی کو بلندی سے پستی کی طرف حرکت دینا بھی اس لفظ کے معنی ہین۔ لیکن چونکہ یہ دونون معنی قرآن کے حق مین صحیح ثابت نہین ہوتے اسلئے ماننا پڑتا ہے۔ کہ قرآن کے لئے لفظ انزال یا نازل کرنا مجازی معنون مین لیا گیا ہے نہ کہ اصلی معنون مین پس اگر ان حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے جو مسلمان نے قرآن کے نازل ہونے کے متعلق بیان کئے ہین۔

قرآن کے نزول پر غور کرین۔ تو یہ ماننا پڑیگا۔ کہ اول تو مسلمانون کے عقیدہ کے مطابق بھی قرآن خدا کی نازل شدہ کتاب نہین ہے۔ کیونکہ بقول علمائے اسلام اللہ میان نے تو قرآن اپنی تختی لوح محفوظ پر لکھا رکھا تھا۔ اب اگر اسے وہان سے جبرئیل یاد کر لایا۔ اور اس نے آکر بقول اہل اسلام حضرت محمدؐ کو جا پڑھایا تھا۔ تو اس سے یہ کہان سے ثابت ہو گیا۔ کہ اللہ نے قرآن حضرت محمدؐ پر نازل فرمایا۔ یہانتک کہ اگر کسی شخص کی پرائیوٹ نوٹ بک کاپی یا تختی سے بلا اجازت کسی دوسرے کا کوئی بات یاد یا نقل کر لیتا ہے اس بات کا نازل ہونا ہے۔ تو یہی قرآن کے لئے بھی کہا جا سکتا ہے کہ یہ جبرئیل پر نازل ہوا نہ کہ محمد صاحب پر۔

قرآن کی عربی حضرت کی اختراع ہے

علامہ سیوطی اتقان مین رقمطراز ہین کہ وقال غیرہ فی المنزل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثلاثۃ اقوال الخ

ترجمہ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل شدہ کتاب کے بارہ مین تین قول آئے ہین (اول) کلام اللہ لفظ اور معنی دونون ہین۔ اور جبرئیل نے قرآن کو لوح محفوظ سے یاد کرنے کے بعد نازل کیا کسی عالم کا بیان ہے کہ لوح محفوظ مین قرآن کے حروف اتنے بڑے بڑے ہین۔ کہ ہر حرف کوہ قاف کے برابر ہے۔ اور ان مین سے ہر لفظ کے نیچے اتنے معنے لکھے ہوئے ہین۔ کہ جسکا احاطہ خدا کے سوا کوئی نہین جان سکتا۔ (دوم) جبرئیل خاص طور سے محض مطلب یعنی معنی نازل کرتے

تھے۔ اور رسول اللہ ان معنون کو معلوم کرکے عربی زبان مین ٹے آتے تھے (سوم) جبرئیل نے رسول اللہ پر صرف معنون کا القا کیا۔ اور آپنے عربی زبان مین انکی تعبیر فرمائی۔

(۴) خدا خود پڑھتا ہی

علامہ بیہقی انا انزلناہ فی لیلۃ القدر کی تشریح کرتے ہوے فرماتے ہین کہ وقال البیہقی فی معنی قولہ تعالی انا انزلناہ فی لیلۃ القدر یرید واللہ علم انا سمعنا الملک وافھمناہ انا انزلناہ بما سمع فیکون الملک منتقلا الخ۔

ترجمہ۔ خدا اس مقام پر یہ مراد لیتا ہے۔ کہ ہمنے قرآن فرشتے کو سنایا۔ اور اُسکو بخوبی سمجھا دیا تو پھر فرشتے نے جو کچھ سنا تھا سب کو لیکر اُسے نازل کیا۔

(۵) عجیب کیفیت

مندرجہ بالا بیان کو پڑھکر شاید ناظرین حیران ہون کہ خود خدا کس طرح قرآن پڑھتا ہوگا۔ اور جب خدا خود اپنی زبان مبارک سے قرآن پڑھتا ہوگا۔ تو کیا کیفیت ہوتی ہوگی۔ سو اسوقت کی عجیب کیفیت بھی سن لیجے طبرانی نے نواس بن سمعان کی حدیث سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ کہ

مااخرجہ الطبرانی من حدیث نواس بن سمعان مرفوعاً اذا تکلم اللہ بالوحی یسمع جفا شدیدۃ من خوف اللہ تعالی الخ

ترجمہ۔ جسوقت خداوند پاک وحی کیساتھ تکلم کرتا ہے اسپر آسمان پر خوف الٰہی سے سخت لرزہ طاری ہوجاتا ہے۔ اور جب اہل آسمان اسے سنتے ہین تو چیخ مار کر سجدہ مین گر پڑتے ہین پھر جان مین سب سے پہلے سر اٹھاتا ہے وہ جبرئیل ہوتا ہے اسوقت خداوند اسے اپنی وحی سناتا ہے۔ اور جبرئیل اسے لیکر فرشتون کے پاس لیجاتا ہے۔ چنانچہ جسوقت اسکا گذر کسی آسمان سے ہوتا ہے۔ وہان کے فرشتے جبرئیل سے دریافت کرتے ہین کہ ہمارے پروردگار نے کیا فرمایا ہے۔؟ جبرئیل جواب دیتا ہے "الحق" یعنی حق فرمایا ہے۔ اور بعد ازان جبرئیل اس وحی کو پہونچا دیتا ہے جہان لے جانیکے لئے اسے حکم ملا ہے۔

خدا کی آواز

اس ہی ضمن مین ابن مردویہ نے ابن مسعود کی حدیث سے ہمکو مرفوع قرار دیکر یہ روایت کی ہے کہ واخرج ابن مردویہ

من حدیث ابن مسعود رفعہ اذا تکلم بالوحی یسمع اھل السموات صلصلۃ کصلصۃ السلسلۃ الخ

ترجمہ۔ جسوقت اللہ پاک وحی کیساتھ کلام فرماتا ہے۔ تو اس وقت اہل آسمان اس طرح کی کھڑکھڑاہٹ سنتے ہین۔ جس طرح کسی آہنی زنجیر کے پتھر پر سے گرتے وقت اور رگڑے سی آواز پیدا ہوتی ہے۔ پس اہل آسمان ڈر جاتے ہین اور خیال کرتے ہین کہ یہ امر قیامت کی نشانیون مین سے ہے۔

یہ ہے ناظرین۔ اللہ میان کی شیرین آواز کی کیفیت۔

فرشتون کی رجمنٹ

یہ تو ہوئی آسمان کی کیفیت۔ اب زمین کا ذکر سنئیے۔ کہ بقول ابن حلیب اور ابن النقیب قرآن کی بعض سورتین و آیتین خدا کے دربار مین ایسی بیش قیمت متصور ہوئین۔ کہ جنہین آسمان سے زمین پر بھیجتے وقت اللہ میان کو انکے ہمراہ فرشتون کی کئی رجمنٹین بھیجنے کی ضرورت لاحق ہوئی چنانچہ جب اللہ میان نے سورہ انعام زمین پر بھیجی تو اسکے ہمراہ پورے ....۷۰ ہزار فرشتون کی فوج روانہ ہوئی مبادا اس خدائی خزانہ کو کوئی بدور راستہ ہی مین نہ لوٹ لے" اسی طرح فاتحۃ الکتاب کے ساتھ ....۸۰ اسی ہزار فرشتون کا رسالہ بھیجا۔ سورہ یونس کے ساتھ ....۳۰ تیس ہزار فرشتون کا گارد بھیجنا پڑا۔ اور۔ کہ واسال من ارسلنا من قبلک من رسلنا" زمین پر نازل ہوئی تھی۔ آیۃ الکرسی کے ہمراہ ....۳۰ ہزار فرشتے بھیجے گئے تھے۔

فرشتون کا جلوس

بیہقی کتاب "شعب الایمان" مین اور طبرانی نے انس سے روایت کی ہے۔ کہ البیہقی فی الشعب والطبرانی بسند ضعیف عن انس رض مرفوعا نزلت سورۃ الانعام و معہا موکب من الملئکۃ یسد ما الخ۔

ترجمہ۔ سورہ انعام کا نزول فرشتون نے ایک جلوس کے ساتھ ہوا۔ یہ جلوس اس قدر بڑا اور کثیر التعداد تھا کہ اُس نے مشرق سے لیکر مغرب تک تمام فضا کو پُر کر دیا تھا۔ اور فرشتون

کی تقدیس و تسبیح کے شور و غل سے زمین تھرا رہی تھی"۔ حاکم و بیہقی نے جابر کی حدیث سے روایت ہے کہ۔

ترجمہ۔ جس وقت سورہ انعام نازل ہوئی۔ اسوقت حضرت محمدؐ نے سبحان اللہ العظیم پڑھکر فرمایا۔ کہ اس صورت کیساتھ فرشتون کی اتنی تعداد مشایعت کے طور پر آئی ہے کہ تمام اُفق کو گھیر لیا ہے (اس وقت بڑا لطف آیا ہوگا)۔

لشکر جرار پھر احمد نے "مسند" مین معقل بن یسار سے روایت کی ہے۔ کہ اخرج احمد فی مسندہ عن معقل بن یسار ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال البقرۃ سنام القرآن وذروتہ نزل مع کل آیۃ الخ

ترجمہ۔ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ سورہ بقر قرآن کا بڑا اور بلند ترین رکن۔ اور اسکا کنگرہ ہے۔ اسکی ہر ایک آیت کے ساتھ ۸۰ فرشتے نازل ہوے۔ اور آیہ "اللہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم" عرش کے نیچے سے نکال کر اس مین ملائی گئی"۔ اور سعید بن منصور نے اپنے "سنن" مین ضحاک بن مزاحم سے روایت کی ہے کہ اخرج سعید بن منصور فی سننہ عن الضحاک بن مزاحم قال خواتیم سورۃ بقرۃ جاء لھا جبرئیل الخ

ترجمہ۔ جبرئیل سورہ بقرہ کے خاتمہ کی آیتون کو لیکر اس طرح نازل ہوئے کہ اون کے فرشتون کی اتنی بیشمار تعداد موجود تھی۔ کہ جسکی تعداد خدا کے سوائے کسی کو معلوم نہین"۔

وجہ تسمیہ اب ناظرین کے دلون مین مندرجہ بالا بیان کو پڑھکر یہ سوال ضرور پیدا ہوگا کہ اللہ میان قرآن کی آیتون و سورتون کے ساتھ کیون اس طرح فرشتون کا لشکر جرار بھیجا کرتا تھا۔ کہ راستہ مین ڈاکے پڑتے تھے؟ اس معقول سوال کا جواب ابن جریر ضحاک سے روایت کرتے ہوئے یون دیتے ہین۔ کہ اخرج ابن جریر عن الضحاک قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا و معہ اربعۃ من بعث ملائکۃ ... سوتہ الخ

ترجمہ۔ جسوقت حضرت محمدؐ کے پاس وحی لیجانیوالا فرشتہ بھیجا جاتا تھا۔ تو خداوندکریم اوس کے ہمراہ اور بھی کئی فرشتے کردیا تھا تاکہ وہ وحی لانیوالے فرشتہ کے آگے پیچھے دائین بائین رہتے تھے محافظت کرتے رہین کہ کہین شیطان فرشتہ کی صورت اختیار کرکے اس کے بجائے خود حضرت

محمدؐ کے پاس نہ جا پہنچے"

تقدیس القرآن افسوس کہ مسلمانوں میں اس نمبر کا بھی کوئی جواب نہیں دیا گیا حالانکہ یہ بحث اون کی دلچسپی کی تھی کہ خاص اتقان سے سب کچھ لیا گیا ہے جسمین کوئی دوسرا شریک نہیں ہے۔ مگر معلوم ہوتا ہے خریداران مسلمان نے اسکا تقاضا نہیں کیا۔ سمجھا ہوگا کہ جب ۵۱ کا جواب دیا ہے تو اسکا بھی جواب دینگے مگر وہان تو من سکت سلم پر عمل ہے۔

بہر حال جوینی کا جو قول نقل کیا ہے اوسمین قرآن کی دو قسم نہین بتائی گئی ہے۔ بلکہ کلام خدا کی دو قسم ہے۔ اسی وجہ سے علامہ سیوطی بعد اس قول لکھتے ہین۔ قلت القران هو القسم الثانی و القسم الاول هو السنة کما ورد ان جبرئیل کان ینزل بالسنة کما ینزل بالقران ومن هنا جاز روایة السنة بالمعنی لان جبرئیل اداه بالمعنی ولم تجز القراءة بالمعنی لان جبرئیل اداه باللفظ ولم یبح له ایحاءه بالمعنی والسر فی ذلک ان المقصود منه التعبد بلفظه والاعجاز به فلا یقدر احد ان یاتی احد بلفظ یقوم مقامه وان تحت کل حرف منه معان لا یحاط بها کثرة فلا یقدر احد ان یاتی بدله بما یشتمل علیه والتخفیف علی الامة حیث جعل المنزل الیهم علی قسمین قسم یروونه بلفظه الموحی به وقسم یروونه بالمعنی ولو جعل کله مما یروی باللفظ لشق او بالمعنی لم یؤمن التبدیل والتحریف فتامل وقد رایت عن السلف ما یعضد کلام الجوینی ص۴۵

کہ قرآن وہی دوسری قسم ہے (کہ اے جبرئیل اس کتاب کو لیجا کر نبی پر پڑھو) اور پہلی قسم وہی سنت ہے جیسا کہ روایت مین ہے کہ جبرئیل سنت لایا کرتے تھے۔ جیسا کہ قرآن لاتے اسی وجہ سے جائز ہے۔ روایت کرنا سنت کا بالمعنی کیونکہ جبرئیل نے بھی بالمعنی ادا کیا تھا اور قرآن کی قراءت بالمعنی جائز نہین کیونکہ جبرئیل نے لفظ سے ادا کیا تھا اور وحی بالمعنی جائز نہین ہوئی کیونکہ قرآن کے بلفظہ وحی کرنے سے تعبد بلفظہ مطلوب ہے۔ اور نیز اعجاز دکھانا تو کوئی قادر نہین ہوسکتا کہ ایسا لفظ لائے جو اسکا بدل ہوسکے۔ پھر قرآن کے ہر ہر لفظ کے تحت مین وہ معانی ہین جنکا احاطہ

نہین ہوسکتا تو کوئی قادر نہین ہوسکتا کہ اوسکا بدل لائے۔ پھر اسمین تخفیف ہے امت پر کیونکہ اگرسب ایسا ہوتا کہ اوسکی بلفظہ روایت کی جائے تو دشوار ہوتا اور اگرسب ایسا ہوتا کہ سب بالمعنی ہون تو پھر تبدیل و تحریف سے محفوظ نہ رہتا۔

غرض جب کلام خدا کی دو قسم ہے ایک وہ جو بلفظہ نازل ہوا کہ وہ قرآن ہے دوسرا وہ جو بالمعنی ہے کہ وہ سنت ہے تو پھر کیا اعتراض ہوسکتا ہے کیونکہ اگر کوئی اسکا قائل ہوتا کہ بالمعنی نازل ہوا تب البتہ آپکا اعتراض ہوسکتا تھا حالانکہ خود آپ ناقل ہین کہ دوسری صورت وہ ہے جو خدا کتاب دیکر جبرئیل کو بھیجے تو جب خدائی کتاب ہے پھر کیا اعتراض ہوسکتا ہے۔

(۲) **قرآن کسپر نازل ہوا**۔ اس جملہ پر اعتراض کرنا تو بالکل داد عقلمندی دینا ہے کیونکہ بحث تو متعلق بہ لفظ نزول و انزال ہے جسکے معنی نازل کرنے اوتارنے کے ہین بحث یہ ہے کہ اوترنا چڑہنا اوتارنا چڑھانا محسوسات وجسمیات کے خواص سے ہے۔ اور کلام تو اعراض سے ہے اوسمین نہ تجسیم ہے نہ وہ محسوسات سے ہے۔ پھر اوسکو اوتارنا چڑھانا کیونکر کہہ سکتے ہین۔ اس تحقیقات مین بتایا گیا کہ یہ لفظ مجازاً کہا گیا نہ حقیقۃً۔

اسمین نہ اسکی بحث ہے کہ قرآن کس پر نازل ہوا نہ اسمین کوئی اختلاف ہے۔ بلکہ صرف لفظ انزال ونزول کی بحث ہے جس سے کسی طرح آپکو فائدہ نہین ملتا۔ یون سمجھیئے کہ کہا جاتا ہے رنگ چڑھا بخار اوترا۔ یہ دونو اعراض سے ہین اور چڑہنا اوترنا جسمیات سے متعلق ہے پھر اسکا استعمال رنگ پر یا بخار پر کیونکر ہوگا۔ تو اسکا جواب یہ ہے کہ یہ الفاظ مجازاً کہے جاتے ہین نہ حقیقۃً۔ اوسی طرح کلام عرض ہے جو نہ نازل ہوسکتا ہے نہ چڑہ سکتا ہے تو اوسکی نسبت اوترنا یا چڑہنا مجازاً کہا جائیگا۔

رہا آپکا یہ کہنا وو تو ماننا پڑیگا کہ اول تو مسلمانون کے عقیدہ کے مطابق بھی قرآن کوئی نازل شدہ کتاب نہین ہے" تو دلیل کمال عقلمندی ہے کیونکہ کتاب مین اور کلام مین فرق ہے کتاب لکھی ہوئی چیز کو کہتے ہین جو اوتاری یا چڑھائی جاسکتی ہے۔ بخلاف کلام کہ وہ حروف و اصوات ہین اونکی نسبت یہی کہا جاسکتا ہے کہ کہا یا نہین کہا نہ یہ کہ نازل کیا یا چڑھایا۔ تو اس تحقیقات سے یہ کیونکر ثابت ہوسکتا ہے کہ قرآن نازل شدہ کتاب نہین ہے۔

ہان یہ ضرور ہے کہ اگر کسی کے پرایوٹ نوٹ بک سے یا تختی سے کوئی نقل کر لائے تو اوسکو یہ تو نہین کہینگے کہ اوس نے یہ حکم دیا یہ بھیجا مگر یہ ضرور کہینگے کہ اوس شخص کا کلام ہے خواہ کسی طرح ہمکو ملے تو آپکی تحقیق پر بھی قرآن **کلام** خدا ٹھہرا۔ رہا یہ کہ بلا اجازت اوسکے آیا یا اوسکے حکم سے اسکا فیصلہ قرآن مین موجود ہے۔ قل من کان عدوا لجبریل فانہ نزلہ علی قلبک باذن اللہ مصدقاً لما بین یدیہ وھدی وبشری للمومنین۔

(۳) قرآن کی عربی حضرت کی اختراع۔ یہ جملہ بالکل اختراعات سخیفہ اہلسنت سے ہے جنکو نہ علم القرآن سے مس ہے نہ فطری حالت سے کہ کوئی مطلب بغیر لفظ ادا ہو نہین سکتا۔ ان عقلمندون کا استدلال آیہ کریمہ نزل بہ الروح الامین علی قلبک لتکون من المنذرین سے ہے جو سورہ شعرا مین ہے حالانکہ اسکے پہلے وانہ لتنزیل رب العلمین موجود ہے جو ان حماقتون کا اچھی طرح علاج کر رہا ہے کیونکہ خدا فرماتا ہے یہ خدا کا نازل کردہ ہے تو وہ بغیر الفاظ کیونکر ممکن ہے نزل بہ الروح الامین سے مقصود تو یہ ہے کہ کفار یہ نہ سمجھین حضرت پر بلاواسطہ اسکا القا ہوا لہذا فرمایا کہ یہ خدا کا نازل کردہ کلام۔ روح الامین تمہارے قلب پر لائے ہین جس سے اسکی تعظیم وتاکید مراد ہے۔ اور یہ احمق اس سے یہ سمجھتے ہین کہ معنی لائے ہین حالانکہ معنی کا وجود مجرد لفظ سے محال ہے۔

اگر انکو ایسا ہی شوق تھا تو آیہ فانہ نزلہ علی قلبک سے کیون نہ استدلال کیا جس سے سید احمد خان وغیرہ جبرئیل امین کے منکر ہین۔

(۴) خدا خود پڑہتا ہے۔ یہ بھی قول بیہقی ہے نہ حدیث رسول۔ اسکا تعلق بھی رد سے ہے کہ نزول جسمانیات سے متعلق ہے۔ اور کلام جسمانی چیز نہین ہے لہذا یہ معنی نکالا کہ خدا فرشتو نکو تعلیم کرکے بھیجتا ہے پھر اسمین کونسی خرابی ہے۔

(۵) عجیب کیفیت۔ یہ بھی عقلمندی کی دلیل ہے کیونکہ یہ قول سمعان بن نواس ہے جس وہ عظمت خداوند عالم دکھاتا ہے کہ اوسکی ہیبت سے فرشتے سر بسجود ہو جاتے ہین جسمین شک وہی شخص کرسکتا ہے جو وجود خدا کا منکر ہے یا اوسکو صرف روح و مادہ کا ترکیب دینے والا مانتا ہے

غرض جتنی روایتین ہین وہ اہلسنت کے راویون کی جسمین نہ قول خدا ہے نہ قول رسول نہ قول امام معصوم تو اوسکے ذمہ وار صرف اہلسنت ہین نہ اہل اسلام و اہل ایمان جب خدا متکلم ہے یعنی کلام کو کسی چیز مین پیدا کر دیتا ہے تو اوسکے لیئے آواز کا ہونا بھی ضروری ہے۔ فرشتون کے نزول مین کوئی کلام ہی نہین تعظیم و احترام کیلئے اوٹھا آنا لوئی جائے استبعاد نہین۔

جبکہ دنیا مین کوئی الہامی کتاب اپنی اصلی زبان مین نہین باقی رہی مگر قرآن مجید سے تو معلوم ہو سکتا ہے اگر حامل وحی کیساتھ اور بھی فرشتے آئے جیساکہ ان روایات اہلسنت مین اوسکا بیان ہے تو معلوم ہوا اسی لئے یہ اہتمام کیا گیا تاکہ اسکی عظمت و جلالت ظاہر ہو۔ ورنہ ممکن تھا کہ جس طرح توراة۔ انجیل زبور ضایع کر دی گئین۔ قرآن بھی ضایع ہو جاتا۔

مسافر ۲۲ مورخہ ۱۰ مارچ سنہ ۱۹۱۱

قرآن مجید پر تنقید

خدا بات چیت کرتا ہے محمد صاحب و خدا کا عجیب و غریب مکالمہ

قرآن آسمان سے کس طرح اُترا اس سلسلہ مضامین کے گذشتہ تین نمبرون مین ہم اسلام کے نہایت ہی مشہور و معتبر رکنون کی مستند تحریرات کی بنا پر بوضاحت یہ دکھلا چکے ہین کہ اہل اسلام کے عقیدہ کے مطابق قرآن آسمان پر کس حالت مین تھا۔ اور آسمان سے زمین تک کسطرح آیا۔ اور ہمین امید ہے کہ مسافر کے باقاعدہ مطالعہ کرنیوالون نے قرآن کی اس عجیب و غریب ابتدائی ہسٹری سے بہت کچھ واقفیت و کیفیت حاصل کی ہوگی۔ اب اس نمبر سے قرآن کے متعلق یہ بیان پہلے سے بھی زیادہ دلچسپ دینی معلومات سے پُر ہوگا۔ لہذا ہمین امید ہے کہ ناظرین مسافر اس سے بھی ویساہی فائدہ اٹھائینگے۔

پچھلے بیان پر جرح لیکن قبل ازین کہ ہم قرآن کے متعلق نئے حالات پیش ناظرین کرین یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ پچھلے بیان کے متعلق اسلام کے موجودہ علماء سے چند سوالات کرین پہلے ہم اسی بیان کے ابتدائی حصہ پر علماء اسلام سے دس سوال کرینگے جنکے جواب

دینے کا آجتک کسی کو حوصلہ نہین ہوا پس آج انہین سوالات کے سلسلہ مین چند اور سوالات کرتے ہین جو یہ ہین (۱۱) قرآن حادث ہے یا ازلی (۱۲) لوح محفوظ پر جو قرآن کا ایک ایک لفظ کوہ قاف کے برابر بیان کیا گیا ہے وہ الفاظ کس نے لکھے۔ اور کتنے بڑے قلم سے لکھے۔ اور کس قسم کی سیاہی سے لکھے۔ (۱۳) قرآن کی آیتون و سورتون کے ساتھ فرشتون کی گاردین کیون آتی تھین۔ (۱۴) خدا مجسم ہے یا غیر مجسم (۱۵) فرشتے کیا چیز ہین کیسے پیدا ہوئے کہان رہتے ہین۔ اور اب بھی مرتے و پیدا ہوتے ہین یا نہین (۱۶) فرشتے مذکر ہین یا مونث (۱۷) کیا خدا کی کوئی خاص زبان بھی ہے۔ اگر نہین تو لوح محفوظ کس زبان مین لکھی گئی (۱۸) اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ جو قرآن لوح محفوظ مین لکھا ہوا ہے جبرئیل بجنسہ اوسکی نقل ہی دنیا مین لاتا تھا۔ کیا کسی نے اصل سے نقل کا مقابلہ کرکے دیکھا ہے (۱۹) کیون قرآن ایک دفعہ ہی حضرت محمدؐ پر نازل نہین ہوا۔ اور تھوڑا تھوڑا کرکے آیا۔ (۲۰) فرشتون کی ہستی ثابت کرو۔

حضرت محمدؐ پر قرآن کس طرح نازل ہوا

اہل اسلام کا بیان ہے کہ حضرت محمدؐ پر قرآن بصورت وحی اترا کرتا تھا۔ لیکن پھر وحی بھی آنحضرت پر ایک طرح نہین بلکہ طرح طرح سے آیا کرتی تھی۔ وحی کی ایک صورت بقول علامہ سیوطی یہ ہے۔

یاتیہ الملک فی مثل صلصلۃ الجرس۔ (دیکھو تفسیر اتقان عربی صفحہ ۶۳)

یعنی فرشتہ اسکو گھنٹہ کی جھناہٹ کی آواز کی طرح لاتا تھا۔ اور احمد نے "مسند" مین عبداللہ بن عمر سے روایت کی ہے۔ کہ سالت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ھل تحس بالوحی فقال اسمع صلاصل ثم الخ

ترجمہ۔ مین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ آیا آپ وحی کے نازل ہونے کو محسوس فرماتے ہین؟ سرور عالم نے فرمایا۔ مین جھنکار کی آوازین سنتا ہون۔ اور اسی وقت خاموش ہو جاتا ہون پھر کسی مرتبہ مجھپر بلا اس کیفیت کے وحی نہین آتی۔ کہ مین گمان کرتا ہون۔ کہ اب میری جان قبض کیجاتی ہے"

"صحیح" مین آیا ہے۔ کہ یہ حالت رسول اللہ پر وحی کی حالتون مین نہایت سخت ہوا کرتی تھی۔ لیکن اس صورت مین آنحضرت پر صرف اسی وقت وحی کا نازل ہونا بیان کیا گیا ہے۔ جبکہ اللہ میان کسی عذاب

سے ڈرانے یا دھمکانے کی آیتین نازل فرماتے تھے۔

روح القدس کا ظہور

جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے ایک تو آنحضرت پر اس طرح وحی آیا کرتی ہے دوسری صورت وحی آنیکی بقول آنحضرت یہ تھی کہ روح القدس نفث فی روعی" یعنی روح القدس نے میرے دل مین پھونک ماری وحی کی یہ قسم حاکم نے مستدرک مین بیان کی ہے۔ صاف الفاظ مین اس کے معنی یہ ہوئے۔ کہ خدا خود آنحضرت کے کان مین وحی پھونک جاتا تھا۔ کیونکہ روح القدس بھی دراصل خدا ہی مانا جاتا ہے۔ صرف نام کا فرق ہے۔

فرشتہ انسان کی صورت مین

پھر آنحضرت پر وحی آنیکی تیسری صورت یہ ہے کہ فرشتہ آدمی کی صورت اختیار کر کے حضرت کے پاس آجاتا تھا۔ اور آپکو قرآن کی آیتین پڑھا جاتا تھا جیسا کہ "صحیح" مین یہ حدیث وارد ہوئی ہے۔

واحیانا یتمثل لی الملک رجلا فیکلمنی فاعی ما یقول زاد ابو عوانہ فی صحیحہ وھو اھون الخ

رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ بعض اوقات فرشتہ بشر کی صورت مین میرے روبرو آتا ہے۔ اور مجھ سے بات چیت کرجاتا ہے اور مین اسکی باتون کو یاد کرلیتا ہون۔ ابو عوانہ نے اوسپر اتنا حاشیہ اور چڑھایا ہے کہ وحی کی یہ صورت حضرت کے لئے سب سے آسان تھی۔

وحی کی چوتھی صورت

یہ بھی کہ سوتے وقت فرشتہ آنحضرت کے پاس آجاتا تھا اور اکثر علماء اسلام نے سورۃ الکوثر کو اس ہی قسم کی وحی مین شمار کیا ہے۔

خدا بات چیت کرتا ہے

وحی کی مندرجہ بالا چار صورتین تو جیسی عجیب تھین۔ سو تھین ہی لیکن پانچوین قسم بڑی ہی عجیب وغریب ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ بقول علامہ سیوطی ان یکلمہ اللہ تعالی الیقظۃ کما فی لیلۃ الاسری فی النوم کان فی حدیث معاذ الخ

خود پروردگار عالم اپنے رسول سے حالت بیداری مین کلام کیا کرتا تھا۔ جیسا کہ شب معراج مین واقع ہوا۔ یا حالت خواب مین جیسا کہ معاذ بن جبل کی حدیث مین آیا ہے۔

اتانی ربی فقال فیم یختصم الملاء الاعلی الحدیث ولیس فی القرآن من ھذا

النوع شئ فیما اعلم الخ

رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ کہ میرے پاس میرا پروردگار آیا۔ اور اس نے کہا کہ مخلوق علوی یعنی فرشتے کس بات پر جھگڑتے ہین ؟ (اللہ میان نے سوال بھی تو بڑا اچھا کیا۔!) پھر اس ہی ضمن مین۔ ابن ابی حاتم نے عدی بن ثابت کی حدیث سے روایت کی ہے کہ

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سالت ربی مسئلۃ وددت انی لم ان سالتہ قلت ای رب الخ

ترجمہ۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ کہ مین نے اپنے رب سے ایک بات پوچھی۔ اور دل مین چاہا کہ کاش یہ نہ پوچھتا تو اچھا تھا۔ مین نے خداوند کریم سے عرض کی کہ بارالہا تو نے ابراہیم کو اپنا خلیل بنایا اور موسیٰ سے خود بات چیت کی۔ اللہ میان نے جواب دیا۔ کہ اے محمدؐ کیا مینے تجھکو یتیم پاکر پناہ نہین دی۔ اور گمراہ دیکھکر ہدایت نہین کی۔ اور مفلس پاکر مالدار نہین بنایا۔ مین نے تیرا سینہ کھولدیا اور تیرے بوجھون کو تجھپر سے اُتار دیا۔ اور تیرا ذکر بلند کیا اس طرح کہ مین ذکر نہ کیا جاؤنگا۔ مگر یہ کہ تو بھی میرے ساتھ ہی یاد کیا جائیگا۔

الہام کا پہلا دن

کتاب مشارق الانوار مین لکھا ہے کہ حضرت محمدؐ جب چالیس برس کے ہوئے اور پیغمبری کا زمانہ نزدیک آیا۔ واضح رہے کہ محمد صاحب کو خدا نے ۴۰ برس کی عمر بعد پیغمبر بنایا۔ اور اس ہی وقت سے آپ پر قرآن نازل ہونا شروع ہوا تو آنحضرت نے گوشہ نشینی اختیار کی۔ اور مکہ مین حرا نامی جو پہاڑ ہے آپ اسکے ایک غار مین رہتے اور غیب کی کچھ آوازین سنتے۔ درخت اور پتھر آنحضرت کو سلام کرتے اور جو خواب آپ دیکھتے وہ ٹھیک نکلتے۔ ۶ مہینہ اس ہی حالت مین گذر گئے۔ تب سورہ اقرا کی آیتین حضرت جبرئیل ریشمی کپڑے پر لکھی ہوئین حضرت کے پاس لائے۔ پھر جو کیفیت گذری حضرت کی بیوی عایشہؓ سے جو روایت بخاری مین درج ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ بخاری مین عائشہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ مین تو پڑھا نہین۔ یہ حضرت نے اوس فرشتے سے فرمایا جو حضرت کے پاس حرا پہاڑ کے غار مین وحی لیکر آیا تھا۔ مگر اوس نے حضرت سے کہا۔ کہ پڑھ۔ حضرت نے پھر وہی کہا کہ مین تو پڑھا ہوا نہین ہون۔ اوس فرشتہ نے حضرت کو زور سے دبایا۔ اور پھر کہا کہ پڑھ۔ حضرت نے

پھر وہی جواب دیا۔ فرشتے نے پھر دبایا۔ اور کہا کہ پڑھ حضرت نے اس مرتبہ بھی وہی جواب دیا کہ مین تو پڑھا ہوا نہین ہون۔ پھر تیسری مرتبہ فرشتے نے حضرت کو پکڑ کر اس زور سے دبایا کہ آپکو طاقت نرہی پھر چھوڑکر کہا کہ پڑھ اپنے رب کا نام جسنے بنایا آدمی کو خون کی پھٹکی سے۔ پڑھ اور تیرا رب بڑا بزرگ ہے۔ جس نے قلم کے سبب سے علم دیا سکھایا آدمی کو جسکی اوسکو خبر نہ تھی"۔ اس واقعہ کے بعد حضرت گھر مین تشریف لائے دل حضرت کا کانپ رہا تھا۔ اور آپنے اپنی بیوی خدیجہ سے کہا کہ مجھکو کچھ کپڑا اڑھا دو۔ پھر حضرت کو تسکین ہوئی تو سارا حال خدیجہ سے کہا۔ خدیجہ نے آپکو بہت کچھ تسلی و تشفی دیکر ورقہ بن نوفل کے پاس لیگئی۔ جو انجیل کا بڑا عالم تھا اوس نے سب حال سنکر کہا کہ یہ فرشتہ ناموس ہے۔ جو موسیٰ پر بھی اوترا تھا۔ کاش کہ مین اس وقت تک زندہ رہتا جبتک کہ تجھکو تیری قوم نکالیگی۔ یہ ہے ناظرین اسوقت کا قصہ جبکہ اللہ میان نے حضرت محمدؐ کو ۴۰ برس کی عمر بعد اپنا پیغمبر مقرر فرما کر پہلے ہی پہلے آپکے پاس الہام بھیجا۔

نوٹ اس بیان پر بہت سے سوال ہو سکتے ہین۔ اور ایک دلچسپ روشنی ڈالی جا سکتی ہے لیکن چونکہ ہمارے ایسا کرنے سے محمد صاحب کی زندگی کے اس حصہ پر روشنی پڑتی ہے۔ اس لئے ہم اوسکی جرح اپنی ناظرین ہی کے لئے چھوڑتے ہین۔ کیونکہ ہمارے مسلمان بھائیون کے دماغ آجکل اون کی "پولیٹکل اہمیت" نے ایسے غیر متحمل بنا دیئے ہین کہ وہ اب اسلام کے متعلق کسی کا زبان ہلانا ہی گوارا نہین کرتے۔ اور خواہ اب ان کے مذہب کے متعلق کوئی کتنی ہی تہذیب۔ شائستگی محبت و پیار سے لکھے لیکن ہمارے بھائی صرف اوس ہی بات پر کہ ان کے مذہب پر نکتہ چینی کی جاتی ہو۔ نکتہ چینی کرنے والے کو قابل گردن زدنی سمجھ کر اس کے خلاف گورنمنٹ کو بھڑکانیکی کوشش کرتے ہین۔ ہان اتنا شکر ہے کہ خوش قسمتی سے آجکل ہم ایک ایسی عادل گورنمنٹ کے زیر سایہ ہین۔ کہ جہان شیر بکری ایک گھاٹ پانی پیتے ہین۔ ورنہ معلوم اسلام پر نکتہ چینی کرنیوالون کا کیا حشر ہوتا۔

تین سال کی چھٹی

اس واقعہ کے بعد ۳ سال چھٹی رہی۔ اور اللہ میان کے ہان سے کوئی وحی حضرت محمدؐ پر نازل نہین ہوئی۔ چنانچہ امام احمد نے اپنی تاریخ مین داود بن ابی ہند کے طریق پر شعبی سے روایت کی ہے کہ قال: نزل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم النبوۃ وھو ابن اربعین سنۃ الخ۔

ترجمہ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت نازل کی گئی تو اوس وقت انکی عمر ۴۰ سال کی تھی۔ پس آپکی نبوت سے **تین سال** تک فرشتہ اسرافیل کو آپکے ساتھ رہنے کا حکم دیا گیا۔ اور اسرافیل آپکو کلمہ وحی سکھایا کرتا تھا۔ اسکی زبانی رسول اللہ صلعم پر قرآن نہین نازل ہوا۔ پھر تین سال گذر گئے تو جبرئیل کو آپ کی نبوت کیساتھ رہنے کا حکم ملا۔ اور اوسکی زبانی بیس سال تک حضرت پر قرآن نازل ہوتا رہا۔ اس ہی کی تشریح مین ابن عساکر لکھتا ہے کہ ابن عسکر والحکمۃ فی توکیل اسرافیل بہ ان الموکل بالصور الذی فیہ ہلاک الخلق الخ

ترجمہ۔ پہلے اسرافیل کو رسول اللہ صلعم کی نگرانی پر مقرر کرنیکی حکمت یہ تھی۔ کہ اسرافیل اس صور یعنی نرسنگہ کے نگہبان ہین۔ جس مین تمام مخلوقات کی ہلاکت و قیامت قایم ہونیکی تاثیر رکھی گئی ہے۔ اور رسول اللہ کی نبوت بھی قریب قیامت کی خبر دیتی ہے اور سلسلہ وحی کے منقطع ہو جانیکی خبر ظاہر کرتی ہے جس طرح کہ **ذی القرنین** کا موکل ریافیل مقرر کیا گیا تھا **جو زمین کو لپیٹتا ہی** اور **خالد بن سنان** پر دوزخ کا داروغہ **مالک** کو نگران بنایا گیا تھا۔ یہ تو ہمین آج معلوم ہوا ہے کہ مسلمانون مین بھی ہرناکش کا ایک حریف موجود ہے جو زمین کو چٹائی کی طرح لپیٹ کر بغل مین دبا لیتا ہے۔ یہ معلوم نہین کہ ہرانون مین دوزخ کے داروغہ کا کوئی حریف ہی یا نہین۔

تقدیس القرآن - اسکا جواب بھی مولوی ثناء اللہ صاحب نے نہین دیا افسوس ـ

اس تحریر کی جان وہی چند سوالات ہین جنکا جواب حسب ذیل ہے۔

(۱۱) قرآن حادث ہے بجز خدا کوئی چیز قدیم نہین۔ اہلسنت قدیم مانتے ہین مگر یہ غلط ہے جیسا کہ سابقاً مذکور ہوا۔

(۱۲) لوح محفوظ پر ایک ایک حرف کا کوہ قاف کے برابر ہونا بیان رواۃ اہلسنت ہے نہ قرآن نہ حدیث لہذا وہی اسکے جواب دہ ہین مگر یہ بھی مجازات سے ہے نہ حقیقت سے اور لکھنے والا قلم قدرت ہے۔ بدنص ... ...

(۱۳) فرشتون کا نزول بغرض تعظیم تھا بفرض تسلیم روایت۔

(۱۴) بمطابق عقاید اہل ہنود کے مطابق مجسم ہے۔ اہل اسلام کے نزدیک وہ غیر مجسم ہے۔

(۱۵) فرشتے مخلوق خدا ہین روحانی ہین حکم خدا سے پیدا ہوتے ہین اور حکم خدا سے مر جائینگے۔

(۱۵) مشرکین قریش اونکو مونث جانتے تھے جنکی رد قرآن مین ہے۔

(۱۶) خدا کے زبان نہین ہے۔ بلکہ وہ زبان کا اور کلام کا خالق ہے جس زبان مین جس چیز مین چاہے کلام کو پیدا کرے اور جس زبان مین چاہے تکلم فرمائے۔

(۱۷) لوح محفوظ نام ہے علم خدا کا جسپر ملئکہ مطلع ہوتے ہین۔

(۱۸) خود قرآن کی شہادت کافی ہے کہ جس بات کا اور جس طرح خدا نے حکم دیا حضرت جبرئیل امین لائے جسکو اسمین شک ہو کہ نقل مطابق اصل ہے وہ مقابلہ کرکے دیکھ لے۔

(۱۹) اسکو خود قرآن نے نہایت وضاحت سے ثابت کردیا ہے کہ کس غرض سے خدا نے تھوڑا تھوڑا کرکے نازل کیا اوسکے علاوہ تجربہ بھی شاہد ہے کہ توراۃ انجیل۔ زبور ایکدفعہ دیا گیا تو ضایع کردیا گیا کہ اصلی کتاب کسی کے پاس نہین ہے بخلاف قرآن جو تھوڑا تھوڑا آیا وہ بجنسہ بلفظہ موجود ہے کیونکہ ہزارون آدمیون کو ہزارہا آیات یاد ہوگئی نہین۔

اگر آپ اون حالات کو یاد کرتے جو ہم پہلے اسکے سیتارتھ پرکاش سے مختصر طور پر لکھ آئے ہین تو بدیہی طور پر معلوم ہوتا کہ قرآن کا اس طرح پر نازل ہونا کیسا مفید ہوا کہ نہ صرف وہ قرآن مجید ہی محفوظ رہا بلکہ اوسکے معانی و مطالب بھی ایسے واضح رہے کہ ہر شخص اوسکا ظاہری مطلب سمجھ سکتا ہے۔ بخلاف وید کہ ہزارون برس گذر گئے نہ اوسکو کوئی پہلے سمجھا نہ اب سمجھ سکتا ہے۔

(۲۰) فرشتون کی ہستی سے آپ انکار کیجئے دلائل و برہان سے اونکے وجود کا محال ہونا ثابت کیجئے تو ہم ثبوت دین۔

یہ ہے مختصر جواب آپکے سوالات کا اگر آپکو اسکے جواب کا کبھی حوصلہ ہوا تو انشاءاللہ ہم بھی حاضر ہین۔

باقی رہی آپکی تفصیلی تقریر روایات اہلسنت پر پس چونکہ اونکا تعلق اہلسنت ہی سے ہے لہذا ہمکو جواب کی ضرورت نہین کیونکہ یہ سب اونکے ایجادات و اختراعات سے ہین۔ لیکن جو باتین قرآن و حدیث رسول اللہ صلعم سے ثابت ہین وہ تو مسلم ہین باقی مہمل۔

ہمارے آپکے اصولی گفتگو ہونی چاہیئے کہ آپ خدا کو قادر مختار مانتے ہین یا نہین اگر وہ قادر

مختار ہے جیساکہ عقیدہ اہل اسلام ہے تو پھر جو فرمان خدا و رسول ہے وہ مسلم ہے۔ اور اگر خدا قادر مختار نہین ہے تو جو آپ اعتراض کیجیے بجا ہے۔ مگر جبتک یہ بحث طے نہ ہو اوسوقت تک تو ہم اسی کے پابند رہینگے کیونکہ خود آپکے سوامی دیانند جی فرماتے ہین "وید بوجہ پرمیشور کے الہام ہونے کے منزہ من الخطا اور ثابت بالذات ہین یعنی وید کا ثبوت وید ہی ہوتا ہی صـ ۹۱ ستیارتھ

جس سے معلوم ہوا کہ جو بات الہامی ہو یا الہامی کتاب مین ہو وہ منزہ من الخطا ہے۔ تو قرآنی بیان اور حدیث رسول کا بیان بوجہ الہامی ہونیکے منزہ من الخطا ہے تو اوسپر ایمان لانا ضروری ہے۔

آریون کے خدا کے نسبت سوامی دیانند جی کا یہ فیصلہ ستیارتھ پرکاش مین موجود ہے۔ جیسا گولر کے پھل مین کیڑے پیدا ہوکر اوسی مین رہتے ہین اور اوسی مین مرجاتے ہین ویسی ہی پرمیشور کے پیٹ مین خلقت ہے یعنی خود ہی ہوتی اور خود ہی مرجاتی ہے پرمیشور اوس کا خالق نہین محض جانے قرار ہے صـ طبع دوم۔

پس جب خدا خلقت کا خالق نہین تو وہ پیغمبر کہان بھیج سکتا ہے وہ کسی سے کیونکر کلام کرسکتا ہے اوسکے فرشتے کہان ہوسکتے ہین کیونکہ جہان خدا کا اقرار کیا ہے تو وہان کی یہ عبارت ہے "پرمیشور اس عالم کی نمت کارن علت فاعلی ہے صـ ۲۲۳

جس سے خدا کا وجود ایک امر ذہنی ٹھہرا نہ خارجی پھر وہ کیونکر وحی کرسکتا ہے کیونکر کسی سے بات چیت کرسکتا ہے کسیکو بھیج سکتا ہے یہ سب تو خداوند عالم سے متعلق ہے جو قادر و مختار ہے۔

یہ بھی تو پنڈت جی فرماتے ہین "وہ پرمیشور سب کے اندر سمایا ہوا ہے صـ ۲۲۷

پھر وحی کرنے بھیجنے کی کیا ضرورت ہے وہ تو خود سب کے اندر سمایا ہوا ہے۔

وید کے الہامی ہونے کی بابت آریون کا عقیدہ ہے کہ وہ ابتدا سے سرشٹی مین [illegible] والو سادیتہ [illegible] گرہ چار رشیون کے دلمین پرکاش ہوا حالانکہ یجر وید [illegible] ہم مین ہے "کہ [illegible] سے [illegible]" تو پرمیشور (خدا) کا کلام بھی معلوم ہوا [illegible]

ہم یہان یہ سوال نہین کرتے کہ پرمیشور نے کس [illegible] سے پرمیشور کے [illegible] ایک

دوسرے پرمیشور یا کسی کا ہونا لازم آتا ہے نہ یہ سوال کرتے ہین کہ بغیر کان کے کیونکر سنا اور رشیون کے دل مین گیان کیونکر ہوا۔ مگر کلام کرنا تو اوسکا ثابت ہوا حالانکہ جو خدا علت العلل ہو کہ محض ذہنی وجود رکھتا ہو اوس سے یہ کل امور محال ہین۔

خلاصہ یہ کہ الزامی جواب تو بہت کچھ ہے مگر ہماری غرض تو تحقیقی جواب سے ہے لہذا اسیقدر کافی ہے کہ ان روایات کے جواب کے ذمہ وار اہلسنت ہین نہ اہل اسلام۔

جو کلام خدا کو مطابق تعلیم قرآن صرف اس طرح ملتے ہین وما کان لبشر ان یکلمہ اللّٰہ الا وحیا او من وراء حجاب او یرسل رسولا فیوحی باذنہ ما یشاء انہ علی حکیم۔ سورہ شوری

کہ خدا تین ہی طرح کلام کرتا ہے یا الہام کرتا ہے۔ یا کسی پردہ کے پیچھے سے۔ یا فرشتہ کو بھیجتا ہے تو جتنی صورتین اسکے اندر ہین وہ مسلم ہین اور جو اسکے سوا ہین وہ سب لغو ہے۔ سورہ کوثر کا نزول خواب مین محض غلط ہے بلکہ حضرت کو خواب سے جو رنج ہوچکا تھا اوسکے دفعیہ کے لئے یہ سورہ نازل ہوا۔ حدیث معاذ وغیرہ سب مخصوصات اہلسنت سے ہے جیسکے وہی ذمہ وار ہین۔ نزول وحی چالیس برس کے بعد اور بہت سے واقعات اسکے صحیح ہین۔ اور کچھ غلط بھی مگر چونکہ اڈیٹر مسافر نے کوئی اعتراض نہین کیا اسلیے جواب دینے کی بھی ضرورت نہین۔ کیونکہ خود لکھتے ہین "اس بیان پر بہت سے سوال ہوسکتے ہین اور ایک دلچسپ روشنی ڈالی جاسکتی ہے لیکن چونکہ ہمارے ایسا کرنے سے محمد صاحب کی زندگی کے اوس حصہ پر روشنی پڑتی ہے اسلئے ہم اسکی جرح اپنے ناظرین ہی کے لئے چھوڑتے ہین" تو جب آپ کے بافہم ناظرین سے کوئی صاحب یا خود آپ اوسپر روشنی ڈالینگے اوسوقت جواب بھی دیا جائیگا۔

کیونکہ ہم تو ان واقعات مین وہ نور اور وہ ہدایت پاتے ہین جس سے بہتر نہ آجتک نہ دیکھا گیا نہ دیکھا جاسکتا ہے۔ جس حصہ زندگی پر روشنی ڈالنے کو آپ روک رہے ہین وہ تو ایسا روشن زمانہ ہے کہ اوس زمانہ کے مشرکین قریش بھی اوسپر ایک دھبہ نہ لاسکے۔ بلکہ حضرت اور آپکے اعزا و اقارب اوسی حصۂ زندگی سے استدلال کرتے اور مشرکین ایسے مبہوت ہوجاتے اور کوئی جواب اونکا نہ دیسکتے پھر اوسپر آپکا اسقدر غصہ نہایت حیرت خیز ہے۔

قرآن مجید پر تنقید

ریشمی کپڑے کی پروحی عجیب گورکھ دھند فرشتون کی نوٹ بک

(از عابر اکبر آبادی) ۲۳

ریشمی کپڑے پر وحی
علامہ سیوطی اتقان مین لکھتے ہین کہ عن الزھری ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان بحراء اذاتی ملك بمطن دیباج فیہ مکتوب اقرأ باسم الخ

ترجمہ۔ اور زہری سے مروی ہے کہ نبی صلعم غار حرا مین تھے۔ کہ ناگہان ایک فرشتہ آپکے پاس کوئی نوشتہ لیکر آیا جو ریشمی کپڑے کے ٹکڑے پر لکھا ہوا تھا اور اس مین تحریر تھا۔ اقرأ باسم ربك الذی خلق تا باسم یعلم اور زیادہ اسلامی علما اسی امر پر متفق ہین۔ کہ یہی سب سے پہلی آیت تھی جو اللہ میان نے آنحضرت پر نازل فرمائی۔

قرآن کی پہلی سورہ
حضرت محمدؐ پر پہلے ہی پہل بقول اہل اسلام الہام کس طرح نازل ہونا شروع ہوا۔ اس کے متعلق ہم ایک بیان پچھلے ہفتہ دے چکے ہین۔ اب دوسرا بیان یہ ہے کہ شیخین نے ابی سلمہ بن عبد الرحمن سے روایت کی ہے کہ اوس نے کہا کہ مین نے جابر بن عبد اللہ سے دریافت کیا۔ کہ قرآن کا کونسا حصہ سب سے پہلے حضرت محمدؐ پر نازل ہوا تھا۔ جابر نے جواب دیا یا ایھا المدثر" مین نے کہا "اقرأ باسم ربك" نہین؟ یہ سنکر جابر نے جواب دیا۔ کہ مین تم سے وہ بات بیان کرتا ہون جو حضرت محمدؐ نے مجھ سے کہی تھی۔ اور وہ یہ ہے کہ آپنے فرمایا تھا کہ مین غار حرا مین عبادت کے لئے گوشہ نشین ہوا تھا۔ پھر جب چلا کشی کی مدت ختم کرلی تو وہان سے نکلکر شہر کی طرف چلا۔ مین وادی کے وسط مین آکر داہین بائین آگے پیچھے چارون طرف دیکھنے لگا۔ پھر آسمان کی طرف نظر اوٹھائی اور یکایک جبرئیل فرشتہ مجھے نظر پڑا جسے دیکھکر یکایک مجھپر کپکپی طاری ہوگئی۔ اور مین نے خدیجہ سے کہا کہ مجھپر کپڑا ڈالو۔ اور انہون نے مجھکو خوب کپڑون سے ڈھاپ دیا۔ اسوقت مجھپر "یا ایھا المدثر قم فانذر" آیت نازل ہوئی لیکن اس بارہ مین کہ حضرت محمدؐ پر سب سے پہلے قرآن کی کونسی سورت یا آیت نازل ہوئی۔

علماء اسلام مین خود بڑا اختلاف ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ سورہ اقرا سب سے پہلے نازل ہوئی۔ کوئی سورہ "المدثر" کو پہلی سورہ بتلاتا ہے۔ کوئی فاتحۃ الکتاب کو اور ہر ایک بیان کی تائید مین بڑے بڑے علما ہین۔ لیکن ہمین مسلمانون کی اس بحث سے چندان سروکار نہین ہے۔ ہان اپنے ناظرین کو اتنا ہی بتلا دینا کافی سمجھتے ہین۔ کہ آجکل جو سورہ موجودہ قرآنون مین سب سے پہلے موجود ہے۔ اس کے حق مین بہت ہی کمزور و کم رائین ہین۔ اور ہم کہہ سکتے ہین کہ قرآن کی موجودہ ترتیب کسی صورت مین قابل اطمینان نہین ہے۔

عجیب گورکھ دھندہ ابتک تو ہم نزول قرآن کے متعلق علماء اسلام کے ایسے عجیب و غریب خیالات و اعتقادات پیش کرتے رہے ہین کہ جو اپنی قسم کے نایاب چھوٹے ہونے کی وجہ سے ناظرین کی کمال دلچسپی کا باعث ہوتے ہین لیکن ان عجیب و غریب اعتقادات کے ساتھ ہی اگر ہم قرآن کے متعلق اس دلچسپ گورکھ دھندے کو پیش نہ کرین جسپر علماء اسلام عموماً اختلاف رائے رکھتے ہین۔ تو ہم سمجھتے ہین۔ کہ یہ مضمون نامکمل ہی رہجائیگا۔ پس ناظرین سے امید ہے کہ وہ طبیعتون پر ذرا زور دیکر اس معمہ کو بھی ذہن نشین کر لین۔ اور وہ معمہ اور گورکھ دہندہ یہ ہے۔ کہ نزول قرآن کے متعلق ایک حدیث آئی ہے جسے تمام مسلمان معتبر و صحیح مانتے ہین۔ لیکن افسوس کہ سیکڑون علماء آجتک سر پٹک کر مر گئے مگر کسی نے اس معمہ کو حل نہ کر پایا۔ مشہور حدیث "نزل القران علی سبعۃ احرف ہے۔ یعنی قرآن سات حروف پر نازل ہوا۔ اب پڑہنے والے کے دل مین قدرتاً خیال پیدا ہوتا ہے کہ موجودہ قرآن مین تو بقول طبرانی دس لاکھ ستائیس ہزار حروف ہین چنانچہ طبرانی نے عمر بن الخطاب سے روایت کی ہے۔ کہ "قرآن کے دس لاکھ ستائیس ہزار حروف ہین جو شخص اسکو صبر کیساتھ ثواب کی نیت سے پڑھیگا۔ اسکو قرآن کے ہر ایک حروف کے عوض ایک بیوی حور عین سے ملیگی"۔ (قرآن کے حافظ آنکھین کھولکر طبرانی کی اس حدیث کو پڑہین۔ مسافر) پھر اس حدیث کے کیا معنی ہوئے۔ اور پھر مشکل یہ کہ اس حدیث سے کوئی منکر بھی نہین ہوسکتا۔ کیونکہ اس کے راوی اسلام کے ایسے ایسے رکن ہین جیسے ابی بن کعب۔ انس۔ حذیفہ بن الیمان زید بن ارقم۔ سمرہ بن جندب۔ سلمان بن صرد۔ ابن عباس۔ ابن مسعود۔ عبدالرحمن بن عوف

عثمان بن عفان ۔ عمر بن الخطاب ۔ عمرو بن ابی سلمہ ۔ عمرو بن العاصی ۔ معاذ بن جبل ۔ ہشام بن حکیم ابی بکرہ ۔ ابی جہم ۔ ابی سعید خدری ۔ ابی طلحہ انصاری ۔ ابی ہریرہ ۔ اور ابی ایوب ۔ غرضیکہ یہ ۲۱ صحابی ہین جنکی اس حدیث پر مہر لگی ہوئی ہے ۔ اس لئے کوئی مسلمان اس حدیث سے انکار تو نہین کرسکتا ۔ مگر دوسری طرف مشکل یہ کہ اس گورکھ دہندے کو کوئی سلجھا بھی نہین سکتا پس جو جس کے جی مین آتا ہے ۔ اوٹ پٹانگ تاویل گھڑلاتا ہے ۔ اور ہر شخص اپنی اپنی تاویل کو صحیح بتلاتا ہے ۔ یہانتک کہ معمولی مسلمانون کو چھوڑکر جب ہم خاص الخاص علماء اسلام کے حلقہ مین اوتے ہین اور یہ سوال اٹھاتے ہین تو وہان بھی اپنی اپنی ڈفلی و اپنا اپنا راگ ہی دیکھتے ہین ۔ اور اسلام کے مسلمہ علماء کی بھی اس حدیث کے متعلق تقریبا ۳۵ مختلف تاویلین پاتے ہین جنہین ہم اپنے ناظرین کی دلچسپی کے لئے اختصار کیساتھ ذیل مین پیش کئے دیتے ہین ۔

تشریح ابن عباس سے صحیحین مین حدیث آئی ہے کہ رسول صلعم نے فرمایا ۔ کہ جبرئیل نے مجھے ایک ہی حرف پر قرآن پڑھایا ۔ تو مین نے زیادتی کی خواہش کی ۔ اور اسی طرح برابر زیادتی کرنیکا طالب رہا ۔ یہانتک کہ وہ سات حروف پر آکر رک گیا ۔ اور مسلم کے نزدیک ابی ابن کعب کی حدیث سے یہ ثابت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا ۔ میرے پروردگار نے مجھکو حکم بھیجا کہ مین قرآن کو ایک ہی حرف پر پڑھون ۔ پس مین نے عرض کی ۔ کہ میری امت پر آسانی کر ۔ اور پھر خدا نے حکم بھیجا کہ اچھا سات حرفون مین پڑھو" اور نسائی سے حدیث ہے ۔ کہ رسول اللہ نے فرمایا ۔ اور جبرئیل اور میکائیل دونون میرے پاس آئے ۔ جبرئیل میرے داہین جانب اور میکائیل بائین جانب بیٹھ گیا ۔ پھر جبرئیل نے کہا کہ ایک حرف پر قرآن پڑھو ۔ میکائیل نے کہا کہ اوسے اور بھی بڑھاؤ ۔ یہانتک کہ جبرئیل سات حروف تک پہونچ گیا ۔

پہلا بیان ابن سعید نحوی کہتا ہے کہ یہ حدیث ان مشکل حدیثون مین سے ہے جنکے معنی سمجھ مین نہین آتے کیونکہ لغت کے لحاظ سے حرف کی مصداق حروف ۔ تہجی ۔ کلمہ ۔ معنی اور پہلو سب ہی ہین ۔

دوسرا بیان عیاض بن غنم اشعری و اوس کے مریدون کا بیان ہے کہ اس حدیث مین سات کے لفظ سے در حقیقت تعداد مراد نہین ہے ۔ بلکہ آسانی سہولت و وسعت

مانی گئی ہے۔ اس لئے کہ سات کا لفظ اکائیون مین کثرت کا ارادہ کرنے کی صورت مین بولا جاتا ہے جس طرح دہائیون کی کثرت کے لئے ستر اور سیکڑون کی زیادتی کے لئے سات سو کہا جاتا ۔ اور اس کہنے سے دراصل وہی عدد مراد نہین ہوتا۔ بلکہ مطلب کثرت سے ہوتی ہے۔

تیسرا بیان

بعض علما کا بیان ہے کہ اس سے مراد سات قرأتین ہین۔ لیکن یہ بیان اس لئے غلط ٹھہرتا ہے کہ قرآن مین ایسے کلمات بہت تھوڑے ہین۔ جو سات طرح پڑھے جاسکتے ہون۔ اور پھر قرآن مین ایسے کلمات بھی موجود ہین جو سات سے زیادہ قرأت کے ساتھ پڑھے جاسکتے ہون۔

چوتھا بیان

ابن قتیبہ کا بیان ہے کہ اس سے وہ وجوہ مراد ہین جن سے قرارت مین کچھ فرق واقع ہوتا ہے۔ اور اسکی مثال وہ کلمات ہین جنکی صرف حرکت بدل جاتی ہے۔ اور ان کے معنون یا صورتون مین فرق نہین آتا۔ مثلاً ولا یضار کاتب" (رے) کے فتح ورفع دونون کے ساتھ دوسری مثال وہ صیغہ امر وماضی ہونے کی حالت مین وغیرہ وغیرہ مگر قاسم کہتا ہے۔ کہ جس وقت کلام الٰہی کی کتابت کی اجازت ملی تھی۔ اسوقت اہل عرب نہ تو لکھنا جانتے تھے اور نہ رسم خط سے واقف تھے۔

پانچوان بیان

سفیان بن جریر وابن وہب وغیرہ علماء اسکی یہ تاویل کرتے ہین۔ کہ اس متفقہ معانی کا سات جداگانہ الفاظ کے ساتھ پڑھنا مطلب ہے مثلاً۔ اقبل۔ تعال۔ ھلم عجل واسرع۔

چھٹا بیان

ابن عبدالبر کہتا ہے کہ اس حدیث کے بیان سے ان حروف کی مثال دینا مراد ہے۔ جن پر قرآن نازل ہوا۔ اور یہ بتانا بھی مقصود ہے۔ کہ وہ ایسے معانی ہین۔ کہ جنکا مفہوم تو متفق ہے۔ لیکن مسموع مختلف ہے۔

ساتوان بیان

طحاوی کا قول ہے کہ یہ بات اسوقت آسانی کے لئے اجازت دینے کے طور پر تھی۔ جبکہ اکثر صحابہ اور مسلمانون کو لکھنے سے ناواقف ہوتے اور کلام اللہ کو خاص مقررہ الفاظ مین حفظ کرنے مین دقت ہوتی تھی۔

آٹھوان بیان

ابو عبید، ثعلب وزہری وغیرہ علما کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اس سے

سات بعینہ مراد ہین۔

نوان بیان بیہقی اپنی کتاب شعب الایمان مین لکھتا ہے۔ کہ چونکہ اس وقت عرب کی فصیح ترین سات ہی زبانین تھین پس اس سے مرادیہ ہے کہ قرآن ان سات زبانون مین ہے منجملہ ان سات زبانون کے پانچ قبیلہ ہوازن مین بولی جاتی تھین۔

دسوان بیان ابو عبید کہتا ہے۔ کہ اس حدیث سے کچھ یہی مقصود نہین کہ قرآن کا ہر ایک لفظ سات زبانون پر پڑھا جاتا ہے۔ بلکہ مدعا یہ ہے کہ ساتون زبانین قرآن مین متفرق آئی ہین۔ کوئی لفظ قریش کی زبان کا کوئی ہذیل کی زبان کا اور کچھ ہوازن ویمن وغیرہ کی زبانون کے ہین۔ ہان اتنی بات ضرور ہے۔ کہ کسی زبان کے الفاظ کم ہین کسی کے زیادہ اور بیان کیا گیا ہے۔ کہ قرآن کا نزول خاصکر "نضیر" کی زبان مین ہوا ہے اور اس ہی ضمن مین ابو شامہ نے کسی شیخ سے نقل کیا ہے۔ کہ قرآن کا نزول پہلے قریش اور ان کے پڑوسی قبائل کی زبان مین ہوا تھا۔ اور پھر تمام اہل عرب کے لئے اسکا اپنی اپنی زبانون مین پڑھنا جائز کر دیا گیا۔

قصہ مختصر اسی طرح اس حدیث کی تاویل مین تقریباً چالیس مختلف تاویلین ہین۔ لیکن اس کا مطلب ٹھیک اجتک کوئی بھی نہ سمجھا سکا اگر موجودہ زمانہ کے کسی مسلمان کو دعوی ہو تو وہ اسکا حل پیش کرے اور ہم اوسپر جرح کر کے دکھلاوینگے وہ کہانتک حق پر ہے۔

فرشتون کی نوٹ بک ابن ابی حاتم نے ابن سابطہ سے روایت کی ہے۔ کہ لوح محفوظ یعنی خدا کی تختی مین شروع دنیا سے لیکر قیامت تک جو کچھ بھی دنیا مین ہونیوالا ہے سب کچھ لکھا ہوا ہے اس ہی لئے اوس کی حفاظت پر ہر وقت تین فرشتے تعنات رہتے ہین۔ پھر جب قیامت آئیگی۔ اور خدا کے دربار مین لوگون کا حساب کتاب ہونے لگے گا۔ تو پہلے جبرئیل ومیکائیل وملک الموت اپنی اپنی یادداشتون (نوٹ بکون) کا مقابلہ لوح محفوظ سے کر کے دیکھینگے۔ کہ کہین کمی بیشی تو نہین ہوئی۔ لیکن انہین تمام باتین مقابلہ ٹھیک ملینگی (اتقان)۔

تقدیس القرآن ہان صاحب اس مضمون کی دو روایت اتقان صفحہ ۱۲۴ مین ہے مگر یہ قول زہری ہے نہ حدیث رسول۔ اور زہری بنی امیہ کے خوان نعمت کے پروردہ تھے خود علماء اہل سنت بھی انکو اچھا نہین جانتے تلبیس ابلیس ابن جوزی مین ان کی مذمت موجود پھر ایسے

شخص کا بیان کب کسی مسلمان کے التفات کے قابل ہوسکتا ہے۔
عام قاعدہ اہلسنت یہ ہے کہ روایت مین صحابی کا بیان ہونا چاہیے کہ مینے آنحضرتؐ نے یہ فرمایا۔ یا مینے
آنحضرتؐ کو یہ کرتے دیکھا۔ یا حضرتؐ کے سامنے یہ بات ہوئی۔ پھر اوس صحابی سے دوسرا راوی ہو۔
یہ زہری نہ صحابی ہے نہ حضرتؐ کے وقت موجود تھا پھر اوسکا یہ بیان کہ حضرتؐ پر اس طرح فرشتہ لکھا ہوا
لایا یہ اوسکی ذاتی رای ہے جو کسی پر حجت نہین۔ پھر ایسی بے بنیاد روایت پر اعتراض کیسا۔
دوسرا راوی علبید بن عمیر اس سے زیادہ بے اعتبار ہے مگر اوسکا یہ بیان نہین ہے کہ نمط مین کچھ
لکھا ہوا تھا۔ مگر ہم اس سے بھی قطع نظر کرلین۔ تو یہ بتائیے اسپر اعتراض کیا ہے۔ اور اگر کسی قسم کا
اعتراض ہے تو قرآن کی قرآنیت پر کیا اعتراض آسکتا ہے کیونکہ لکھا ہوا ہو یا بے لکھا ہوا ہر حال مین
وہ کلام خدا ہے جس طرح چاہتا ہے نازل کرتا ہے۔
قرآن کی پہلی سورہ۔ افسوس کہ اس تحریر سے بھی آپکو کوئی فائدہ نہین۔ کیونکہ یہ سبکو معلوم ہے کہ
عثمان خلیفہ نے اصل ترتیب کو الٹ پلٹ کردیا جسکو آپ بھی مکرر لکھ چکے ہین اور جہانتک بنا ہے
اعتراض کرچکے جسکا ہم جواب بھی دیچکے۔ اس سے نفس قرآن پر کیا اعتراض ہے جسکو خود آپنے بھی لکھا
دو لیکن ہمین مسلمانون کی اس بحث سے چندان سروکار نہین ہے" پھر ایسی بحث نکالنا جس سے
آپکو چندان سروکار نہو کس قسم کی بات ہے؟
انسان کو ضرور ہے کہ مخالف کے سامنے ہو یا موافق کے سامنے ایسی تقریر کرے اور ایسی دلیل لائے
جو اپنے دعوی یا اعتقاد کے موافق ہو نہ ایسی بحث جس سے اوسکو سروکار نہو۔
آپکی بحث ہمیشہ یہ ہونی چاہیے کہ جس صفات سے خداوند عالم کو اہل اسلام مانتے ہین۔ وہ خدا نہین ہے
یا یہ کہ قرآن کلام خدا نہین ہے الہامی نہین ہے۔ باقی فضول قصون سے آپکو کوئی مطلب نہونا چاہیے۔
عجیب گورکھ دہندہ۔ اس روایت کا بھی وہی مطلب ہے جو سابق روایتونکا مطلب ہے کہ قرآن موجود
مین بہت کمی ہوئی ہے۔ اس خیال کے موجد خلیفہ دوم ہین جنکو اسپر بہت زور تھا اور مختلف مقامات
پر اسکا اظہار کیا خصوصاً آیہ الرجم کو تو وہ ایسا یقینی جانتے تھے کہ ہر زمانہ مین کوشان رہے کہ درج
قرآن ہو۔
مگر یہ خیال اون کا اوس سے کم نہ تھا کہ رسول اللہؐ نے انتقال نہین کیا۔ کیونکہ وہ اس خیال کے

آدمی تھے کہ خدا سب کام کو اس طرح کردیگا کہ پھر کسی انسانی کوشش کی ضرورت ہوگی اسی خیال سے غالباً وہ ہر جنگ سے فرار کرتے کہ خدا فتح دیگا ہمکو کیا ضرورت ہے کہ کسی کے خون مین شریک ہون۔

اسی خیال سے اون کا اعتقاد تھا کہ رسول اللہ کا انتقال اوسوقت تک نہین ہوسکتا جب تک کل منافقون کا خاتمہ نہ کرلین اسی قبیل سے اون کا یہ خیال بھی تھا کہ قرآن کے حروف دس لاکھ ستائیس ہزار ہین۔

مگر چونکہ تمام اہل اسلام کو معلوم ہے کہ عمر صاحب کو قرآن سے کسی وقت مین بھی تعلق نہ تھا عہد رسول اللہ مین تو توراۃ لکھکر لایا کرتے اور حضرت کو سناتے جس سے آپکو بیحد ملال ہوتا یہانتک کہ خلیفہ اول نے انکو مارا بھی گالیان بھی دین۔ بعد وفات رسول اللہ بھی انکو کوئی دلچسپی نہ پیدا ہوئی یہانتک کہ زید بن ثابت نے انکو جمع قرآن پر مجبور کیا۔ اور یہ خدمت ان سے مفوض ہوئی کہ جسکو جسکو قرآن یاد ہو اوس سے لکھا جائے۔ نیز ایک آیہ کو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ جسکے پاس وہ آیہ تھا وہ جنگ یمامہ مین مارا گیا۔

ان وجوہ سے اون کا خیال جم گیا کہ یہ قرآن بہت کم ہوگیا بہت سا حصہ اسکا ضایع ہوا۔ یہ خیال عمر اور عبداللہ بن عمر دونو صاحب کا ہمیشہ قایم رہا۔

اڈیٹر صاحب مسافر نے یہان طرفہ کارروائی کی ہے کہ دو روایت کو ایکجا کرکے واقعہ کو مشتبہ کیا کیونکہ دس لاکھ ستائیس ہزار حرف والی روایت خود اہلسنت کے یہان معمولی روایت ہے۔ بخلاف سات حرف والی روایت کے کہ وہ البتہ اہلسنت کے یہان مشہور ہے۔ اسی کے راوی بہت سے صحابہ ہین جنکا نام مسافر نے لکھا۔ مگر وہ سب اسکے راوی نہین ہین کہ قرآن کی دس لاکھ ستائیس ہزار حرف تھا کیونکہ یہ صرف مقولہ عمر ہے۔ تو دونون کو مخلوط کرنا سراسر خلاف واقعہ ہے۔

بہرحال عمر صاحب کا یہ قول کہ دس لاکھ ستائیس ہزار حرف تھا۔ اور ابن عمر کا یہ کہنا قد ذھب منہ قرآن کثیر ص۲۵ اتقان

کہ قرآن بہت سا ضایع ہوا ایسا ہے کہ کوئی جاہل کہے جس نے نہ کبھی قرآن کی تلاوت کی نہ

اوسکے سامنے قرآن نازل ہوا نہ اوسکو کوئی خبر ہوئی۔ پھر اس سے اہل اسلام پر کیا الزام آسکتا ہے۔ حالانکہ مکرر اسکی تحقیقات ہو چکی ہے کہ بربنائے روایات اہلسنت قرآن مین اگر کمی ہوئی تو اس سے نہ اوسکے منزل من اللہ ہونے مین شک ہو سکتا ہے نہ اوسکے ہادی و راہبر ہونے مین کیونکہ یہ قصور ہے تو ان لوگون کا جنلوگون نے اوسکی حفاظت نہ کی۔ خدا نے لاکھون پیغمبر بھیجے کرورون معجزات دکھائے مگر وہ سب اس وقت موجود نہین ہین۔ تو اس سے خدا پر کیا الزام آیا ہدایت مین کیا کمی ہوئی۔

کیا خوب فرمایا ہے اڈیٹر صاحب النجم نے "آپکا یہ کہنا کہ آیات کے منسوخ ہو جانے سے ہملوگ ثواب سے محروم ہو گئے۔ فتنہ مین پڑ گئے اور اسی قدر معجزات ہمارے ہاتھ سے جاتے رہے۔ بالکل بے نتیجہ ہے شرایع سابقہ کی نسبت بھی یہی اعتراض ہو سکتا ہے جبکہ موجودہ معجزات کافی سے بدرجہا زائد ہین صفحہ ۹ ضمیمہ النجم ۱۳ جمادی الاولی ۱۳۴۲ھ

فرق ہے تو اسقدر کہ اہلسنت اپنے صحابہ کے بچانے کے لئے سارا الزام خدا و رسول پر رکھ جاتے ہین۔ اور ہم انہین روایات کی بنا پر کہتے ہین اس مین نہ خدا کا قصور ہے نہ رسول کا۔ بلکہ اون شیاطین کا قصور ہے جنہون نے بطمع خلافت نہ دفن و کفن رسول مین شرکت کی نہ اوس کو ضروری سمجھا۔ بلکہ سقیفہ بنی ساعدہ مین دوڑ گئے۔ اونہین نے نہ جمع و ترتیب قرآن کی فکر کی نہ اوس مجموعہ کو لیا جو جناب امیرؑ کے پاس عہد رسول اللہ صؐ سے لکھا ہوا تھا اور بعد وفات رسول حضرت نے یہی کام کیا کہ اوس قرآن کو مرتب کر ڈالا۔

تشریح۔ اس تحریر مین مسافر نے نزل القران علی سبعۃ احرف کی تشریح کی ہے جس سے ہمکو زیادہ تعرض کی ضرورت نہین کیونکہ اہل اسلام کے ائمہ اطہار جو بنص خدا و رسول ہادی امت ہین جن کے تمسک و اطاعت کا حکم خدا و رسول نے دیا اور تمامی اہل اسلام کو اسکا اقرار بھی ہے وہ نہایت صراحت سے فرماتے ہین ملاحظہ ہو اصول کافی جلد اول صفحہ ۶۷

عن ابی جعفر ع قال ان القران واحد نزل من عند واحد ولکن الاختلاف یجیٔ من قبل الرواۃ۔

عن الفضیل بن یسار قال قلت لابی عبد اللہ ع ان الناس یقولون ان القرآن نزل علی سبعۃ احرف فقال کذبوا اعداء اللہ ولکنہ نزل علی حرف واحد من عند الواحد۔

یعنی فرمایا جناب امام محمد باقر علیہ السّلام نے کہ قرآن ایک ہی ہے جو خدائے واحد کے یہان سے نازل ہوا۔ مگر اختلاف جو کچھ ہوتا ہے وہ راویون کی طرف سے۔

دوسری حدیث مین فضیل بن یسار نے جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے عرض کیا کہ لوگ کہتے ہین کہ قرآن سات حرفون پر نازل ہوا حضرت نے فرمایا جھوٹے ہین وہ دشمنان خدا۔ قرآن تو ایک ہی حرف پر نازل ہوا خدائے واحد کے یہان سے۔

یہ ہین روایتین ائمہ اطہار کی جن کے گھر قرآن نازل ہوا جنھون نے اس کے نزول پر اور اوس کی تعلیم پر راہ خدا مین جہاد کیا کس وضاحت سے ہدایت فرماتے ہین کہ وہ لوگ دشمن خدا ہین جو اس کا دعوی کرتے ہین کہ قرآن سات حرفون پر نازل ہوا کیونکہ قرآن تو ایک ہی ہے جو خدائے واحد کے یہان سے نازل ہوا پھر کون مسلمان اس کا دعوی کرسکتا ہے کہ قرآن سات حرفون پر نازل ہوا۔

اصل یہ ہے کہ جسقدر خرابیان آجتک مخالفین اسلام نے پیش کین وہ سب اہلسنت کی صحابہ پرستی سے پیدا ہوئین کہ اون چند جاہلون نے محض اس کد مین کہ جناب امیرؑ کا جمع کیا قرآن نہ لین جو مطابق تنزیل لکھا گیا تھا نہ اوس مین کسی تالیف کی ضرورت تھی نہ نئی ترکیب کی بلکہ جملہ احکام الہی ایک سلسلہ اور ترتیب سے تھی جسپر نہ کسی منافق کو اعتراض ہوسکتا تھا نہ کافر کو۔

اوس قرآن مرتب کو نہ لیکر صحابہ نے اپنے اپنے سنی سنائی آیات سے ترتیب دیا جس مین بہ تقاضائے بشریت سہو و نسیان ہونا لازمی تھا علاوہ اوس غرض کے جو اون کے پیش نظر تھی۔ اور تقدیم و تاخیر اور تکرار بے محل بھی ضروری تھا۔ اس لئے مخالفین اسلام کو موقع ملا کہ اعتراض کرین۔ اور علمائے اہلسنت نے بخیال حمایت صحابہ و زعم قوت سلطنت بجائے اس کے کہ نقص قرآن کی حمایت کرتے

حمایت صحابہ پر آمادہ ہوے کہ جس طرح ہو سکے ان کی حفاظت کرین خواہ قرآن پر کچھ الزام آجائے۔

اس لئے ایسی بے سروپا روایتین بنائین جن کا نہ سر ہے نہ پیر نہ وجود اوس کا ممکن ہے یہی وجہ ہے کہ اس سات حرف والی روایت مین اس قدر اختلاف ہوا کہ آخر تھک کر اقرار کرلیا کہ اس روایت کا حل کرنا مشکل ہے۔

اہل سنت اگر سچے مسلمان ہوتے احکام خدا و رسول پر صدق دل سے ایمان لاتے ہوتے تو بجائے حمایت ناجائز صحابہ صاف کہدیتے کہ یہ حدیث محض لغو اور وضعی ہے کیونکہ ایک معنی کے لئے سات لفظ کا ہونا خود محال ہے جسپر یہ بات بنائی گئی انہ لیس المراد بالسبعۃ حقیقۃ العدد بل المراد التیسیر و التسہیل لسعۃ و لفظ السبعۃ یطلق علی ارادۃ الکثرۃ فی الاحاد اتقان ص۴۷

یعنی سات کی عدد سے حقیقۃً سات ہی نہین مراد ہے بلکہ کثرت مراد ہے۔ بعض نے کہا انہ من المشکل الذی لایدری معناہ یعنی یہ ایسی مشکل حدیث ہے کہ کسی طرح اوس کے معنی سمجھ مین نہین آتے۔

مگر یہ سب اشکال اوس وقت رفع ہوجاتا ہے جب احادیث صحیحہ ائمہ اطہار پیش کردی جاتی ہین کہ وہ سب دشمنان خدا ہین جو اس کے قائل ہین کہ قرآن سات حرفوں پر نازل ہوا۔

بہرحال ہم اڈیٹر مسافر کے شکر گذار ہین کہ اونھون نے پورے چالیس اقوال کی نہین تشریح کی بلکہ صرف دس ہی قول لکھا جو تخجیل اہل سنت کے لئے کافی ہے۔

چونکہ اڈیٹر صاحب مسافر نے اس حصہ کو یہین تمام کردیا اور آیندہ ہفتہ سے نیا باب شروع کیا ہے لہذا ہم بھی اس حصہ دوم تقدیس القرآن کو یہین تمام کرتے ہین۔ اور بفضل خدا سے امیدوار ہین کہ اب تیسرا حصہ شروع ہوگا جو اس سے زیادہ بالطف ہوگا کیونکہ مولوی ثناءاللہ صاحب نے بھی اسی نئے باب کا کچھ جواب دینا شروع کیا ہے اگرچہ اوسی رنگ سے جو اون کی قدیم عادت ہے کہ جب کسی خریدار نے ٹوکا کہ مسافر کا جواب کیون نہیں

دیتے تو گاہے گاہے دو چار حرف لکھدیتے ہین -

آخر مین ہم اڈیٹر مسافر سے التماس کرتے ہین کہ جہان آپنے تقدیس القرآن کی تہذیب ومتانت وسنجیدگی کی داد دی ہے وہان اس کی بھی سارٹیفکٹ عنایت فرماوین کہ اس وقت تک جتنے اعتراضات آپنے قرآن مجید پر کئے تھے سب کا جواب دیدیا گیا کوئی حرف کوئی لفظ نہین چھوڑا گیا ۔ واللہ بالغ امرہ وقد جعل اللہ لکل شئ قدرا

والحمد للہ اولاً وآخراً والصلوۃ علی محمد وآلہ باطناً وظاہراً

کتبخانہ وقف [illegible]